نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

(حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

خزینۃ المشائخ

مؤلف

ابوالحقائق حضرت قاضی عبدالحق ہاشمی بھوئی گاڑوی ثم قطبالوی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تہذیب جدید

قاضی شہزادہ عرفان الحق نیّر

ناشر

ادارہ فروغِ تعلیماتِ تصوف راولپنڈی
(درگاہ عالیہ فاضلیہ گڑھی شریف)

نام کتاب: خزینۃ المشائخ
تالیف: ابو الحقائق قاضی عبد الحق ہاشمی بھوئی گاڑوی
ثم قطبالوی رحمۃ اللہ علیہ
ترتیب وتہذیب جدید: قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ
مجوزہ: قاضی شہزادہ اُسامہ حسنین ہاشمی
صاحبزادہ حسن حیدر ہاشمی، صاحبزادہ حسین حیدر ہاشمی
کمپوزنگ: محمد طارق صدیق چشتی اعظمی
حروف خوانی: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ایوب خان چشتی
پروفیسر ڈاکٹر عبد الرحمٰن مروت
موسم اشاعت: اوّل 1970ء
اشاعت دوم: جون 2026ء
صفحات: 336
تعداد: 500
لے آؤٹ ڈیزائن: محمد ندیم۔ 0333-5316633
طابع: محمود برادرز پرنٹرز، گوالمنڈی، راولپنڈی

کتاب کے ملنے کا پتہ:
قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ: 0315-8981040

نوٹ:
پروردگار عالم کے فضل، کرم اور مہربانی سے، انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کمپوزنگ، طباعت تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔ بتقاضائے بشری اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو از راہ کرم مطلع فرما دیں۔ ان شاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لیے ہم آپ کے بے حد مشکور ہوں گے۔

فہرست مضامین

شرف انتساب 15

ہدیہ احترام 16

الإهداء 17

1. ابتدائیہ از: قاضی شہزادہ عرفان الحق نیئرؔ 18
2. تقریظ فقیر محمد اکرم شاہ 24
3. تقریظ از: پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی 27
4. کلمات تحسین علامہ عبدالرحمٰن مروت 29
5. حروف میزان از: ملک محبوب الرسول قادری 32
6. یادوں کا خزینہ صاحبزادہ پیر عطاء الرحمٰن قادری 35
7. تقریظ از مفتی محمد ایوب خان چشتی 38
8. کلمات محبت از سید کلیم معصوم مشہدی 44
9. تصوّف ایک خاص موضوع از: مفتی منیر عالم ہزاروی 47
10. علم و عرفان کا گلستان از علامہ صاحبزادہ قاضی محمد اسرار الحق ہاشمی 51
11. صوفی بلا تفریق ہر ایک کے خیر خواہ ہوتے ہیں از عطاء الرحمٰن چوھدری .. 53
12. تقریظ از: محمد کامران حیدر نقشبندی عرفانی 55
13. تصوّف تزکیہ نفس ہی کا دوسرا نام ہے از: علامہ کامران مسعود رضوی 59
14. ماضی کے درخشاں ستارے از: قیصر دلاور جدون 61
15. پذیرائی از: عرفان طارق قاضی 64
16. شریعت اور تصوّف از: وقار عالم جدون ایڈووکیٹ 67

17. نیئرِ وضیاء — از:صاحبزادہ حافظ محمد افتخار عادل مصطفوی 70

18. صوفیاء کی تعلیمات سے ہندوستان جگمگا اٹھا — از:سید امجد حسین شاہ بخاری.. 75

19. مولانا روم کا فقیر۔ نیئر بھوئی گاڑ — از:ڈاکٹر مختار احمد اعوان 77

20. خزینۃ المشائخ میری نظر میں — از:ڈاکٹر طارق محمود قاضی 79

21. تاثرات — از:صاحبزادہ پیر حمید النبی ہاشمی 84

22. مقدمہ — از:سید محمد عبد اللہ شاہ بخاری قادری 86

23. وراثتِ علم و عرفان — ملک صوفی محمد ارشد اولیٰ بھوئی گاڑوی 91

24. تعارف خاندانِ ہاشمی — از:صاحبزادہ قاضی محمود احمد چشتی گولڑوی 92

25. اظہار تشکر — از: قاضی شہزادہ اُسامہ حسنین ہاشمی 98

26. ہدیہ عقیدت — از:شہزادی ایم ایس ہاشمی 100

27. ہدیہ انتساب — قاضی عبد الحق ہاشمی حنفی الچشتی قطبالوی عفی عنہ 104

28. تاثرات — الحاج حضرت علامہ قاضی محب ُالنبی الہاشمی 105

29. تاثرات — مولانا مولوی فیض احمد صاحب 106

30. تاثرات — از:مولانا مولوی محمد سعید الرحمٰن صاحب 107

31. تاثرات — از: مخزن عرفان صاحبزادہ حافظ محمد صفی الرحمٰن علوی القادری ..108

32. تاثرات — از: قاضی صبغۃ اللہ صاحب 109

33. تاثرات — از:مولانا صاحبزادہ محمد اصغر علی صاحب نقشبندی القریشی العثمانی.... 110

34. تاثرات — از:مولانا حافظ عبد الغفور صاحب 111

35. تاثرات — از:سیف سنت اَحناف مولوی محمد عبد الوہاب صاحب 112

36. تاثرات — از: قاری المقری حافظ محمد عبد الرزاق صاحب 113

37. تاثرات — از: محترم جناب راجہ غلام قادر صاحب غبارؔ 114

38. خطبہ تمہید ابوالحقائق قاضی عبدالحق حنفی الچشتی قطبالوی عفی عنہ........ 115
بزرگان دین کی قربت و پیروی سے سعادت دارین حاصل ہوتی ہے...................... 119
صحبت صالحین سے دل کی تاریکیاں نور ایمان سے بدل جاتی ہیں........................ 126
مرشد وسیلۃ اِلیٰ الرسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور رسول وسیلہ اِلیٰ اللہ ہیں 130
بیعت سے شرعی استحکام اور کردار ذیشان حاصل ہوتا ہے 134
39. عورتوں کی بیعت:۔ 136
40. عورتوں کی بیعت کا طریقہ:۔ 137
41. بیعت ہونے والا بالغ، عقلمند رغبت والا ہو:۔ 137
42. تکرار بیعت:۔ 138
43. بیعت عقبہ اولیٰ:۔ 138
44. بیعت عقبیٰ ثانیہ:۔ 139
45. خلاصہ مطلب:۔ 139
سلاسل اربعہ کی بیعت عہد خداوندی کی عملی حلف وفاداری ہے 142
46. علمائے دیوبند کی تائید بھی یہی ہے۔ 143
سلسلہ قادریہ کا تعارف اور فیوضات 145
47. حسب و نسب:۔ 145
48. بیعت و خلافت:۔ 145
49. ولادت و تربیت مع کرامت:۔ 146
50. علم فقہ:۔ 147
51. علم تفسیر:۔ 147
52. تدریسی و تبلیغی منظر:۔ 147

53. زہد و عبادت:۔ 148
54. ازواج و اولاد:۔ 148
55. فیوضات قادریہ:۔ 148
56. تالیف و تصانیف:۔ 149
سلسلہ چشتیہ کا تعارف اور فیوضات 150
57. حسب و نسب:۔ 150
58. بیعت و خلافت:۔ 150
59. ولادت و تربیت:۔ 151
60. حصول علم اور مرشد کامل کی تلاش:۔ 151
61. عبادت و ریاضت اور سیاحت روحانی:۔ 152
62. فیض خلافت روحانی:۔ 153
63. تالیف و تصانیف:۔ 153
سلسلہ نقشبندیہ کا تعارف اور فیوضات 154
64. ولادت اور فیوض خلافت:۔ 154
سلسلہ سہروردیہ کا تعارف اور فیوضات 156
65. خلافت اور فیوض روحانیت:۔ 156
اولیاء اللہ کی شہادت عظمیٰ اور استعانت و استمداد کا ثبوت 158
66. تفسیر جہاد فی سبیل اللہ اور جہاد بالنفس از قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ:۔ 160
67. بزرگان سے استعانت و امداد حاصل کرنے کا ثبوت:۔ 161
68. توسل استعانت و امداد کے متعلق امام غزالی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:۔ 161
69. استعانت و استمداد مولانا رومی علیہ الرحمۃ:۔ 162

فقر و درویشی کی تعریف 165
70. سالک طریقت کی پہچان اور ان کا قرب ذیشان 165
71. سالک کی تشریح بارشاد مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ:۔ 166
72. خلاصہ مطلب:۔ 169
بزرگان دین کے درسی مقالات اور اُنکے روحانی فیوضات 170
73. درس اول:۔ 170
74. درس دوم:۔ 170
75. درس سوم:۔ 170
76. درس چہارم:۔ 171
77. درس پنجم:۔ 171
78. درس ششم:۔ 171
79. درس ہفتم:۔ 171
80. درس ہشتم:۔ 171
81. درس نہم:۔ 171
82. درس دہم:۔ 172
83. خلاصہ مطلب:۔ 172
اولیاء اللہ اخلاق و افعال میں حضور ﷺ کے تابع ہوتے ہیں 173
84. خلاصہ مطلب:۔ 176
شیخ کامل کے تعلق سے اصلاحِ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہوتا ہے 178
مرشد کی راہبری نفس سرکش کی فنا اور حیات بقاباللہ کا عملی درس ہے 181
پیر کامل قیامت میں بھی اپنے متعلقین کی معاونت کریں گے 185

85. پیر کامل کا قیامت میں ساتھ ہونا:۔ 186

یقین محکم اور عمل صالح کی پیروی سے ایمان کامل حاصل ہوتا ہے..................... 187

مرید و مراد اور محب و حبیب کا عرفانی موازنہ 190

ارادت مرید اور اس کے قصد و عمل کی اصلاح 193

شیخ کو مرید کی اصلاح و ادب آموزی شفیق و مُربی کی طرح کرنی چاہئے 196

صحبت شیخ سے حسن اخلاق اور کردار صالح پیدا ہوتا ہے 198

تصور شیخ سے حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حب خدا کی روحانی دولت حاصل ہوتی ہے 202

پیران صالحین کی پیروی اختیار کرو اور گمراہ لوگوں کے فریب سے بچنے کی کوشش کرو 206

فقر و درویشی کا مقصد رقص و راہبانی نہیں بلکہ لا الہ الا اللہ کی پاسبانی ہے 208

توکل کی فضیلت اور متوکلین پر اللہ تعالیٰ کی عنایت و شفقت 211

86. متوکلین خداوند تعالیٰ کے واقعات ذیل سے سبق حاصل کریں:۔ 212

87. توکل کے متعلق بزرگان دین کے ارشادات:۔ 213

طریقت کا مطلب سیرت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری ہے......................... 215

88. حضرت شیخ فرید الدّین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔ 215

89. سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت نظام الدّین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔ 216

حب خدا سے رحمت الٰہی اور حب دنیا سے تذلیل و گمراہی حاصل ہوتی ہے 217

ذکر طیب کے معمول سے دل کی صفائی اور فضائل کبریائی حاصل ہوتی ہے 221

صوفیائے کرام خواہشات نفسانیہ کی لذات سے بیزار اور معرفت روحانیہ کے دلدار ہوتے ہیں 224

بزرگان طریقت ثمرہ عبادت کی بنا پر ظہور کرامت سے پرہیز کرتے ہیں 228

.90 حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:۔ 229

کرامت و بزرگی اور کشف والہام میں شرعی پابندی ضروری ہے 231

.91 ا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی:۔ 231

.92 ۲: مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:۔ 232

.93 ۳: شیخ شہاب الدّین سہروردی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:۔ 232

.94 ۴: شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:۔ 232

.95 ۵: خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کا ارشاد:۔ 233

.96 ۶: کرامت کی تشریح بارشاد حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ:۔ 233

.97 ۷: شیخ محی الدّین ابن عربی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:۔ 233

.98 ۸: شیخ بو علی سینا کا ارشاد:۔ 234

.99 کشف والہام کی تشریح:۔ 234

.100 کشف والہام کی روحانی مثالیں:۔ 234

.101 حضرت جامی علیہ الرحمۃ کو خواجہ عبید اللہ احرارؒ سے فیض کرامت:۔ 235

.102 خلاصہ مطلب:۔ 235

بزرگان غلبہ دردِ عشق کے لیے شرعی پابندی کے تحت سماع و نعت خوانی مباح ہے .. 237

.103 سماع میں سکر و صحو کی تشریح بارشاد شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ:۔ 243

.104 لھو الحدیث کے شان نزول کے متعلق شیخ محقق لکھتے ہیں کہ:۔ 246

.105 فحش شہوت انگیز ہجویہ مطعون دین مضامین کا سننا حرام ہے،

بارشادِ امام غزالی علیہ الرحمۃ:۔ 247

106. خلاصہ مطلب:۔ 247

سالکان طریقت کے روحانی منازل بتحقیق مشائخ الافاضل 251

107. معرفت:۔ 251

108. علم الیقین:۔ 253

109. عین الیقین:۔ 253

110. حق الیقین:۔ 253

فقر مجذوب کا تعارف اور روحانی تصرف از کرامت حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ 254

اولیاء کرام و بزرگان کی روحانیت بھری کرامات وواقعات 259

111. ۱: شعیب علیہ السلام کی توجہ سے موسیٰ کلیم اللہ بن گئے۔ 259

112. ۲: حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے محمود غزنوی نے سومنات فتح کیا:۔ 260

113. ۳: حضرت شیخ بہاؤالدّین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کی توجہ سے سلطان ناصر الدّین قباچہ نے والئ ملتان کو شکست فاش دی:۔ 261

114. ۴: حضرت زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے کمال الدّین تاجر کا جہاز تباہی سے بچ گیا:۔ 261

115. ۵: حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے موج آور دریا خشک ہوگیا آپ مع جماعت دریا سے پیدل چل کر پار ہوگئے:۔ 262

116. ۶: حضرت خواجہ محمد فاضل شاہ گڑھی افغاناں رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے میرا بیابان کو میرا شریف کا شرف مل گیا:۔ 262

117. ۷: حضرت میاں نامدار علیہ الرحمۃ کی توجہ سے مٹی کے ڈھیلے سونا بن

گئے اور تکریم مرشد کے لیے مزار پھر گیا:۔ 263
118. ۸: مرشدی حضرت خواجہ سید غلام محی الدّین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین دربار چشتیہ غوثیہ گولڑہ شریف راولپنڈی:۔ 263

علم شریعت شجر تصوّف کی جڑ ہے جو آبِ روحانیت سے سرسبز و شاداب ہوتی ہے 265

عشق الٰہی کی جان نثاری سے حق تعالیٰ کی رضامندی و دلداری حاصل ہوتی ہے 271

119. ۱: عاشق ذاتی:۔ 271
120. ۲: عاشق صفاتی:۔ 272
121. ۳: عاشق احسانی:۔ 272
122. عشق ذاتی و حقیقی واقعاتی روشنی میں:۔ 273

علم باطن اکتسابی ہو یا وہبی، اُس کے ظہور عمل کے لیے شرعی پیروی ضروری ہے....276

123. علم ظاہر اور باطن کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:۔ 276

علمائے شریعت کا منصب بوجہ فضیلتِ علم کے ہزار گنا عابد سے افضل ہے 281

124. ۱: علماء اللہ کا خوف رکھتے ہیں۔ 283
125. ۲: عالموں کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ 283
126. ۳: عالم جاہل سے بہتر ہے۔ 284
127. ۴: عابد پر عالم کی برتری۔ 284
128. ۵: علماء چودھویں کا چاند ہیں۔ 284
129. ۶: علماء کا مرتبہ بلند ہے۔ 284
130. ۷: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک عالم کی فضیلت ملاحظہ فرمائیں۔ 284
131. ۸: اللہ کے دوست عالم ہیں۔ 285
132. ۹: فیض علم:۔ 285

آتش ابراہیمی کی برودت اور عناصر اربعہ کی تابعداری اہل دانش کے لیے سبق آموز ہے 286
مشائخ عظام عوام کو قرآن سے دم درود کرتے ہیں اور تعویذات لکھ کر فیض بخشتے ہیں 290
مراقبہ واعتکاف کے روحانی فیوضات وکمالات 292
133. مراقبہ کرنے کا طریقہ:۔ 293
134. اعتکاف کی برکتیں:۔ 294
135. ترکیب:۔ 294
سلاسل اربعہ میں اذکار جلی وخفی، نفی اثبات اور پاس انفاس کے معمولات 295
136. ذکر جلی وخفی معمول چشتیہ:۔ 295
137. اذکار نقشبندیہ:۔ 296
138. شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کے نزدیک اذکار نقشبندیہ کا طریقہ:۔ 296
139. اذکار قادریہ کے مشہور اقسام اور طریقہ ادائیگی:۔ 297
140. ذکر جہری ونفی واثبات کا طریقہ:۔ 298
141. ذکر خفی اور پاس انفاس کا طریقہ:۔ 298
اسم "ھُوَ" اسرار الٰہی ہے جو اسم اعظم کے طور پر ہر جاندار کی سانس میں موجود ہے.. 300
142. اذکار الٰہی کے فائدے:۔ 303
نظم ذکر جلی 306

ارشادات

حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم 308

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ 310
حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ 312
حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ 314
حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ 315
حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ 317
حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ 318
حضرت ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمۃ 319
حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ 320
حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ 321
حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ 323
حضرت شفیق بلخی علیہ الرحمۃ 324
حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ 325
حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ 326
حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ 328
حضرت خواجہ فرید الدّین شکر گنج پاکپتنی علیہ الرحمۃ 329
حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ 330
پیر پٹھان حضرت خواجہ محمد شاہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ 331
حضرت شمس تبریز علیہ الرحمۃ 333
حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ 334
ہدیہ تشکر و دعائے خیر 336

شرف انتساب

میں عبد فقیر اپنے اس متاعِ قرطاس بعنوان ''طبع جدید خزینۃ المشائخ'' کو بصد ادب و شوق اپنے نانا جی حضور جامع شریعت وطریقت وصاحبِ حال حضرت مولانا

قاضی خواجہ مفتی غلام یحییٰ ہاشمی بھوئی گاڑوی ثم قطبالوی رحمۃ اللہ علیہ

جن کی!

پیدائش: بھوئی شریف۔

خلافت: خواجہ خواجگان حضرت قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ۔

ارادت مند: حضرت پیر بابا فضل احمد چشتی کلیامی رحمۃ اللہ علیہ۔

مرید: حضرت خواجہ احمد میروی رحمۃ اللہ علیہ میرا شریف۔

وصال: ۱۱ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ بمطابق ۷ نومبر ۱۹۵۴ء قطبال تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک میں ہوا۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ، نقشبندیہ، قادریہ کے شیخ طریقت کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جن کی نگاہِ فیض سے سلسلہ قیل وقال جاری ہے۔

ہدیہ احترام

اپنی پیاری، شفیق، مہربان تمام اولاد کے لیے ہمہ وقت دعا گو محترمہ مخدومہ نانی جان حضرت مائی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کو "ہدیہ" کرتا ہوں جن کی آغوش محبت، دعائے برکت سے ادبی ذوق عطا ہوا۔

-----------اور-----------

اپنی والدہ ماجدہ، عالمہ، فاضلہ، قاریہ، محترمہ، مخدومہ، حضرت بی بی تاج میمونہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہا کے نام کہ جن کی تربیت، محبت، شفقت اور آہِ سحر گاہی کا ثمر ہے اور جنہوں نے دوران حج،۲۰۰۵۔ بمقام مدینہ شریف اس کتاب کی اشاعت ثانیہ کی دعا فرمائی تھی۔ اس کتاب کو مرتب کرنے کے قابل ہوا۔

الإهداء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یہ ادنیٰ سی خدمتِ درویشانہ، خزینۃ المشائخ کی اس جدید و منقح ترتیب کے ساتھ، سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے آفتابِ ولایت، شہبازِ چشت، گلِ سرسبدِ اولیاء، خواجۂ خواجگان، پیرِ پٹھان حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ رحمۃ الرحمٰن کی بارگاہِ اقدس میں، ہدیۂ عقیدت و نیاز کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔

خصوصاً اس قلبی و روحانی نسبت کے اظہار کے ساتھ، جو حضرت خواجہ مفتی قاضی غلام یحییٰ ہاشمی بھوئی گاڑوی ثم قطبالوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس فیض رساں بارگاہ سے حاصل تھی وہ نسبت جس نے ان کے قلب و نظر کو محبتِ الٰہی، معرفتِ ربانی اور خدمتِ دین کے انوار سے منور رکھا۔

وہ عظیم المرتبت ہستی کہ جن کے فیضِ نظر سے علم و حکمت کے چشمے جاری ہوئے، اور جن کے لگائے ہوئے شجرہائے طریقت آج بھی طالبانِ حق کو علم، عرفان، محبت اور سلوک کی دولت سے سیراب کر رہے ہیں۔

انہی کے آستانۂ فیض نشان کی جانب بصد عجز و نیاز، یہ مختصر سا نذرانۂ عقیدت پیش ہے۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

ابتدائیہ

از: قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتب تواریخ اگر چہ شاہوں، فاتحین اور سپہ سالاروں کے تذکرے سے بھری پڑی ہیں لیکن لوح ذہن، کتاب دل اور صحیفہ روح پر ان لوگوں کی تصویریں نقش ہیں جنہیں نہ گردش دہر مٹا سکی اور نہ ہی زمانے کے انقلاب دھندلا سکے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اہل دنیا نے سمجھنے میں ہمیشہ غلطی کی ہے۔ عام لوگ انہیں بے نوا، گمنام، مسکین اور بے بس سمجھتے ہیں اس لیے ان کے نام شاہی درباروں میں نہیں لیے جاتے، نہ ہی ان کے نام کے خطبے پڑھے جاتے ہیں اور نہ ہی ان کے ہاتھ میں کسی کو جاگیر دینا اور وزارت دینا تھا۔ اس لیے دنیا والوں نے سمجھا ان سے مل کر کیا لینا ہے جو خود کٹیا میں رہتا ہے وہ کسی کو شاہی محل کا راستہ کیا دکھائے گا۔ جو خود گدڑی پوش ہو وہ کسی کو خلعت فاخرہ سے کیا نوازے گا؟ جو خود خاک نشین ہو وہ کسی کو قصر سلطانی کی مسند کیا دلائے گا۔ لیکن وقت نے یہ ثابت کیا کہ شاہی محلات تو آخر کار کھنڈرات میں بدل گئے لیکن ان کی جھونپڑی ہر طوفان اور ہر سیلاب میں پوری مضبوطی کے ساتھ کھڑی رہیں کئی خوانین تھے جو رسوا ہو گئے اور کتنے تھے جو دربدر ہو گئے اور بیسیوں باعزت تھے جو خاکستر ہو گئے لیکن ان فقیروں کے جھونپڑی میں بہار ایک بار آئی تو ہمیشہ خزاں نا آشنا رہی اور ان کے آنگن میں جو شہرت اور نیک نامی کا چاند اترا تو اسے کبھی گرہن نہ لگا۔

حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا! ''کچھ لوگ خستہ حال نظر آتے ہیں۔ جن کے چہرے غبار آلود ہوتے ہیں کسی تقریب میں انہیں بلانے کا کسی کو خیال نہیں آتا اور کسی کے

پاس چلے جائیں تو لوگ اپنے دروازے بند کر لیتے ہیں لیکن یہی وہ لوگ ہیں کہ جو اللہ پر کسی بات کے لیے قسم کھالیں تو خدا ان کی بات رد نہیں کرتا۔

یہ لوگ بظاہر بے نوا نظر آتے ہیں لیکن ان کی صدا کی گونج عرش پر سنائی دیتی ہے، یہ دیکھنے میں بہت غریب ہوتے ہیں۔ یہ کسی تمغے، عہدے، منصب اور خطاب سے بظاہر محروم اور عاری نظر آتے ہیں لیکن ان کا نامہ اعمال اللہ تعالیٰ کے میزان میں بہت بھاری ہوتا ہے۔ یہ زیادہ وقت خاموش رہتے ہیں لیکن جب ان کے منہ سے کوئی بات نکلتی ہے تو وہ قبولیت کا درجہ پا لیتی ہے۔ وہ لبوں سے خاموش رہتے ہیں مگر اُن کی آنکھیں بیدار رہتی ہیں۔ ان کی باتوں میں گلوں کی خوشبو آتی ہے۔ یہ تیغ و سپاہ سے انسانی جسموں پر راج نہیں کرتے بلکہ دل و نگاہ کی دنیا پر راج کرتے ہیں۔ اس لیے ہر ذی شعور اس بات سے باخبر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ریاستوں کی سربراہی یہی گمنام لوگ کر رہے ہیں اور یہی عاشقان مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم تہہ خاک جا کر بھی عزت و شہرت کے اونچے میناروں پر کھڑے ہیں۔

وادیٔ کربلا آج اس لیے سربلند نہیں کہ اس کے دامن میں یزیدی لشکر اترا تھا بلکہ اسے یہ عظمت اس لیے ملی کہ اس کے سینے پر نواسہ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا خون گرا تھا۔ خاکِ نجف اس لیے سرمہ اہل نظر نہیں کہ وہ کسی شہنشاہ اور عالی جاہ کی جگہ ہے بلکہ اس کا سارا شرف سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مدفن ہونے کی وجہ سے ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو حاکم وقت نے اختلافات کی وجہ سے کوڑے مارے۔ آپ کو بازاروں میں رسوا کیا گیا۔ کئی سو سال گزرنے کے باوجود امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا نام آج بھی زندہ ہے مگر حاکم وقت کا بخت ساون کی بدلی کی طرح کچھ ہی دیر میں تحلیل ہو گیا۔ حاکم کی قبر کا نشان بھی موجود نہیں مگر امام جنت البقیع میں محو استراحت ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ جیل سے اٹھایا گیا جیل کے چند لوگوں کے علاوہ کوئی بھی جنازے میں شریک نہیں تھا حاکم نے سمجھا کہ اس سے زیادہ بے بسی کی موت کیا ہو سکتی ہے لیکن آج وہ حکمران بھولی بسری داستان بن گیا ہے اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو ماننے

والے کروڑوں انسان آج بھی دنیا میں موجود ہیں اور انکی فقاہت کا پرچم آج بھی شرق و غرب میں لہرا رہا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی فرعونی اقتدار کا نشانہ بنے۔ چوک میں کھڑا کر کے کوڑے مارے گئے یہاں تک کہ ان کا ایک بازو اتر گیا لیکن جیسے ہی حاکم اقتدار سے اترا کچھ ہی عرصے میں لوگوں کے دلوں سے نکل گیا جبکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ آج بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ ہیں۔

سید احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے دور کے بادشاہ نے کہا کہ مجھے آپ جھک کر سلام کریں لیکن بادشاہ کا رعب و دبدبہ پانی کا بلبلہ ثابت ہوا اور سرہند کا فقیر مجدد الف ثانی بن گیا۔

لاہور میں حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے جہاں ہر وقت رونق لگی رہتی ہے۔ لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ درود و سلام کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ قرآن مجید کی تلاوت ہر وقت ہوتی ہے لیکن اس کے بر عکس وہاں موجود بڑے بڑے سلاطین عالم کی قبور بھی ہیں جہاں سارا دن رش ہونے کے باوجود کوئی بھی نہیں آتا۔ علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اتنی عزت کسی بڑے عہدے پر فائز ہونے یا پی ایچ ڈی کرنے سے نہیں ملی بلکہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وفا کی، عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دل میں سمایا اور آج پوری دنیا ان کے گن گاتی ہے۔ جو دنیا کی رنگینیوں میں گم تھے ان کا نام بھی کوئی نہیں لیتا۔

تصوّف نام ہے ساری دنیا سے رشتہ توڑ کر صرف اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑ لینے کا۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

”علماء اپنی زبان سے تبلیغ کرتے ہیں اور صوفیاء اپنے عمل سے۔“

یک زمانہ صحبت با اولیاء۔
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

صوفیائے کرام کے افکار کا مطالعہ کرنے پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک گروہ ”خوف خدا“ سے تقویٰ قائم کرنے کا قائل ہے تو دوسرا محبت کے نغمے گاتا ہے اور انہی نغمات کے وسیلہ سے اسے حاصل کرتا ہے۔ کرم و فضل کا تمنائی ہے۔ ظاہر ہے خشیت الٰہی والا گروہ جلال و جبروت و کبریائی کے آگے لرزہ براندام ہے اور سر مو غفلت نہیں برتنا چاہتا، جبکہ محبت و عشق و فریفتگی کا گروہ اپنے بے سروسامانی اور آشفتہ سری کے ساتھ جمال الٰہی سے اقتباسِ نور حاصل کرتا ہے۔ منور ہوتا ہے۔ روشنی بھی بانٹتا ہے۔ سرمست و بے خود ہو جاتا ہے۔ صوفیانہ شاعری میں یہ تخویف، یہ حزن و ملال اور سرمستی، سرشاری اور ہجر و وصال کے نغمے برابر گونجتے ہیں۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کی یہ دعا تو زبان زد خاص و عام ہے۔ اے میرے معبود و مسجود، اگر میں تیری عبادت جہنم کے خوف سے کرتی ہوں تو مجھے نارِ جہنم کا لقمہ بنا دے اور اگر میں تیری عبادت جنت کی لالچ سے کرتی ہوں تو مجھے ہمیشہ کے لیے اس سے محروم کر دے اور اگر میں صرف تجھ سے تیری ذات سے تیرے لیے محبت کرتی ہوں تو اے میرے مولیٰ مجھے اپنے ”جمال ازلی“ سے محروم نہ کیجئے گا۔ گویا حضرت مائی رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے صوفیوں، درویشوں کو عشق حقیقی کا درس دیا ہے۔

حضرت شیخ سید عثمان شاہ مروندی رحمۃ اللہ علیہ معروف بہ لعل شہباز قلندر کے اس مصروفِ زمانہ صوفیانہ اور عاشقانہ تغزل کی کس طرح داد دی جائے۔ کیفیت و حمیت، نقد و نظر، قال و حال، آرائی و مضمون آفرینی، شوکت اسلوب، لطف بیان اور عشق کے راز و نیاز کے اظہار کا انداز ہی جداگانہ ہے فرماتے ہیں:۔

نمی دانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم
مگر نازم بہ ایں ذوقے کہ پیش یار می رقصم

بیا جاناں تماشہ کن کہ در انبوہ جانبازاں
بہ صد سامانِ رسوائی سر بازار می رقصم

تاریخ قوم کا حافظہ ہوتی ہے جس طرح ایک شخص کا حافظہ گم ہو جانے سے اس کی شخصیت محو ہو جاتی ہے۔اِسی طرح اگر کسی قوم خاندان شخصیت قبیلے کی تاریخ باقی نہ رہے تو اس قوم خاندان میں ترقی کرنے، آگے بڑھنے کی قوت ختم ہو جاتی ہے۔

دنیا میں اگر قومیں زندہ ہیں تو بزرگوں کے علمی ادبی کارنامے یاد رکھنے سے زندہ ہیں اور اگر بزرگوں کے نام بھول جائیں تو قوم اور اس کا تابناک ماضی اِس شخصیت کے ساتھ ہی قبر میں دفن ہو جاتا ہے۔ قلم کو قلم ہونے سے سر قلم کروانا پڑتا ہے۔ طاغوتی، مادی آندھیوں، طوفانوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جو لوگ شہادت میں سر قلم کرواتے ہیں وہ ”امر“ ہو جاتے ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ و جاوید ہو جاتے ہیں۔ قلم سے تراشے گئے الفاظ و افکار کو صفحۂ قرطاس میں منتقل کرنے والے بھی زندہ رہتے ہیں یاد کیے جاتے ہیں۔ بے شک سال وماہ اور صدیاں ہی کیوں نہ گزر جائیں۔ انسان کو اس اہم نکتہ پر غور کرنا چاہیے کہ خدا نے اسے جو سہولت دی ہے اس مدت میں وہ انسانیت کے لیے کون سا علم، خدمت کر کے رخصت ہو رہا ہے۔ اس سے کوئی مطلب نہیں کہ وہ زندگی کے کس شعبے سے تعلق رکھتا ہے کس نسل یا مسلک سے تعلق رکھتا ہے، وہ کون سی زبان بولتا ہے کس بولی میں لکھتا ہے۔ کس ملک کس گاؤں کا رہنے والا ہے۔ جوہری مرکز صرف ایک ہے کہ وہ اپنی عمر میں کیا کام کر کے جا رہا ہے اور کتنا نیا پن ہے اور لوگ صدیوں بعد اُسے کس نظر، زاویے سے دیکھیں گے اور پرکھیں گے۔ اور اسے یاد کریں گے۔

والد گرامی ابو الحقائق حضرت قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی ۱۹۷۰ء کی دہائی میں لکھی گئی کتاب گلدستہ روحانیت المعروف ”خزینۃ المشائخ“ کی طبع جدید، ترتیب نو، اضافہ، حواشی پر کام کرنا مجھ جیسے کم علم بے عمل انسان کے لیے کسی بہت بڑے اعزاز سے کم نہیں۔

میرے بزرگوں، اساتذہ اکرام، دوستوں، مہربانوں شیخ طریقت حضرت خواجہ پیر محمد اکرم شاہ صاحب دامت فیوضہم، پیر سید محمد عبد اللہ شاہ قادری، ملک محبوب الرسول قادری، مفتی محمد ایوب خان چشتی، پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی، ڈاکٹر طارق محمود قاضی، خواجہ محمد امین شہزاد خضری، مفتی ڈاکٹر محمد کامران مسعود رضوی، مفتی صاحبزادہ منیر عالم ہزاروی، مفتی کامران حیدر نقشبندی عرفانی، سید کلیم حسین شاہ کاظمی مشہدی، عرفان طارق قاضی، ڈاکٹر مختار احمد اعوان، وقار عالم جدون ایڈووکیٹ اور دیگر احباب گرامی نے جس محبت کا اظہار فرمایا یہ ان کا حسن ظن ہے۔

آبروئے قلم و قرطاس حضرت ملک محبوب الرسول قادری اور ڈاکٹر ارشد ناشاد صاحب (شعبہ اردو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد) کی محبتوں کا قرض دار رہوں گا کہ جنہوں نے نادر و نایاب نسخہ ”خزینۃ المشائخ“ کو ڈھونڈ نکالا اور منظر عام میں لانے میں ان کا نہایت اہم اور مثبت کردار ہے۔ اللہ پاک انھیں اجر عظیم عطا فرمائے آمین۔

خزینۃ المشائخ کو طبع جدید کے ساتھ مرتب کرنے پر میں اپنے اہل و عیال کا بھی مشکور و ممنون ہوں جنہوں نے دست تعاون بڑھایا اور اُن علمی، ادبی، روحانی، خانوادوں نے علمی، تحقیقی، فنی تعاون فرمایا ان سب کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان تمام احباب کے ساتھ ساتھ ذی وقار محترم محمد طارق صدیق چشتی اعظمی اور حضرت علامہ پروفیسر عبد الرحمٰن خان مروت کا شکریہ ادا کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں جنہوں نے کتاب کے مسودے کو نہایت انہاک، توجہ، عرق ریزی کے ساتھ پڑھا نظر ثانی کی اور اپنے قیمتی مبارک پیغامات اور حسین الفاظ سے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ اللہ پاک انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ اجمعین

تقریظ

"خزینۃ المشائخ"علم ونسبت کا تسلسل"

الحمد للہ ربّ العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین، وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین۔

اسلام کا باطنی نظام جسے تصوّف و سلوک کہا جاتا ہے، دراصل ایمان کو احسان کے درجے تک پہنچانے کا نام ہے۔ یہی وہ روحانی نظام ہے جس کے ذریعے انسان اپنے نفس کی اصلاح، دل کی تطہیر اور اخلاقِ نبوی ﷺ سے متصف ہونے کی سعی کرتا ہے۔ صوفیاء کرام نے ہمیشہ عوام وخواص کی روحانی تربیت کے لیے ایسی تصانیف مرتب کیں جن سے سالکینِ طریقت، مریدین اور محبینِ تصوّف کو راہِ سلوک میں رہنمائی ملتی رہے۔

یہ کتب محض علمی مواد نہیں بلکہ تزکیۂ نفس اور اصلاحِ باطن کے عملی نصاب ہیں، جو انسان کو ظاہری شریعت سے باطنی حقیقت کی طرف سفر کرنے کا سلیقہ سکھاتی ہیں۔ انہی تربیتی اور روحانی تصنیفات میں سے ایک گراں قدر کتاب خزینۃ المشائخ ہے، جو اہلِ دل کے لیے نورِ بصیرت اور سالکینِ طریقت کے لیے رہنمائی کی مشعل ہے۔

یہ کتاب حضرت مولانا ابو الحقائق قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے، جو اپنے وقت کے جلیل القدر عالمِ دین، خطیب، محقق اور صاحبِ نسبت بزرگ تھے۔ آپ کو حضرت بابوجی پیر سید غلام محی الدّین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ بیعت حاصل تھا۔ آپ نے تدریس، خطابت، تصنیف وتالیف اور اصلاحِ باطن کے میدان میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ کی تصنیفات خصوصاً خزینۃ المشائخ آپ کے علم وذوقِ طریقت کی آئینہ دار ہیں۔

علامہ قاضی عرفان الحق نیر صاحب، جن کا تعلق بھوئی گاڑ کے علمی و روحانی

خانوادے سے ہے، ان خوش نصیب فرزندانِ علم ونسبت میں سے ہیں جنہوں نے اپنے والدِ گرامی کے علمی ورثے کو محفوظ کر کے از سرِ نو اشاعت کی صورت میں زندہ کیا۔ یہ خدمت ان کے اخلاص، علم دوستی اور نسبتِ شیخ کی پختگی کا مظہر ہے۔ ان کی یہ کاوش نہ صرف والدِ گرامی کے لیے صدقۂ جاریہ ہے بلکہ اہلِ طریقت وتصوّف کے لیے ایک قیمتی تحفہ بھی ہے۔

کتاب خزینۃ المشائخ کے مضامین پر نگاہ ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ تصنیف تصوّف وسلوک کے نہایت دقیق اور اہم مباحث پر مشتمل ہے۔ اس میں بزرگانِ دین کی قربت، صحبتِ صالحین، بیعت وارشاد، سلاسلِ اربعہ، فقر ودرویشی، پیرانِ طریقت کی تعلیمات وروحانی فیوض، تصورِ شیخ اور حبِ مصطفیٰ ﷺ جیسے موضوعات کو نہایت جامع، سلیس اور مدلل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ یہی جامعیت اس کتاب کو عوام وخواص، دونوں کے لیے نافع بناتی ہے۔

مشائخِ درگاہِ عالیہ فاضلیہ گڑھی شریف اور علمائے بھوئی گاڑ کے مابین محبت، اخوت اور عقیدت کا جو روحانی رشتہ عرصۂ دراز سے قائم ہے، اس کی بنیاد حضرت اعلیٰ خواجہ فاضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ہی رکھی جا چکی تھی۔ آپ کے زمانے میں نہ صرف روحانی تعلق بلکہ خاندانی نسبت بھی قائم ہوئی۔ حضرت اعلیٰ کی ہمشیرہ بی بی حلیمہ، جو حضرت امیر اعظم شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دخترِ نیک اختر تھیں، ان کا نکاح حضرت اعلیٰ نے خود حضرت مولانا قاضی امیر حمزہ قریشی (ساکن بھوئی گاڑ) سے فرمایا۔ اگرچہ ان کے ہاں اولاد نہ ہوئی، تاہم یہ نسبتِ نکاح دونوں خانوادوں کے درمیان ایک پائیدار روحانی اور خاندانی رشتہ بن گئی۔ بی بی حلیمہ رحمہا اللہ کی قبر آج بھی علمائے بھوئی گاڑ کے قبرستان، محلہ شرقی پنڈ میں واقع ہے۔

یہی علمی وروحانی تعلق بعد ازاں حضرت خواجہ محمد عبد اللہ شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں مزید مستحکم ہوا۔ آپ نے قرآنِ مجید اور صرف ونحو کی ابتدائی تعلیم حضرت مولانا شیخ احمد قریشی اور اُن کے فرزند حضرت مولانا شفیع احمد قریشی بھوئی گاڑوی سے اُس

دور کی مشہور درسگاہ بھوئی گاڑ میں حاصل کی۔

یوں گڑھی شریف اور بھوئی گاڑ کا یہ رشتہ صرف روحانیت تک محدود نہ رہا بلکہ علم و عرفان، تربیت و نسبت اور قرابت و محبت کا حسین امتزاج بن گیا۔

اس تعلق کی مضبوطی حضرت خواجہ محمد اکرم شاہ ثالث رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں مزید بڑھی، جب آپ نے درگاہِ عالیہ فاضلیہ کے مدرسہ کے لیے حضرت مولانا عبد الحئ قریشی اور حضرت مولانا مفتی غلام ربانی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کو بھوئی گاڑ سے طلب فرمایا۔ بعد ازاں حضرت خواجہ محمد اعظم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شیخ الحدیث مولانا محب النبی قریشی (بھوئی گاڑ) سے اکتسابِ علم کیا۔ راقم کو بھی یہ شرف حاصل ہے کہ ابتدائی دروس مولانا فرید الدّین بھوئی گاڑوی سے حاصل کیے۔

یوں بھوئی گاڑ اور گڑھی شریف کا یہ رشتۂ محبت و عقیدت نسل در نسل منتقل ہوتا رہا اور آج بھی قائم و دائم ہے۔ علمائے بھوئی گاڑ مسلسل درگاہِ عالیہ فاضلیہ میں درس و تدریس، وعظ و خطابت اور روحانی خدمات انجام دیتے رہے ہیں، جو اس تسلسلِ محبت و فیضان کی روشن دلیل ہے۔

علامہ قاضی عرفان الحق نیرؔ صاحب کی یہ خدمت بلاشبہ ان کے ذوقِ علم، اخلاصِ نسب اور روحانی وابستگی کا مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو اہلِ ایمان کے لیے موجبِ نفع بنائے، مصنفِ مرحوم کے درجات بلند فرمائے، مرتبِ محترم کے لیے اسے صدقۂ جاریہ بنائے، اور ہم سب کو اپنے اسلافِ صالحین کے نقشِ قدم پر استقامت کے ساتھ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقیر محمد اکرم شاہ

سجادہ نشین درگاہِ عالیہ فاضلیہ، گڑھی شریف

(ٹیکسلا، راولپنڈی)

تقریظ

از: پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصۡحَابِہٖ وَأَزۡوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ اَجۡمَعِیۡن۔

امابعد!

سرزمین بھوئی گاڑ ٹیکسلا میں ایسی درجنوں نابغۂ روزگار اور وحید العصر شخصیات نے جنم لیا جن کے شاگرد طلوع آفتاب بن کر قیامت تک ضیاپاشیاں کرتے رہیں گے۔ ہزاروں تشنگاں علم و معرفت کے قلوب ان مبارک ہستیوں سے جگمگائے اور جگمگاتے رہیں گے۔ آیت من آیات اللہ مامور من الرسول قطب عالم اعلیٰ حضرت گولڑوی قدس سرہ العزیز و دیگر اکابر اولیاء اللہ کو اس ہاشمی خاندان کے اسلاف سے شرف تلمذ حاصل ہوا میرے جد امجد حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق محمد عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور والد ماجد مفتی اعظم حضرت قبلہ پیر محمد عبد الشکور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ہاشمی خاندان کے شیخ الجامعہ حضرت مولانا محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف تلمذ حاصل ہوا، اس ہاشمی خاندان کے متعدد علماء کرام کو حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے آباء واجداد سے تعلیم حاصل کرنے کے مواقع ملے حضرت شیخ الجامعہ کی شادی کی بات چلی تو حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت اُستاد العلماء مولانا عبد الحمید ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پہلے میرے مدرسہ میں چندروز طلبہ کو پڑھاؤ میں دیکھوں گا کہ کس قدر قابل ہو پھر بیٹی کا رشتہ دوں گا۔ چنانچہ اس طرح ہاشمی خاندان کے ساتھ ہزاروی خاندان کی رشتہ داری بھی ہے۔ حضرت مولانا

غلام جیلانی ہاشمی اور حضرت مولانا محمد غوث ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے بہنوئی ہیں۔

زیر نظر کتاب خزینۃ المشائخ حضرت اُستاد العلماء مولانا عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جس میں اکابر اولیاء مشائخ اور علماء کا تذکرہ ہے جو تصوّف کے موضوع پر ایک عظیم یادگار ہے جس پر مختلف شیوخ کی تقاریظ موجود ہیں پہلے شائع ہوئی اور اپنی اہمیت کی بنا پر جلد ہی نایاب ہوگئی۔ انتہائی شکر گزار ہوں میں محترم جناب قاضی شہزادہ عرفان الحق نیئر کا جس نے اس عظیم علمی ذخیرہ کو از سرِ نو زیور طباعت سے آراستہ کرنے بیڑہ اٹھایا ہے۔ ایک بار پھر یہ عظیم علمی ذخیرہ علماء و مشائخ کے ہاتھوں میں ہو گا۔ محترم نیئر صاحب کے لیے دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت دینیہ کو قبول فرمائے۔ آمین

کلمات تحسین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ، وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِینَ وَمَنْ تَبِعَھُمْ مِنَ الْمَشَایِخِ الْمُھْتَدِینَ الْأَجْمَعِینَ، بِرَحْمَتِكَ یَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ۔

انسان کی تخلیق محض ظاہر کی تعمیر کے لیے نہیں بلکہ باطن کی تہذیب کے لیے بھی ہے۔ جب ظاہر شریعت کے نور سے منور ہو اور باطن حقیقت کے جمال سے مزین، تب بندہ انسانیت کے کمال تک پہنچتا ہے۔

یہی مقام "تصوّف" کا ہے وہ علمِ باطن جو ایمان کو یقین، عبادت کو حضوری، اور علم کو معرفت میں ڈھال دیتا ہے۔

تصوّف دراصل محبتِ الٰہی کا عملی بیان ہے، اور سلوک اس محبت کے ثمرات کا سفر۔ یہ دل کو آئینہ بناتا ہے، نفس کو مسخر کرتا ہے اور بندے کو "عبد" بننے کا سلیقہ عطا کرتا ہے۔ اس راہِ دل میں ظاہری علوم رہنمائی کرتے ہیں، مگر باطن کی روشنی "تربیتِ مشائخ" سے حاصل ہوتی ہے، وہی مشائخ جن کے سینے علم و عرفان کے بحرِ ناپید اکنار ہیں۔

انہی اہلِ دل اور اہلِ علم میں سے ایک نام حضرت مولانا ابوالحقائق قاضی عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے، جو اپنے زمانے کے جلیل القدر عالم، فقیہ، محدث اور سالکِ کامل تھے۔ آپ نے ظاہری علوم کی تدریس کے ساتھ باطنی فیوض کی اشاعت میں بھی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ آپ کی تحریر صرف علم کا خزانہ نہیں بلکہ تزکیۂ نفس اور اصلاحِ

قلب کا عملی دستور ہے۔ آپ کی گراں قدر تصنیف "خزینۃ المشائخ" اہلِ طریقت و حقیقت کے لیے ایک نایاب تحفہ ہے، جس میں تصوّف کے دقیق مباحث کو سادگی، تحقیق اور روحانیت کے حسین امتزاج میں بیان کیا گیا ہے۔ اس علمی و روحانی میراث کو نئی زندگی دینے کا شرف آپ کے صاحبزادے علامہ قاضی عرفان الحق نیر صاحب کو حاصل ہے، جو اپنے والدِ بزرگوار کے علم و نسبت کے امین اور سلوک و اخلاص کے وارث ہیں۔

ان کی یہ کاوش نہ صرف علمی خدمت ہے بلکہ ایک روحانی احیاء بھی ہے، جس میں اخلاص کی خوشبو اور نسبت کی حرارت نمایاں ہے۔

علامہ قاضی عرفان الحق نیر صاحب کا تعلق بھوئی گاڑ کی اُس بابرکت سرزمین سے ہے جسے علم و عرفان کی بستی کہا جا سکتا ہے۔ یہ وہ خطہ ہے جہاں کی فضاؤں میں قرآن کی تلاوت، فقہ و تفسیر کی خوشبو، اور صوفیاء کی ریاضتوں کی تاثیر آج بھی محسوس کی جا سکتی ہے۔ یہاں سے ایسے جلیل القدر علماء و اولیاء اٹھے جن کا فیضان نہ صرف برصغیر بلکہ عالمِ اسلام تک پھیلا۔

اسی علمی و روحانی خطے کے ایک فردِ فرید، علامہ قاضی عرفان الحق نیر صاحب نے اپنے بزرگوں کے علم کو سنبھالا، محفوظ کیا اور نئی نسل کے لیے پیش کیا یہ دراصل علم و نسبت کی امانت کا بہترین ادا کرنا ہے۔

"خزینۃ المشائخ" تصوّف کے اس پہلو کو واضح کرتی ہے جو محض نظری نہیں بلکہ عملی ہے۔ یہ کتاب ہمیں بتاتی ہے کہ طریقت کا سفر علم سے شروع ہو کر محبت، معرفت اور فنا میں مکمل ہوتا ہے اس میں شریعت و طریقت کا تعلق، صحبتِ مشائخ کی اہمیت، ذکر و مراقبہ کی تاثیر، اور اتباعِ رسول ﷺ کی بنیاد پر تصوّف کی اصل روح کو نہایت لطافت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

علامہ قاضی عرفان الحق نیر صاحب کی یہ علمی خدمت ان کے والدِ ماجد کے لیے صدقۂ جاریہ، امت کے لیے علمی رہنمائی اور اہلِ طریقت کے لیے فیضانِ نسبت ہے۔

اللہ تعالیٰ مصنفِ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، مرتبِ محترم کے علم واخلاص کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اہلِ دل کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

علامہ عبد الرحمٰن مروت

ریسرچ سکالر ادارہ فروغ تعلیمات تصوّف

درگاہ عالیہ فاضلیہ گڑھی شریف راولپنڈی۔

حروف میزان

از: ملک محبوب الرسول قادری جوہر آباد خوشاب

"خزینۃ المشائخ حضرت ابو الحقائق مولانا قاضی عبد الحق ہاشمیؒ کا روح پرور شاہکار انحطاط علمی کے عہد کم ظرف میں قاضی عرفان الحق نیرؔ ایک علمی روایت کے امین ہیں۔"

"خزینۃ المشائخ" پاکان امت کے تذکار پر محیط ایک روح پرور شاہکار ہے جسے حضرت ابو الحقائق مولانا قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت محبت اور ارادت کے ساتھ مرتب فرمایا تھا یہ کتاب گزشتہ صدی میں ہماری سوانحی ادب کا خوبصورت جزو ہے جس میں پاکان امت اور اولیاء کرام کے علمی، روحانی، سماجی، رفاحی، حکیمانہ شعوری کاموں کا تذکرہ، اللہ کے نیک بندوں کے احوال سے مرتب کیا گیا ہے وہ عظیم المرتبت ہستیاں جنہوں نے اسلاف اور اکابر کی روایات کو قائم وجاری رکھا۔

حضرت ابو الحقائق رحمۃ اللہ علیہ نے خزینۃ المشائخ کے ذریعے ہمارے بزرگان کی تاریخ کو خوبصورت انداز میں الفاظ کا پہناوا پہنا کر دلچسپ انداز میں لکھا اور آنے والی نسلوں کے لیے بطور تحفہ بصورت کتاب غالباً ۱۹۷۰ء میں شائع کیا۔

بہت کم لوگ ایسے خوش نصیب ہوتے ہیں جو اپنے اجداد کے علمی ورثے کو محفوظ کرتے ہیں، جنہیں اللہ کی طرف سے اس کار خیر کی توفیق نصیب ہوتی ہے وہ ان سعادتوں سے بہرہ ور ہوتے ہیں موجودہ علمی انحطاط کے عہد کم ظرف میں برادر عزیز حضرت علامہ شہزادہ قاضی عرفان الحق نیرؔ واقعی علمی روایت کے امین ہیں کہ انہوں نے اپنے اجداد کے نام کو عقیدت کے روپ میں فروخت کرنے کی بجائے ان کے منہج واسلوب کو قائم وبرقرار رکھا اور حقیقی معنوں میں اجداد کے مشن کے نمائندے اور سفیر بنے وہ ان خوش بخت اور

روشن ضمیر لوگوں میں سے ہیں جنہیں قدرت کاملہ نے اوصاف حسنہ سے خوب مزین کیا ہے۔ وہ بلاشبہ برصغیر کے ایک علمی خانوادے کے چشم وچراغ ہیں اور اسی علمی ذوق کے حامل بھی ہیں۔ خوش اخلاق، صاحب اخلاص، ایک مہربان اور شفاف دل کے مالک، ان کے دستر خوان کی وسعت ان سے ملنے والے ہر فرد پر خوب عیاں ہے انہیں عصر حاضر کی پر فریب حرکات سے قطعاً واقفیت نہیں۔

بنیادی طور پر قاضی نیرؔ ماہر تعلیم ہے اور ساری زندگی انہوں نے تعلیم و تعلم کے حسین ماحول میں گزاری، آپ کا جمالیاتی ذوق خوب ہے لیکن بوقت ضرورت جلال کا اظہار یہ بھی ان کی خصوصیات میں شامل ہے۔ وہ ایک غیور اور جسور، راسخ العقیدہ سنی مسلمان ہیں انہیں اولیاء وصلحاء اور بزرگان دین سے ارادت وعقیدت ورثہ میں ملی ہے یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حضرت ملاں عبد الرحمٰن جامی قدس سرہ العزیز پر کتاب مرتب کرنے کے لیے بھی قلم اٹھایا ہے۔

ان کی تعلقات بہت وسیع ہیں لیکن اہل علم و دانش ان کے حلقہ میں نمایاں نظر آتے ہیں فضیلۃ الشیخ صاحبزادہ پیر سید صابر حسین بخاری اور سید محمد عبد اللہ شاہ قادری سر فہرست نظر آتے ہیں ہمیں بھی انہی بزرگان کی صحبت بابرکت سے قاضی نیرؔ صاحب کے ساتھ تعارف و تعلق نصیب ہوا۔ ان کا ذوق سلیم، وسعت مطالعہ، مسلکی تصلب، دینداری واخلاص، دیانت اور سچائی دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور سچی بات یہ ہے انہیں مل کر زمانہ قدیم کے بزرگان کی یاد تازہ ہوتی ہے اتنی اعلیٰ خوبیوں اور خصائص پر سادگی کی چادر اوڑھ کر قاضی نیرؔ نے اپنے آپ کو مجلس عموم کا فرد قرار دے رکھا ہے اور خاص ہوتے ہوئے بھی عوام میں رہنا پسند کرتے ہیں۔

معاملہ فہمی کے حوالے سے قدرت نے انہیں خاص ملکہ عطا کیا ہے۔ وہ تحریر اور تقریر کے میدان کے شہسوار بھی ہیں اور عصر حاضر میں علمی اقتدار کا وقار بھی ہیں۔ بدقسمتی سے آج کل کتمان علم کا مرض ہمارے سماج میں پھیلتا جارہا ہے اس حوالے سے

بھی قاضی عرفان الحق نیرؔ بہت سخی وجوادواردہوئے ہیں اور وہ اپنے حاصل مطالعہ کو اپنی نشستوں میں بڑی فراوانی کے ساتھ بیان کرتے رہتے ہیں عجزوانکسار کا پیکر بن کر اہل علم سے اکتساب فیض کرتے ہیں بلاشبہ ان کی تعلق داری علمی جہان کے باسیوں کے لیے باعث عزت اور باعث برکت ہے۔

اب کی بار انہوں نے اپنا قلم جس موضوع پر اٹھایا ہے وہ بہت ہی شان کا حامل ہے اور ان کی اندرونی کیفیات اور قلبی تڑپ کا ثبوت ہے۔ شہزادہ علامہ قاضی عرفان الحق نیرؔ نے اس کتاب کے ذریعے سے اپنے آپ کو عظیم والد گرامی حضرت ابوالحقائق مولانا قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کا لائق اور تابع فرمان فرزند ثابت کردیا ہے کہ والد (مرحوم) کے مشن کو ان کی کتاب کی اشاعت کی صورت میں جاری وساری رکھنے کی بھرپور اور کامیاب کوشش کی ہے اس سے یقیناً مرحوم کی روح کو تسکین ملے گی اور اللہ ربّ العالمین اس صدقہ جاریہ کے ذریعے سے ان کے درجات کو بلند فرمائے گا جبکہ قاضی نیرؔ کے اجروثواب میں بھی کوئی کمی نہیں آئے گی۔

میں اس کتاب کی ترتیب نو، جدید کمپوزنگ، تدوین خاص اور بہترین اشاعت پر آپ کو خراج عقیدت، خراج تحسین اور ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ ربّ العالمین آپ کے قلم کی روانیوں کو ان جولانیوں کے ساتھ سلامت رکھے اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امت کی خیر خواہی کے لیے اپنے اس علمی اور تحریکی سفر کو جاری رکھیں۔

یادوں کا خزینہ

آج کے اس تیز ترین دور میں ہماری آنکھوں کو جہاں سائنسی علوم کی چکا چوند نے خیرہ کررکھا ہے۔ وہاں یہ حقیقت پانی کی طرح مسلمہ ہے کہ اس چکا چوند کے باوجود انسان کی روح میں اس ترقی نے تاریکیاں ہی انڈیلی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ خلا کو مسخر کرتے گہرائیوں کو کھنگالنے اور مظاہر فطرت کو اپنے تابع کرلینے کے باوجود انسان قلبی اور روحانی طور پر کرب و اضطراب کے دوزخ میں جلتا نظر آتا ہے۔ اس آگ میں گلزار کا کام کرنے والی آج بھی کوئی شے ہمیں نظر آتی ہے وہ تو اپنے اسلاف کا طرز عمل اور زندگی کا مطالعہ ہے۔

حضرت علامہ قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ صاحب کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ فن تحقیق و تالیف کی بصیرت انگیز صفات سے متصف ہیں۔ تحقیق ایک خاردار راستہ ہے جسے عشق عقیدت کے توازن سے مہک بار بنایا جا سکتا ہے۔

آپ کو قدرت نے اس خوبی سے بہرہ مند کیا ہوا ہے۔ اس سے قبل بھی اسی انداز سے کئی کتب سپرد قرطاس کر چکے ہیں۔ یہ کتاب خزینۃ المشائخ جو کہ آپ کے والد گرامی قدر ابو الحقائق حضرت علامہ قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ بھوئی گاڑوی ثم قطبالوی کی تصنیف ہے جو کہ علامہ نیرؔ صاحب طبع جدید کے ساتھ ایک بار پھر منصہ شہود پر لے کر آئے ہیں۔

یہ بھی آپ کی تحقیقی کاوش اور عرق ریزی اور محنت شاقہ کا دل کش ثمرہ ہے۔

ہمارے اور علامہ نیرؔ صاحب کے خاندان کے مابین ایک صدی سے زائد عرصہ

پر محیط رشتہ روحانی قائم ہے۔ میرے جد اعلیٰ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عبد الرحمٰن چھوہروی قادری علوی رحمۃ اللہ علیہ اور نیئرؔ صاحب کے نانا جی حضرت مفتی قاضی غلام یحییٰ ہاشمی قطبالوی رحمۃ اللہ علیہ کے آپس میں گہرے علمی روحانی مراسم تھے۔ اس کے بعد قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ اور ہمارے بزرگان حضرت صاحبزادہ محب الرحمٰن چھوہروی حضرت جمیل الرحمٰن چھوہروی حضرت حافظ مطیع الرحمٰن چھوہروی جو کہ مڈل سکول قطبال پڑھاتے بھی رہے اور روحانی رشد و ہدایت کا پیغام قطبال کے گھر گھر پھیلاتے بھی رہے۔ حضرت صاحبزادہ محفوظ الرحمٰن المعروف نانگا پیر حضرت صاحبزادہ پیر مسیح الرحمٰن چھوہروی کے ساتھ بہت ہی پیارے روحانی علمی ادبی تعلقات تھے۔

اب اللہ کے فضل و کرم سے تیسری نسل میں یہ تعلقات باہم آمد و رفت جاری و ساری ہیں۔ حضرت صاحبزادہ محمد الطاف الرحمٰن المعروف گل پیر حضرت صاحبزادہ عبد الصمد چھوہروی کی طرف سے بھی اس عظیم علمی روحانی گلدستہ خزینۃ المشائخ پر دلی طور پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔

اس پر مزید کہ آپ اکابرین ملتِ احناف سے بھی جی بھر کر فیوض و برکات کی دولت سمیٹتے رہے۔ آپ ضلع اٹک میں واقع معروف علمی و ادبی خاندان ہاشمیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کا شمار صوفیائے کرام کے اُس کاروان سے ہے جن کی ہر ادا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اداؤں کی جھلک نظر آتی ہے۔

آپ کے پاس اپنے بزرگوں کی یادوں کا بیش بہا خزینہ جو آپ کے لیے حاصل حیات کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کا اپنے بزرگوں کے حوالے سے لکھا یا نطق ہر دو پہلو، ان کے لیے باعث افتخار ہیں۔

دعا ہے کہ آپ کی کاوش ہر لحاظ سے حسین و قابل تحسین رہے اور ارباب ذوق کے لیے ارمغان دل نشین رہے۔ اللہ کریم اس مفید اور جمیل کاوش کی افادیت کو وسیع سے

وسیع تر فرمائے۔ آمین

خادم الاولیاءوالعلماء

صاحبزادہ پیر عطاءالرحمٰن قادری علوی چھوہروی

المعروف امین شہزادہ خضری

سجادہ نشین آستانہ عالیہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ پیر عبدالرحمٰن قادری علوی

چھوہر شریف ہری پور ہزارہ

تقریظ

علماء ظاہر کو آراستہ کرتے ہیں صوفیاء باطن کو

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اللّٰھم وفقنی لما تحب وترضیٰ لہ اما بعد:

زیر نظر کتاب تصوّف خزینۃ المشائخ حضرت ابو الحقائق قاضی عبد الحق ہاشمی علیہ رحمۃ کی تصنیف ہے۔ اول سے لیکر آخر تک اس کا بالتفصیل مطالعہ کرنے اور اس پر نظر ثانی کرنے کا موقعہ اور سعادت نصیب ہوئی۔ مصنف علیہ رحمۃ نے تقریباً ستر (۷۰) کے قریب مختلف عنوانات میں تصوّف کے ادق مضمون کو سمویا ہے اور تصوّف کے موضوع کو کماحقہ بیان کیا ہے۔ تصوّف وطریقت کی تعریف، اس کی اہمیت وضرورت، اولیاء وصالحین کے ساتھ وابستگی اُن کی بیعت کرنا، اور اُن کا وسیلہ اختیار کرنا، تصوّف کے تقاضے پورے کرنا اور طریقت کا شریعت کے مطابق ہونا۔ ان اصطلاحات پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ طریقت کے چار مشہور سلاسل قادریہ چشتیہ نقشبندیہ اور سہروردیہ اور ان کے بانی صوفیاء کا تعارف خوب انداز میں کرایا ہے اور واضح کیا ہے کہ اِن سلاسل تصوّف کے بزرگان کے ساتھ وابستہ ہو کر اور ان کے ہاتھ میں اپنا دستِ عقیدت دے کر بارگاہ رسالت تک رسائی ہو سکتی ہے اور پھر رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے وسیلہ سے بارگاہ الٰہی کے ساتھ رابطہ جوڑا جاسکتا ہے اور اسی ذریعے سے "ید اللہ فوق ایدیھم" کا مقام حاصل کیا جاسکتا ہے۔

اگرچہ تصوّف کا موضوع ایک انتہائی پیچیدہ اور مشکل موضوع ہے ہر مسلمان اس

کی گہرائی تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس حقیقت کو سمجھ سکتا ہے، لیکن مصنف موصوف نے آسان پیرائے میں اس پر روشنی ڈالی ہے اور ثابت کیا ہے کہ شریعت اور طریقت و تصوّف دو الگ چیزیں نہیں ہیں بلکہ دونوں ایک ہی چیزیں ہیں۔ شریعت کے احکام کو اپنے جسم و رُوح دونوں پر لاگو کرنے کا نام تصوّف ہے صرف جسم کو اعمال شرعیہ کا پابند بنانا کافی نہیں بلکہ اپنے دل و دماغ اور رُوح کو پابند شریعت بنانا ضروری ہے۔ جب تک جسم کے ذرے ذرے میں پیروی شریعت نہ پائی جائے اور اپنے باطن کو شریعت کا تابع نہ بنایا جائے۔ ایمان کامل نصیب نہیں ہو سکتا۔ بقول شاعر:

زبان سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دِل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

علمائے دین مسلمان کے ظاہر کو شریعت سے آراستہ کرتے ہیں اور صاحبان طریقت اور صوفیاء کرام باطن کو صاف اور مزکّٰی بناتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عام مسلمان صوفیائے کرام اور بزرگان دین سے اپنا رشتہ جوڑتے ہیں اور اُن کے دامن سے وابستہ ہوتے ہیں تاکہ اُنہیں وہ تزکیہ نفس حاصل ہو جائے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے فرائض میں ایک اہم فریضہ ہے یعنی تلاوت قرآن مجید تعلیم کتاب، تعلیم حکمت اور تزکیہ نفوس، اگر قرآن کی تلاوت بھی ہو کتاب و حکمت کی تعلیم بھی ہو لیکن تزکیہ نفس اور صفائے باطن حاصل نہ ہو تو یہ کامیابی اور کامرانی نہیں، فلاح و کامیابی کا اعلیٰ مقام تزکیہ باطن ہے اور تصوّف میں اسی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ تزکیہ نفس کے بغیر انسان رُوح کے بغیر جسم اور خوشبو کے بغیر پھول کے ہے اور یہ نعمت مرشد کامِل کی تربیت اور نگاہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ"

ترجمہ: "پس تم ذِکر والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔" (سورۃ النحل، آیت:۴۳)

اہل ذکر اولیاء اور صلحاء ہوتے ہیں جو ہر وقت اللہ کی یاد میں مصروف ہوتے ہیں چلتے

پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے اللہ کی یاد میں لگے رہتے ہیں اُن کا کوئی لمحہ یادِ الٰہی کے بغیر نہیں گزرتا۔ اس لیے اُن کے ساتھ وابستہ رہنے کے لیے حکم ارشاد فرمایا:۔

"کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ" ان سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ جو کلمہ طیبہ سچے دِل کے ساتھ پڑھتے ہیں ان کا ظاہر بھی مسلمان ہے اور ان کا باطن بھی اسلام کے تابع ہے۔ ایسا نہیں کہ لوگوں کے سامنے تو وہ پکے صوفی اور مومن نظر آئیں اور اندرون خانہ دین اسلام کے دشمن ہوں، صوفیاء کرام اور اولیاء اللہ کا ظاہر و باطن یکساں ہوتا ہے اور اپنے متوسلین و معتقدین کو صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مصنف کتاب ہذا جناب قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی استطاعت کے مطابق یہ کتاب تصوّف امت مسلمہ کی ہدایت و رہنمائی کے لیے آسان پیرائے میں تصنیف فرمائی اور آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اقوال بزرگان کی روشنی میں تصوّف کی اہمیت کو مزین اور اُجاگر کیا تاکہ عوام مسلمین کی اصلاح ہو اور وہ حقیقی اسلام کی رُوح سے آشنا ہوں۔ قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی یہ کتاب ایک دفعہ پہلے بھی شائع ہو چکی ہے۔ اب قاضی صاحب کے ہونہار فرزند ارجمند جناب عزیز القدر شاگرد رشید صاحبزادہ قاضی عرفان الحق نیئر صاحب نے دوبارہ اسے نئے انداز سے کچھ اضافات کے ساتھ شائع کرنے کا ارادہ کیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں توفیق عطا فرمائے تاکہ اُن کے والد مرحوم کے لیے صدقہ جاریہ بن سکے اور وہ اپنے بزرگوں کی جماعت میں شامل ہو سکیں۔ نیک لوگوں کی اولاد کو رب تعالیٰ آخرت میں اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے گا سورۃ الرعد کی آیت نمبر ۲۱ تا ۲۳ میں فرمان الٰہی ہے کہ جن لوگوں نے اپنے رب کی رضا کے لیے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہمارے دیئے ہوئے رزق سے ظاہر اور پوشیدہ دونوں طریقوں سے خرچ کیا اور نیکی کے ساتھ برائی کو مٹاتے ہیں اُن کے لیے دار آخرت کی بھلائی ہے جو کہ جنت عدن ہے:۔

"یَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ"

ترجمہ: ”وہ لوگ جنت عدن میں خود بھی داخل ہونگے اور ان کے آباؤاجداد اور اُن کی بیویوں اور ان کی ذریت یعنی اولاد میں سے جو صالح ہوں گے وہ بھی داخل ہونگے۔“

(سورۃ الرعد، آیت:۲۳)

گویا اللہ کے بقول بندوں کی برکت سے اُن کے اگلے پچھلے اصول و فروع، رشتہ دار اور ازدواج کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ سورۃ المومن کی آیت نمبر ۷ اور آیت نمبر ۸ میں اللہ نے فرمایا کہ عرش الٰہی کو اٹھانے والے ملائکہ رب تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرتے ہوئے ایمان والوں کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں:۔

”رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ الَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّیّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ“

ترجمہ: ”اے ہمارے رب تو اُن کو جنت عدن میں داخل کر دے جن کا وعدہ تو نے ان سے کیا ہے اور ان کے آباءواجداد ان کی ازواج اور ان کی اولاد میں سے جو صالح ہوں ان کو بھی جنت میں داخل کر دے بے شک تو غالب حکمت والا ہے۔“(سورۃ المومن، آیت:۸)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

”وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّیَّتُهُمْ بِاِیْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ“

ترجمہ: ”اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُن کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی اتباع کی تو ہم ان کی اولاد کو اُن (مومن) آباؤاجداد کے ساتھ ملا دیں گے اور ان کے عمل میں کچھ کمی نہیں کریں گے۔“(سورۃ الطور آیت:۲۱)

اگر جنت میں ماں باپ اعلیٰ درجہ پر فائز ہونگے اور اُن کی اولاد جو کہ مومن ہے لیکن اُن کا درجہ کم ہے تو ان کی کم درجہ والی اولاد کا درجہ بلند کر کے بڑوں کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور اس وجہ سے بڑوں کے درجہ میں کمی نہیں کی جائے گی کہ انہیں پست کر کے اولاد کے نچلے درجے میں پہنچا دیا جائے اور ان کے اعمال میں سے کچھ کٹوتی کر دی جائے بلکہ اللہ تعالیٰ

ان بڑوں کی مقبولیت کی برکت سے ان نچلی اولاد کے درجات کو رفعت عطا فرما کر بڑوں کے درجات میں پہنچا دے گا اور انہیں جنت میں اکٹھا کر دے گا۔

ان آیات کی روشنی میں اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ وہ عزیزم عرفان الحق نیرؔ کی موجودہ اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اپنے اسلاف و صالحین کا قرب و معیت نصیب فرمائے۔

قاضی صاحب علیہ الرحمۃ نے کتاب کے ایک عنوان "بزرگان دین کی قربت و پیروی سے سعادت دارین حاصل ہوتی ہے" کے ضمن میں خواجہ عبد الرحمٰن چھوہروی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کرامت کا ذکر کیا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد کے خادم نے ایک دفعہ چراغ میں تیل ختم ہونے کے بعد پانی ڈال دیا تو چراغ بدستور جلنے لگا چھ ماہ تک یہ معمول جاری رہا، خادم نے خواجہ صاحب سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر تم اس راز کو ظاہر نہ کرتے تو عمر بھر پانی سے یہ چراغ جلتا رہتا۔ خواجہ عبد الرحمٰن چھوہروی کو تصوّف میں اعلیٰ مقام نصیب ہوا تھا اور اپنے مرشد کے ساتھ اپنا تعلق و رابطہ اتنا مضبوط رکھا تھا کہ ظاہری طور پر آپ نے کسی سے علم حاصل نہیں کیا تھا لیکن اپنے باطن کو مزکی و مصفا بنا کر اللہ تعالیٰ نے آپ پر علم لدنی کے وہ دروازے کشادہ فرمائے تھے کہ ہزاروں صفحات پر مشتمل مجموعہ صلوٰت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں ۳۰ پاروں میں درود شریف اس انداز اور طرز سے تحریر فرمایا کہ اسے دیکھ کر جلیل القدر علماء بھی دنگ رہ جاتے ہیں اور محو حیرت ہو جاتے ہیں، اس کے اندر آپؒ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ ولادت باسعادت سے لیکر وصال مبارکہ تک قرآن و حدیث کی روشنی میں جیسے مذکور ہے آپ نے اُسے درود شریف کے انداز میں بیان فرمایا ہے ہزاروں احادیث کو اس کے اندر سمیٹا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کو واضح فرمایا ہے۔ آپ کا انداز کچھ یوں ہے کہ:۔

"اللّٰھم صل علی سیدنا محمد و علیٰ آلِ سیدنا محمد الذی خلق اللہ تعالیٰ الخلق و المخلوق من نورہٖ و خلق اللہ تعالیٰ کل خیر من نورہٖ و السمٰوٰتِ

والارضین والعرش وحملة العرش والکرسی وخزانة الکرسی والقلم اللّوح والجنة والملئکة۔۔۔وکل ماسوی اللہ من نورہٖ۔"

ایک جگہ یوں فرمایا:۔

"تفا خرت الارض بمولدہٖ علی السماء وتباشرت الملئکة العظمیٰ و تباشرت الا کوان یوم ولادتہٖ بطلعة السعد فی عبادہٖ۔"

الغرض حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے کمالات معجزات اخلاق وسیرت کو ایک جامع شکل میں اکٹھا کیا ہے اور درود شریف کی شکل میں احادیث کا ایک ضخیم ذخیرہ اُمت مسلمہ کو عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اسے شرف قبولیت نصیب فرمائے۔

عزیزم قاضی عرفان الحق نیئرؔ کی فرمائش پر چند جملے قرطاس پر نقل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اللہ ہماری دُنیا و عقبیٰ دونوں کو بہتر بنائے۔ آمین

خادم العلم والعلماء مفتی محمد ایوب خان چشتی

فاضل دارالعلوم بھیرہ شریف، لکی مروت (خیبر پختون خواہ)

کلمات محبت

قاضی عرفان الحق نیرؔ صاحب کا تعلق بھوئی گاڑ کے اس زرخیز خطے سے ہے جہاں سے اکتسابِ علم کرنے والوں میں برصغیر کی بڑی قدر آور شخصیات کے نامِ نامی اسمِ گرامی شامل ہیں۔ اس خطے میں اللہ نے ایسی نابغہ روزگار شخصیات پیدا کیں جن سے فیضیاب ہونے والوں نے ملک خداداد کے کونے کونے کو علم کے نور سے منور کیا۔ قاضی عرفان الحق نیر صاحب سے شناسائی کا عرصہ چار پانچ سالوں پر محیط ہے جس کا آغاز اس وقت ہوا جب ان کی صاحب زادی کیپس اکیڈمی، واہ کینٹ میں میری اسٹوڈنٹ تھیں۔ اس کے بعد اب تک علمی و فکری نشستوں و ملاقات کا سلسلہ جاری رہتا ہے جس کا ذریعہ بالخصوص سید محمد عبد اللہ شاہ قادری اور ملک محبوب الرسول قادری جوہر آباد بنتے ہیں۔ ہمیں جوڑنے والی ایک اور نسبت بھی ہے کہ ہمیں جناب پیر سید عبد الحق شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف سے بیعت و ارادت کا شرف حاصل ہے۔ نیرؔ صاحب جہاں دینی علوم کے فاضل استاد و شاعر ہیں وہیں کئی رفاہی خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کو تقریر و تحریر کا ملکہ بھی حاصل ہے۔ آپ کے نام سے دو کتابیں شائع ہو چکی ہیں جن میں سے ایک آپ کے والدِ ماجد اور علاقہ بھوئی گاڑ کے اہل علم بزرگوں کا تذکرہ بنام ”قاضی عبد الحق ہاشمی اور تذکرہ علمائے بھوئی گاڑ“ ہے جس میں تقریباً چالیس علمی شخصیات کے علاوہ اطراف کے چند سادات کرام کے تذکار بھی شامل ہیں۔ آپ کی دوسری کتاب مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال و آثار پر مشتمل ہے۔ میرے نزدیک آپ کی شخصیت کا ایک نمایاں گوشہ اولاد کی تربیت ہے۔ آپ نے اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی بالخصوص بچیوں کو خود

تعلیمی اداروں میں چھوڑنا، واپس لانا، ان کی مکمل نگہداشت بڑی ذمہ داری ہے جسے وہ بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ ان کی اولاد کو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے اور اُن کے مستقبل مزید تابناک بنائے اور اُن سب کو بھی دینِ متین سے کامل وابستگی اور اس کی خدمت کی توفیق ارزاں فرمائے۔

زیرِ نظر کتاب ''خزینۃ المشائخ'' ان کے والدِ گرامی جناب ابوالحقائق قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ہے جسے آپ نے از سرِ نو شائع کرنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۰ء میں چھپا جو اب نایاب ہے۔ قاضی نیرؔ صاحب نے اس کی اشاعتِ نو کر کے جہاں اپنے والد کی علمی میراث کو محفوظ کرنے کا سامان کیا ہے میری نظر میں آپ نے خود کو والد کے حق میں صدقہ جاریہ بھی ثابت کیا ہے۔ والدین سے محبت کے اظہار کی یہ بہترین صورت ہے کہ ہم ان کی دینی خدمات کو اگلی نسلوں تک پہنچائیں۔

قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنے علاقے کی نمایاں علمی و روحانی شخصیت تھے۔ جنہیں حضرت بابو جی پیر سید غلام محی الدّین گیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ بیعت حاصل تھا اور علاقے کی دیگر بزرگ روحانی شخصیات کے بھی قرب یافتہ تھے۔ آپ نے تدریس، خطابت اور تصنیفی خدمات کے ذریعے ابلاغ دین کا کام کیا۔ آٹھ کے قریب مطبوعہ اور چھ غیر مطبوعہ تصانیف یادگار چھوڑیں (جن کی اشاعت صاحب زادگان و متعلقین کے ذمے ایک قرض ہے)۔ دینی تحریکوں اور فلاحی تنظیموں سے وابستہ ہو کر ملی و سماجی خدمات سرانجام دیں۔ اب آپ کے صاحبزادگان بھی اسی راہ پر گامزن ہیں۔

خزینۃ المشائخ کی فہرستِ موضوعات ملاحظہ کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ کتاب تصوّف کے اہم موضوعات کا احاطہ کرتی ہے۔ اس میں صحبتِ صالحین کی برکت، بیعت کا شرعی حکم، سلاسلِ طریقت کا تعارف اور ان کے مخصوص اذکار، اِستمدادِ اولیاء، تصورِ شیخ، محبت و اتباعِ نبوی، کراماتِ اولیاء، کشف و الہام، شریعت و طریقت، ظاہرِ شریعت کی پیروی، رُقیہ شرعیہ یعنی جھاڑ پھونک، دم ڈالنے اور تعویذ لکھنے، مراقبہ وغیرہ جیسے موضوعات کے

علاوہ صالحینِ اُمت کے آثار و اقوال جمع کیے گئے ہیں۔ اس طرح یہ کتاب اپنے موضوع اور اسلوب کی بدولت عوام و خواص دونوں کے لیے یکساں طور پر مفید ہے۔

کتاب پر سابقہ ایڈیشن اور پھر اب بھی بڑی بزرگ شخصیات کی تقاریظ شامل ہیں جن کے سامنے مجھ ناچیز کے الفاظ بے وقعت ہیں، مگر قاضی صاحب کے پُرزور اصرار اور ان سے نسبت کے احساس پر یہ چند معروضات پیش کر دیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اس کتاب سے بخوبی مستفید فرما کر صاحبِ کتاب اور اہتمامِ اشاعت کرنے والوں کے لیے توشہ آخرت بنائے۔ ہمیں اپنے اسلاف صالحین کے نقش قدم پر چل کر دین کی خدمت میں زندگی بسر کرتے، ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے! آمین!

سید کلیم معصوم مشہدی
کوٹلی، آزاد کشمیر
ہفتہ، ۲۱ رمضان المبارک، ۱۴۴۶ھ
بمطابق ۲۲ مارچ، ۲۰۲۵ء

تصوّف ایک خاص موضوع

از: صاحبزادہ مفتی منیر عالم قادری ہزاروی

تصوّف ایک ایسا موضوع ہے جس پر آج تک بہت کچھ لکھا بھی گیا اور کہنے والوں نے بھی بہت کچھ کہا اور اساطین فقر و تصوّف نے اس حوالے سے اگر کہا اور لکھا کچھ نہیں تو ان کی پاکیزہ زندگیاں عادات واطوار، گفت و شنید اور نشست و برخاست تصوّف کی نورانیت اور روشنی سے کبھی خالی نہیں رہیں۔

کہنے اور لکھنے والوں نے یقیناً بعد میں اس موضوع، خیال اور نظریے کے دلدادہ لوگوں کے لیے گرانقدر سرمایہ چھوڑا۔ یہی وجہ ہے کہ ہادی، مرشد اور رہبر کامل کو ''کشف المحجوب'' جیسے نصاب تصوّف ہی کو فقط پڑھ لینے کا راستہ دکھایا گیا۔ عطار، رومی، رازی اور غزالی کے نام اس حوالے سے سند کا درجہ رکھتے ہیں۔

آج بھی اگر خوش ادائی اور خوش نوائی کی نعمت کسی شخصیت اور ہستی سے میسر آجائے تو قرون اولیٰ کے بزرگوں کا تصور اور خیال ذہنوں میں ابھر آتا ہے۔

اگر حضرت جنید بغدادی کے قول مبارک کا سہارا لیں تو جو آٹھ خصائل سامنے آتے ہیں اگر ان پر طائرانہ سی نظر ڈالی جائے تو تحریر میں آگے بڑھنے کا لطف مزید دوبالا ہو جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں:

''التصوّف مبنیٌ علی ثمان خصال۔''السخا، والرضا، والصبر، والاشارۃوَ الغربۃ،ولبس الصوف،والسیاحۃ،والفقر۔''

آپ نے مزید لکھا کہ سخا کی مثال جناب ابراہیم علیہ السلام، رضا کی مثال جناب

اسماعیل علیہ السلام صبر کی مثال جناب ایوب علیہ السلام، اشارہ کی مثال جناب زکریا علیہ السلام، غربۃ جناب یحییٰ علیہ السلام لبس صوف کی مثال جناب موسیٰ علیہ السلام سیاحۃ کی مثال جناب عیسیٰ علیہ السلام اور فقر کی مثال جناب آقا کریم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک ہے۔

اس تفصیلی فہرست کا نظروں کے سامنے گھوم جانے کے بعد تصوّف کی باریکیوں، شوائد اثر امتحانات اور انعامات کی وضاحت خوب ہو جاتی ہے۔

اسی لیے حضرت داتا رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ''الصفا من اللہ تعالیٰ انعام'' اگر اس موضوع کے لطائف اور دقائق پر جائیں تو بہت زیادہ ہیں اور مجھ جیسا کم مایہ انسان اس پر کچھ کہنے سے زیادہ بزرگوں کے اقوال احوال اور آثار کو ہی ذخیرہ خیال کرتا ہے۔

اس وقت میرے ہاتھ میں برادر مکرم، میری مادر علمی کے فاضل علامہ شہزادہ عرفان الحق نیئر کے والد گرامی حضرت قبلہ قاضی عبدالحق ہاشمیؒ کی وہ تالیف ہے جو دہائیوں پہلے چھپ کر داد و تحسین وصول کر چکی ہے۔ اس کی اشاعت جدید کا ارادہ رکھتے ہیں۔

چونکہ موصوف قاضی صاحب مرحوم و مغفور کے فرزند ارجمند ہونے کے ساتھ ساتھ جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ کے فارغ التحصیل عالم اور حضور مفکر ملت حضرت قبلہ پیر عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے تراشیدہ بھی ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ جمود کی بجائے ہمیشہ تحریک کو اپناتے ہیں۔

میرے ساتھ قاضی صاحب کا تعلق برادرانہ ہے جب انہوں نے ''تصوّف'' جیسے ادق موضوع پر مجھے کچھ لکھنے یا تبصرہ کرنے کا کہا تو میرے لیے جہاں یہ اعزاز کی بات تھی وہاں کسی امتحان سے بھی کم نہ تھی۔ قاضی صاحب موصوف اور میں ایک ہی دستر خوان علم و معرفت سے خوشہ چینی کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ قاضی صاحب کی طرح میرا خاندان (ددھیال اور ننھیال) خوبصورت روحانی نسبتوں سے جڑا ہوا ہے۔ میرے داد جان حضرت قبلہ علامہ محمد ایوب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور میرے والد حضرت قبلہ محبوب عالم قادری چشتی گولڑوی حضرت قبلہ عالم پیر

سید غلام محی الدّین المعروف بابو جی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔

جبکہ میرے پڑنانا جان حضرت قبلہ سائیں قائم الدّین پھلکوٹی رحمۃ اللہ علیہ اور میرے نانا جان حضرت قبلہ پیر فقیر محمد پھلکوٹی رحمۃ اللہ علیہ بالترتیب حضرت غوث زمان خواجہ قاسم موہڑوی اور حضرت خواجہ نظیر احمد رحمۃ اللہ علیہ موہڑہ شریف کے خلفاء میں شامل ہیں اور آج بھی پھلکوٹ شریف ایبٹ آباد کی وادی ان ساری باتوں کا علمی مظہر ہے۔

الحمد للہ اس حوالے سے یہ بات میرے لیے بھی قابل تکریم و عزت ہے میری نسبت اور تعلق روحانی اجازت و خلافت کا سلسلہ حضرت مفکر ملت، مجسمہ عزم و ہمت حضرت علامہ پیر عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کی ذات سے متعلق ہے اور والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال ۲۰۰۶ھ سے تاحال ہر سال سالانہ عرس مقدس ہر سال باڑیاں سر بھنہ ایبٹ آباد پورے تزک و احتشام اور عقیدت و احترام سے منعقد کیا جاتا ہے۔ (حال میں اٹھارواں سالانہ عرس یکم ستمبر ۲۰۲۴ کو منعقد ہوا۔)

قاضی عرفان الحق نیرؔ صاحب خزینۃ المشائخ کی اشاعت جدید کا ارادہ رکھتے ہیں ایک مشکل، صبر آزما اور مسلسل جدوجہد کا تقاضہ کرنے والا کام ہے۔ لیکن جب نظر پلٹ کر ۷۰ کی دہائی کی طرف جاتی ہے اور ان کے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کے عزم و حوصلے نگاہوں کے سامنے آتے ہیں تو دل گواہی دیتا ہے کہ حضرت قاضی عبد الحق ہاشمی قطبالوی رحمۃ اللہ علیہ اسلاف کے ”فقر غیور“ کے علمبردار تھے۔ اور ایسے ہی لوگ ان امتحانات سے سرخرو ہو کر نکلتے ہیں ”خزینۃ المشائخ“ میں سلاسل تصوّف کا ذکر جس محبت اور عقیدت سے کیا اس نے کتاب کو نہ صرف آج تک زندہ رکھا بلکہ حضرت قاضی عبد الحق ہاشمی قطبالوی نے اپنی نظر فیض سے اپنے فرزند ارجمند کو یہ قوت روحانی عنایت کی کہ وہ اس کتاب کی ”اشاعت جدید“ کا اہتمام کرنے میں دن رات مصروف عمل ہیں۔ عدیم الفُرصتی کے اس دور میں علامہ عرفان الحق نیرؔ صاحب کا اپنی مادر علمی جامعہ رضویہ انوار العلوم کے ساتھ مسلسل رابطہ حضرت مفکر ملت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اُن کے جانشینان حضرت پیر محمود احمد

عباسی، حضرت پیر عثمان علی عباسی سے تعلق اور نباہ آپ کے عالی نسب ہونے کی گواہی دیتا ہے۔

قاضی صاحب کی اپنی تالیفات قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ اور تاریخ علمائے بھوئی گاڑ، احوال و آثار حضرت ملاں عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ اس سے پہلے مُنصّہ شہود پر آکر علمی حلقوں کی داد پا چکی ہیں اور اب اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف کی اشاعت جدید پر ہماری دعائیں پہلے کی طرح ہمیشہ انکے ساتھ رہیں گی۔

علم و عرفان کا گلستان

از: خاندان ہاشمی کی بزرگ شخصیت
علامہ صاحبزادہ حکیم بابو قاضی محمد اسرار الحق ہاشمی
ابن حضرت علامہ قاضی عبد الحنان ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ
چھپریاں قطبال تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک

بر صغیر کی ان نابغہ روز گار، اصحاب علم و دانش میں حضرت حافظ شیخ احمد ہاشمی میانہ موہڑہ ثم بھوئی گاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر حضرت خواجہ محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ امیر حمزہ ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عبد النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت احمد الدّین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قاضی باغ علی ہاشمی قطبالوی، حضرت علامہ قاضی سلطان احمد ہاشمی قطبالوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ مفتی قاضی غلام یحیٰی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، ابو الحقائق حضرت علامہ قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ قاضی محمد اشرف ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ قاضی عبد الحنان ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ قاضی عبد الصالح ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر نمائندہ علمی و ادبی روحانی شخصیات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن، حدیث، فقہ، تہذیب، اصول، اسماء الرجال جیسے موضوعات پر کامل دسترس کے ظاہری و باطنی علوم سے نواز رکھا تھا، اور انکے علمی مقام و مرتبہ کی وجہ سے چہار دانگ عالم میں علم دوست احباب ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے ہوئے اپنے لیے اعزاز، فخر اور خوشی محسوس کرتے تھے۔ پہلے کی طرح ایک پھر عظیم تحقیقی، تصنیفی، علمی، روحانی، ادبی، تخلیقی کاوش کا سہرہ میرے برادر اصغر علامہ قاضی

شہزادہ عرفان الحق نیئرؔ ہاشمی کے سر جاتا ہے جن کی شبانہ روز محنت، کاوش سے ہر ماہ و سال ایک ”نئی تخلیقی و تحقیقی“ سرگرمی سامنے آرہی ہے۔

میرے چچا جان، تایا جی ابو الحقائق حضرت علامہ قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب خزینۃ المشائخ کی طبع جدید اور اس کے مضامین کو عوام الناس کے لیے روحانیت کے اسرار و رموز کو آسان پیرائے میں پیش کرنے پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ ان کامیابیوں پر میں انہیں صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتے ہوئے ان کے ساتھ شانہ بشانہ، قدم بقدم چلنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ علم و عرفان کا یہ گلستان ہاشمی یونہی سجا سنورا رہے۔ آمین ثم آمین

صوفی بلا تفریق ہر ایک کے خیر خواہ ہوتے ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صوفیاء کے دل کدورت سے خالی ہوتے ہیں۔ ان کا مشرب دلوں کی کدورتوں کو دور کرنا اور ان کا مشن مخلوقِ خدا کو قربِ الٰہی کی دولت سے نوازنا ہے۔ یہ عوام کے قلوب واذھان اور فکر و نظر کو یکسوئی کے ساتھ جادہ مستقیم پر گامزن کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ نفوس قدسیہ تنگ نظری کو وسیع القلبی میں اور نخوت و تکبر کو تواضع اور انکساری سے بدلنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ انکی تربیت حسد، عناد، کینہ، بخل، عجب، طول آمال اور ریاکاری جیسی چیزوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کی سعی ہے۔ ان کا مشن الفت و محبت کی خوشبو سے چار دانگ عالم کو معطر کرنا ہے۔ دل کی صفائی ہی طریقت کی دنیا میں داخل ہونے کے لیے لازم ہے۔ اہل اللہ جو عرف عام میں صوفی کہلاتے ہیں بلا تفریق نیک و بد اور رنگ و نسل ہر ایک کے خیر خواہ ہوتے ہیں۔

بلکہ یہ کہنا حق بجانب ہو گا کہ محبوب کی ساری مخلوق کی صفت گری کے سبب انکی محبوب بن جاتی ہے ان کے دل شیشے کی مانند صاف اور کائنات کی مانند کشادہ ہوتے ہیں۔ وہ ایک ایسا آئینہ بن جاتے ہیں کہ جس میں حق کے جلوے صاف دکھائی دیتے ہیں۔ زیر نظر کتاب خزینۃ المشائخ مصنف حضرت قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ بھوئی گاڑوی ثم قطبالوی کو از سر نو صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنا، ملک پاکستان بالخصوص علاقہ پنج کٹھ کے نامور ماہر تعلیم علم و ادب روحانیت کے دل دلدادہ نیرؔ تاباں (نیرؔ صاحب) کا یقیناً منفرد ادبی کارنامہ اور علمی اثاثہ ہے۔ اس کتاب کو از سر نو ترتیب دیا گیا ہے۔ اضافہ جات کے ساتھ محبین کی خدمت

میں پیش کی گئی ہے۔ رب کریم کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اس کتاب کو قبول عام بخشے۔ صاحب موصوف کو دیناو آخرت کی سعادتوں سے لطف اندوز فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم

عطاء الرحمٰن چوھدری

صدر آئیڈیل ایجوکیشن سوسائیٹی ٹیکسلا

صدر یونین جرنلسٹ شمالی پنجاب۔

تقریظ

از: حضرت مفتی محمد کامران حیدر نقشبندی عرفانی
(امیر مرکزی جماعت اہلسنت اٹک، پوڑ میانہ حسن ابدال ضلع اٹک)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بے حد حمد و ثناء اس وحدہ لاشریک ذات کو زیبا جو اپنی ذات وصفات میں بے مثل ومثال شرکت سے منزہ ومبرہ ہے۔ ایسی کبریائی کا مالک کہ دنیا کے بڑے بڑے بھی اس کی پاک بارگاہ میں سر جھکاتے ہیں ہزاروں صلوٰت طیبات حضور اکرم رحمت عالم نور مجسم شفیع معظم امام الاوّلین والآخرین جناب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ پر ہوں جن کی ذات مرکز دائرہ کائنات ہے اور بے حد درود سلام آپ کی آل واصحاب پر ہوں۔

عصر حاضر پر فتن ہے۔ الحاد کے خوفناک پنجے افکار وعقائد کی دنیا کو جکڑنے کے در پے ہیں۔ صراط مستقیم سے پھسلانے کے لیے ہزاروں دام لگائے گئے ہیں۔ مذہب حق اہلسنت پر چاروں طرف اغیار کے حملوں کا طوفان بدتمیزی برپا ہے اور اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اسلام دشمن عناصر اہلسنت کے لبادے میں عامۃ الناس کے ایمان پر ڈاکا ڈالنے کے درپے ہیں کلمہ حق کہنا ہر زمانے میں انتہائی دشوار گزار اور مشکل ترین کام رہا مگر اس پر فتن دور میں اس راستے پر قدم رکھنا اس قدر دشوار اور مشکل بنا دیا گیا ہے کہ بڑے بڑے علماء اور پیر مصلحتوں کا شکار ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں اور امت مسلمہ کا درد رکھنے والے بھی چشم پوشی کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں مگر صراط مستقیم ہی راہ نجات ہے اور ہمارے ہادی اور رہبر امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے فرمان عالی شان میں

راہ نجات "ما انا علیہ و اصحابی" سے اپنے اور اپنے اصحاب پاک کے نقوش اقدام کو متعین فرما چکے ہیں۔

خیر امت کے افراد کو رسوخِ عقیدہ اور جہد مسلسل کے ساتھ جن کے نقوش اقدام کی اتباع کرنی ہے اسی کی ایک کڑی مؤلف کتب کثیرہ شہزادہ عرفان الحق نیرؔ صاحب کے والد ماجد ابو الحقائق قاضی عبد الحق ہاشمی بھوئی گاڑوی ثم قطبالوی کی تالیف "خزینۃ المشائخ" ہے۔ تالیف کا طرز نگارش خوب ہے دلائل اعلیٰ ہیں خوش اسلوبی کے ساتھ مؤلف کتاب ہذا کا یہ طرۂ امتیاز ہے کسی نے کیا خوب کہا تھا "لکل فن رجال" ہر میدان کے اپنے شہسوار ہوتے ہیں "ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔"

مؤلف کا تعلق ایک علمی اور روحانی خاندان سے ہے اور آپ کی سکونت (موضع بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک) ہے عشاقان اولیاء یہ جانتے ہیں کہ بھوئی شریف کو تاجدار گولڑہ مامور من الرسول سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت خاص ہے اور تاجدار گولڑہ یہاں طفل مکتب بھی رہے بہر حال ابو الحقائق قاضی عبد الحق ہاشمی بھوئی گاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی دینوی تعلیم اپنے گاؤں سے متصل ایک گاؤں (پوڑ میانہ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک) سے حاصل کی جو راقم الحروف کا مسکن ہے اور دینی تعلیم آپ نے اپنے گاؤں (بھوئی گاڑ) میں اپنے چچا جان جن کے نام سے دنیائے اہلسنت کا ہر عام و خاص واقف ہے۔ حضرت علامہ شیخ الجامعہ محب النبی بھوئی گاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور آپ ہی کی سرپرستی میں ابو الحقائق قاضی عبد الحق ہاشمی نے جامعہ اسلامیہ رحمانیہ (ہری پور) جامعہ نعمانیہ (لاہور) حزب الاحناف (لاہور) جیسے مراکز اہلسنت کے جید علماء اور اولیاء سے فیض اکتساب کیا۔ تالیف خزینۃ المشائخ انہی علماء و اولیاء کی صحبت کا اثر ہے۔

راقم الحروف ابو الحقائق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت علامہ شہزادہ عرفان الحق نیرؔ (اطال اللہ عمرہ) کو کافی عرصہ سے اپنے ایک مہربان و مشفق دوست محترم جناب ڈاکٹر محمد شفقت صاحب بھوئی گاڑوی کے توسط سے جانتا ہوں شہزادہ عرفان الحق نیرؔ صاحب

ایک صحیح العقیدہ سنی فارغ التحصیل عالم ہونے کے ساتھ ساتھ عاشق رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی آل اور اصحاب اور اولیاء کرام سے محبت کرنے والے اور ان کی عزت و عظمت پر پہرہ دینے والے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مزید برکتیں اور ترقیاں عطا فرمائے۔

زیر نظر کتاب ان قارئین کے لیے ایک انمول تحفہ ہے۔ جو اولیاء اللہ کی سیرتوں کو پڑھنا اور ان کے کردار کو اپنی زندگیوں میں لانا چاہتے ہیں کیونکہ انہی نفوس قدسیہ کے نقش قدم پر چل کر انسان اپنی قبر و حشر کو سنوار سکتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زیاد بن حرید سے پوچھا کہ آپ کو معلوم ہے کہ کون سی چیز اسلام کو منہدم کر دے گی۔ انہوں نے فرمایا! ”اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں حضرت عمر فاروق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تین چیزیں اسلام کو منہدم کرنے کا باعث بنیں گی۔

۱: زلۃ العالم: جب عالم دین راہ حق سے پھسل جائے۔

۲: وجدال المنافق بالکتاب: منافق قرآن مجید کو ہاتھ میں لے کر اسلام کا پرچار کرنے لگے۔

۳: وحکم الائمۃ المضلین: بے دین اور گمراہ حکمرانوں کا امت مسلمہ کے اوپر مسلط ہو جانا۔

اللہ تعالیٰ ان تمام بیماریوں سے امت محمدیہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی حفاظت فرمائے اور مؤلف کی اس سعی کو اللہ تعالیٰ شرف قبولیت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش پر انہیں جزا جزیل اور ثواب عمیم عطا فرمائے اور عوام اہلسنت کو اس کتاب سے بھرپور استفادہ کرنے کی توفیق اور گروہ ناجیہ میں اٹھنا نصیب فرمائے۔

اللہ کے محبوب کے دربار میں یہ ہمارا ایک عاجزانہ سلام ہے ورنہ ہمارے ہاتھ ان کی تعریف لکھنے اور ہمارے منہ ان کی تعریف بیان کرنے کے قابل ہی نہیں بقول خسرو رحمۃ اللہ علیہ:۔

خسرو تو خود نشینی با عاشقاں ولیکن
صید گاہ شیراں سگ محترم نہ باشد

اور اللہ کے محبوب کا یہ مقام ہے بزبان خسرو رحمۃ اللہ علیہ

خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمد شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

تصوّف تزکیہ نفس ہی کا دوسرا نام ہے

از: حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر کامران مسعود رضوی
(ایڈمن آفیسر مرکزی دفتر تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان، لاہور)

تصوّف تزکیہ نفس ہی کا دوسرا نام ہے جسے قرآن کریم نے "ویزکیھم" سے تعبیر فرمایا بندے کو خدا سے ملانے والی راہ اتنی واضح و روشن ہو کہ کسی گوشہ خیال میں بھی غیر کا شائبہ جگہ نہ پائے اسے تزکیہ نفس، تصوّف یا اسلام کہہ لیں ایک ہی بات ہے اور جس کا دل معرفتِ خداوندی کے لیے ایسا خالی یا خالص ہو جائے کہ پھر تردد و تکلف کی حاجت نہ رہے اسے صوفی کہتے ہیں۔

ایسا شخص لوگوں کے لیے خیر خواہ نافع بن جاتا ہے کہ جو بھی ان کے پاس آجائے ایک مضبوط و محفوظ جائے پناہ اور مامون حرم میں آجاتا ہے کہ "لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" کے مژدہ جاں فزا اور وعدہ لم یزل کے حصارِ رحمت و رافت میں ہمیشگی و دوام کی پاکیزہ زندگی جیتا ہے جس کا کافر و منکرِ خدا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

تصوّف تو مردانِ طریقت و شریعت اور سالکینِ راہ معرفت و عرفان کے لیے زادِ راہ ہے جس کے بنا پر روحِ ایمان و ایقان کی بقا کا تصور بھی محال سمجھا جاتا ہے۔

راہِ تصوّف جس قدر اہم ہے اسی قدر نازک و پیچیدہ تر بھی ہے اس راہ میں رنگا رنگ گلہائے مشکبار کی کشش بھی ہے اور خارِ خون خوار کی کشاکش بھی ہے۔ جس قدر پرواز بجانبِ معرفتِ حق تعالیٰ کی بلندی و اعتلاء کا غلغلہ ہے اس سے بھی بڑھ کر ذرا سی لغزش اعلیٰ علین سے اسفل السافلین کی پنہایوں اور قہرِ مزلت کی گہرائیوں میں پہنچا دیتی ہے۔ سالکینِ

معرفت نے اسی واسطے اُن بند گانِ خدا کے دامنِ کرم کو تھام کر رکھا جن کی تربیت و صحبت ناقصین کو کاملین کی صف میں لا کھڑا کرتی ہے۔ جہاں نگاہ تھک ہار کر رک جاتی ہے پل بھر میں اوجِ ثریا سے بھی آگے کے نظاروں سے نظر کو مخمور کر دیتے ہیں۔

ایسے مصلحین و مفلحین بند گانِ خدا تعالیٰ کی اور ان کی حیات و خدمات سے روشناس کرانے کے لیے زیرِ نظر کتاب ِ"خزینۃ المشائخ" ترتیب و تدوینِ جدید کے ساتھ منظر عام پر آچکی ہے امید ہے اس تالیف کا عام فہم اور سہل اندازِ نگارش عام و خاص کے لیے یکساں مفید ثابت ہو گا۔ اللہ کریم جلالہ مؤلفِ کتاب اور ان کے فرزند قاضی صاحب زادہ عرفان الحق نیرؔ صاحب کو اس کا جزاءِ خیر عطا فرمائے اور مؤلف کتاب حضرت مولانا قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ذریعہ بخشش و مغفرت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ماضی کے درخشاں ستارے

"ابوالحقائق حضرت علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ
از: قیصر دلاور جدون، حسن ابدال"

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ مرنے والے شخص کی تمام تر وراثت اس کے بیٹوں کو منتقل ہوتی ہے اور بیٹے بڑے شوق اور جذبے سے اپنے والد کی جائیدادوں، مال وزر کو آپس میں بانٹ لیتے ہیں مگر لمحہ فکریہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی وراثت میں کتب چھوڑ کر جائے تو یہ وراثت بھی سب بیٹے آپس میں نہیں بانٹتے بلکہ یہ اثاثہ ہمیشہ خوش نصیب بیٹے کے حصے میں آتا ہے جو اپنے اجداد کی دستاویزات کی نہ صرف حفاظت کرتا بلکہ آنے والی نئ نسلوں کو بھی فخر کے ساتھ منتقل کرتا ہے۔ اس کی زندہ مثال تحصیل حسن ابدال کے نواحی علاقہ بھوئی گاڑ کے برادر اکبر جناب صاحبزادہ قاضی شہزادہ عرفان الحق نیئرؔ ہیں جنہوں نے اپنے قلمی میدان میں قدم ہی اپنے والد گرامی قبلہ علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ اور علمائے بھوئی گاڑ کی حیات و خدمات پر مبنی تصنیف سے رکھا۔ اس تصنیف میں جناب صاحبزادہ قاضی شہزادہ عرفان الحق نیئرؔ نے اپنے والد گرامی کی حیات وخدمات کے ساتھ مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب کا ذکر تفصیل سے کیا۔

جناب صاحبزادہ قاضی شہزادہ عرفان الحق نیئرؔ کی دوسری تصنیف عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت مُلا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ کے احوال و آثار کے نام سے شائع ہوئی جس نے حلقہ اہل ادب میں داد و تحسین سمیٹی۔ اب اُستاد مکرم جناب صاحبزادہ قاضی شہزادہ عرفان الحق نیئرؔ نے اپنے والد گرامی ابوالحقائق حضرت علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

کی پہلی مطبوعہ تصنیف خزینۃ المشائخ کو از سر نو شائع کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ مگر نئے ایڈیشن میں کتاب کو من و عن شائع کرنے کے بجائے اس میں ادب سے وابستہ شخصیات کی تقریظات و مضامین شامل کرنے کا فیصلہ کیا۔ جس تصنیف میں اعلیٰ علمی و ادبی شخصیات کی تقریظات و مضامین شامل ہوں وہاں مجھ جیسے کم علم انسان کا کچھ کہنا یا لکھنا منہ چھوٹا اور بڑی بات کے مترادف ہے۔ مگر اُستاد مکرم جناب صاحبزادہ قاضی شہزادہ عرفان الحق نیئرؔ کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے چند گزارشات رقم کرتا ہوں۔

قبلہ ابوالحقائق حضرت علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ بن محمد دین کی آٹھ مطبوعہ تصانیف ہیں:۔

۱: خزینۃ المشائخ، ۲: مسلک اہل سنت، ۳: اہل سنت جنتی گروہ ہے، ۴: اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر انگوٹھے چومنا، ۵: دعوت عمل، ۶: جواہرات الادب، ۷: اہل سنت و جماعت مع تقلید امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ۸: ترغیب الصلوۃ شامل ہیں جبکہ ان مطبوعہ تصانیف کے ساتھ قبلہ ابوالحقائق حضرت علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی چھ تصانیف غیر مطبوعہ ہیں جن میں:۔

۱: داڑھی کی شرعی حیثیت، ۲: حیلۃ القرآن لنجات العصیان، ۳: غوث الاعظم اور گیارھویں شریف، ۴: حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۵: انساب الھاشمی (شجرہ نسب)، ۶: کشف النجوم (تعویذات پر مشتمل) شامل ہیں۔ اگرچہ استاد مکرم جناب صاحبزادہ قاضی شہزادہ عرفان الحق نیئرؔ کا یہ ایک احسن قدم ہے کہ ایک قدیم نسخہ کو از سر نو شائع کر کے قارئین تک پہنچا رہے ہیں مگر ناچیز کی رائے کے مطابق اس اقدام کے ساتھ والد گرامی کی دیگر غیر مطبوعہ کتب کی اشاعت کو یقینی بنائیں تاکہ وہ علمی اثاثہ بھی ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو سکے اور قارئین اس سے استفادہ کر سکیں۔ ماضی کے درخشاں ستارے ابوالحقائق حضرت علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ”خزینۃ المشائخ“ تصوّف سے شغف رکھنے والے قارئین کے لیے گوہر انمول سے کم نہیں اس کتاب میں قبلہ محترم نے گویا کوزے میں دریا کو بند کر

دیاہو۔ ہم اہلیان حسن ابدال راقم اور جناب شاہد سلیم شاہد اور جناب ڈاکٹر حامد محمود، حیات اللہ خان کی طرف سے اُستاد مکرم جناب صاحبزادہ قاضی شہزادہ عرفان الحق نیئرؔ صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب قاضی صاحب کے زور قلم کو مزید بڑھائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین۔

پذیرائی

از:عرفان طارق قاضی

(گورنمنٹ ہائی سکول حطار فتح جنگ ضلع اٹک)

حسن ابدال ضلع اٹک کے نواحی گاؤں بھوئی گاڑ کے مشہور علمی و مذہبی ہاشمی گھرانے کے بطل جلیل علامہ قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ صاحب کے والد گرامی کی تالیف خزینۃ المشائخ کی طبع جدید اور انکی تیسری تصنیف پہ مبارک باد اور تحسین کے مستحق ہیں کہ ان کی تیسری کتاب اشاعت پذیر ہوئی جو کہ اس عظیم اور تاریخی خانوادہ کے لیے فخر اور اعزاز کا باعث ہے۔ اس سے پہلے جناب حضرت کی تصانیف "علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی اور تاریخ علمائے بھوئی گاڑ" اور "احوال و آثار: حضرت ملا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ" منصہ شہود پہ آ کے اہل نظر اور صاحبان بصیرت سے داد وصول کر چکی ہیں۔ بھوئی گاڑ حسن ابدال اور ٹیکسلا کے سنگم پر واقع وہ تاریخی گاؤں ہے جس کی خاص پہچان اور شناخت مذہبی اور علمی خانوادوں کی بدولت خطہ پوٹھوہار اور ملک بھر میں ہے۔ مصنف کا تعلق بھی ایک مشہور علمی و مذہبی ہاشمی گھرانے سے ہے جن کی مذہبی خدمات اور روحانی مقام کا ایک زمانہ اور علاقہ معترف ہے۔

قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ سے فارغ التحصیل ہیں۔ آپ نے بطور طالب علم نعت خوانی اور تقاریر سے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا جبکہ بعد ازاں نعت گوئی، مضمون نگاری، کالم نگاری، کے ساتھ ساتھ بحیثیت معاون مدیر (جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ کے ترجمان ماہنامہ "فیضان مصطفی") بھی اپنے حلقہ میں پذیرائی حاصل

کی۔ آپ نے محقق، سوانح نگار اور مؤرخ کے طور پر بھوئی گاڑ جیسے گمنام اور پسماندہ مگر علمی و ادبی اور مذہبی خدمات کے حوالے سے بھرپور علاقے کے علماء، حکماء، مشائخ اور مذہبی گھرانوں کی خدمات کو سپرد قلم کر کے جہاں موجودہ نسل کو آگاہی اور معلومات بہم پہنچائیں، وہیں پر آنے والی نسلوں کے لیے تاریخی ورثہ کو محفوظ بھی کر لیا ہے۔ ایسا علاقہ جس کی دینی و مذہبی خدمات کس طرح بھی خطہ پوٹھوہار اور دیگر معروف علاقوں سے کم تر نہیں۔ برصغیر کے کونے کونے سے اہل علم لعل و جواہر سے دامن بھرتے رہے مگر خزانے لٹانے والے گوشہ گمنامی میں رہے۔ لیکن قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ صاحب نے جس خلوص، درد مندی، تہذیب اور شائستگی سے بھوئی گاڑ کے علماء فضلاء، مشائخ اور مذہبی شخصیات کے اساتذہ، اولاد اور احوال کو احاطہ تحریر میں لایا ہے وہ انہی کا خاصہ اور قابل صد تحسین ہے۔ مسجد، مدرسہ، خانقاہ، سکول سے مضبوط اور دیرینہ تعلق کے حامل علامہ قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ کی مقبول نعت گوئی اور عشق رسول ﷺ کا فیض تھا جس نے آپ کو عارف باللہ حضرت مولانا نور الدّین جامی جیسے عاشق رسول ﷺ کے احوال و آثار پہ قلم اٹھانے پر مجبور کیا۔ آپ نے جہاں ان کی شخصیت کی جہات کو سامنے لایا وہیں ان کی فکر کو بھی عام کرنے اور اپنانے کی ترغیب دی۔

مادیت پرستی کے دور میں صوفیاء کی تعلیمات سے روشناس کرانے اور فروغ عشق رسول ﷺ کے لیے محافل سجانے کا فریم ورک بھی کتاب کے آخر میں پیش کر دیا۔ حلقہ درود شریف کا قیام، محفل کا دورانیہ، تلاوت خوانی، روحانی خطاب، اذکار، دعا پہ مشتمل ایسی محافل میں باقاعدگی، سادگی، اور کفایت شعاری اپنانے کی ترغیب دی۔ دینی و جدید علوم سے آراستہ و پیراستہ مصنف کا اسلوب اور انداز تحریر بہت سادہ، عام فہم مگر منفرد اور پُر اثر ہے جو قاری کو متاثر کرتا ہے اور اپنے سحر سے نکلنے نہیں دیتا اور مطالعہ پر مجبور کرتا ہے۔ اپنے افکار و خیالات کو پیش کرنے کا ڈھنگ اور ملکہ فاضل مصنف کو حاصل ہے جس کی بدولت وہ اپنی تصانیف میں موضوع، عنوان اور زیر بحث شخصیت کے حالات زندگی،

شب وروز، خدمات، معاصرین کے ہاں مقبولیت، پذیرائی، علمی مقام ومرتبہ کو قارئین کے سامنے لے آتے ہیں۔ امید واثق ہے کہ یہ کتاب بھی ارادت مندوں، عشاق، محققین اور قارئین کے لیے دلچسپی کا باعث بنے گی۔

مذکورہ بالا کتاب کے جملہ معاونین اور متعلقین کے لیے نیک خواہشات اور ڈھیروں دعائیں کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اہل تصوّف اور عاشقان رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا فیض عام کرنے کے لیے کوشاں رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش کو اپنی پاک اور بلند بارگاہ میں قبول فرمائے امین۔

شریعت اور تصوّف

از: وقار عالم جدون ایڈووکیٹ
(صدر کاروان ادب تحصیل حسن ابدال)
(سینئر نائب صدر مرکزی سیرت کمیٹی حسن ابدال)
(سابق صدر بار ایسوسی ایشن تحصیل حسن ابدال)

شریعت کی پیروی ایک کامل شیخ پیر کے لیے ضروری ہے۔ پیر کامل اور مرید سالک کا باہمی تعلق جس خوبصورت انداز میں بیان کیا، اور دونوں کے لیے جو ضروری حدود و قیود بتائیں وہ اِس سے پہلے اتنے آسان اور سلیس انداز میں کوئی بھی بیان نہ کر سکا۔ اس کتاب میں مختلف سلاسل کا تذکرہ کرتے ہوئے شیخ کی صحبت اُس کا معیار، فقیر و درویش، مرید کے لیے محب و حبیب کا عرفان موازنہ ارادت مرید اُس کے قصد و عمل کی اصلاح اور وہ تمام اُمور بڑی تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں جن سے ایک مرید، ایک طالب علم کی شخصیت میں حسن اخلاق اور صالح کردار نظر آئے۔ بلکہ کس طرح تصور شیخ سے حُب مصطفی ﷺ اور حُب مصطفی ﷺ سے حب خدا کی روحانی دولت حاصل ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجود دور حاضر میں جہاں شعبدہ بازی ہے۔ مرید کو کامل شیخ کی جستجو تو ہے مگر پہچان نہیں اور اس پر فتنِ دور میں خزینۃ المشائخ قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی جس کی تجدید نو معہ حواشی قاضی شہزادہ عرفان الحق جو کہ میرے دوست اُستاد شائع کر رہے ہیں مبارک باد کے حقدار ہیں۔

خزینۃ المشائخ میں جس طرح قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ واضح کیا ہے کہ علم

شریعت ہی دراصل تصوّف کی جڑ ہے۔ اصل میں آپ کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ رَبّ کی رضا، اُس کا قرب اُس کی دوستی کسی طور پر حاصل نہیں کی جاسکتی تاوقتیکہ انسان شریعت کا پابند نہ ہوجائے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ جن کا اولیائے کرام میں اپنا ایک مقام ہے۔ انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ کوئی شخص ولایت اور روحانیت کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اگر اُس سے ایک سنت بھی ترک ہوجائے یعنی شریعت کو چھوڑ کر کچھ حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ خزینۃ المشائخ کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ اصل صوفی وہی ہے جو دنیا میں رہ کر رزق حلال کماتا ہے اور رزق حلال کے ساتھ اپنے سارے معاملات سیدھے کرتا ہے یعنی جو اس راستے کا مسافر نہیں ہے وہ بھگوڑا اور بے عمل شخص ہے۔

حضرت علی ہجویریؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”کشف المحجوب“ میں فرماتے ہیں کہ اِن کے پاس ایک شخص انکی کرامات سن کر آیا وہ بہت عرصہ حضرت علی ہجویریؒ کے پاس رہا اور انہیں دیکھتا رہا جب وہ تین ماہ کے بعد واپس جانے لگا تو داتا علی ہجویریؒ نے اس سے کہا کہ تم اتنے عرصہ میرے پاس رہے آج کیوں واپس جارہے ہو۔ اُس شخص نے کہا کہ میں تو بڑی توقعات لے کر آپؒ کے پاس آیا تھا کہ آپ کی کرامات دیکھوں گا، ہوا میں اُڑتا دیکھوں گا، غیب سے چیزیں منگواتا دیکھوں گا لیکن میں نے تو کچھ بھی نہیں دیکھا اس پر حضرت داتا علی ہجویریؒ نے ایک تاریخی جملہ کہا کہ تم اتنے عرصہ میرے پاس رہے ہو کیا تم نے اتنے عرصے میں میرا ایک عمل بھی ایسا دیکھا جو قرآن و سنت کے مطابق نہ ہو یا اس کے خلاف ہو۔ اُس نے جواب دیا کہ میں نے آپ کو ہمیشہ قرآن و حدیث کے مطابق یہی عمل کرتے دیکھا ہے اور یہی کتاب ”خزینۃ المشائخ“ طبع جدید کا حاصل ہے کہ تصوّف ہی ہے جس میں شریعت محمدی کی پیروی اور احکام الٰہی کی پیروی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنا ہو۔ اصل میں پانچویں صدی ہجری کی تصنیف ”کشف المحجوب“ کے بعد بہت کم ایسی کتابیں ملتی ہیں جن کا موضوع اصول و آداب طریقت و تصوّف ہو اگر کچھ کتابیں ہیں تو وہ یا تو مشائخ سلف کی تصانیف کے تراجم یا پھر مختصر رسائل برصغیر میں مشائخ عظام کی زیادہ

تر توجہ اشاعت اسلام، سلسلہ طریقت کی توسیع اور مریدان کی تربیت کی طرف رہی اس لیے یہاں ملفوظات کثرت سے ملتے ہیں۔ شروع میں صوفیاء کرام مختلف گروہوں میں تقسیم ہوئے۔ تمام سلسلوں کے بنیادی عقائد میں کوئی فرق نہیں جیسا کہ صوفیانہ عقائد کے تمام سلسلوں میں سب سے اہم عقیدہ، عقیدہ توحید ہے اس کے علاوہ تمام مشائخ صوفیاء کے عقائد میں شریعت اور اتباع رسول ﷺ پر عمل کرنا شامل ہے چونکہ تمام صوفیانہ سلسلوں کا منبع رسول اکرم ﷺ کی ذات اور قرآن کریم ہے اور قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی اِس کتاب میں اُصول و آداب طریقت و تصوّف کا اظہار موجودہ صدی میں شاید اس انداز سے بہتر کوئی اور نہیں کر سکا۔ اللہ تعالیٰ برادرم علامہ نیئر صاحب کے ادبی کارہائے نمایاں کو قبول فرمائے اور عزتوں، برکتوں، رفعتوں سے مالامال کرے۔ آمین

نیرؔ و ضیاء

از: صاحبزادہ حافظ محمد افتخار عادل مصطفوی مکھڈوی
(ناظم اعلیٰ جامعہ اسلامیہ ضیاء القرآن (رجسٹرڈ) حطار تحصیل فتح جنگ، ضلع اٹک)

ضلع اٹک کے تحقیقی منظر نامے پر علمی گھرانے سے تعلق رکھنے والے جانشین ابو الحقائق حضرت علامہ قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ صاحب کی تیسری تصنیف جو کہ آپ کے والد گرامی حضرت علامہ قاضی عبد الحق ہاشمی ثم قطبالوی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے۔ آپ نے اس متاع علم و ادب کو ایک بار پھر مرقع و مسجع بنا کر علمی گلدستہ ادب کا رنگ دے کر منظر کشائی کی ہے۔ شائع ہونے پر میں اپنے اور جامعہ اسلامیہ ضیاء القرآن حطار کے اساتذہ، منتظمین اور طلباء کرام کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ بلاشبہ آپ کی غیر معمولی خدمات اس نوعیت کی ہیں کہ انہیں سراہا جائے۔

مرشدی علامہ اقبالؒ نے پنجاب کے مسلمان سے یہی شکوہ کیا کہ:۔

تحقیق کی بازی ہو تو شرکت نہیں کرتا
ہو کھیل مریدی کا تو ہرتا ہے بہت جلد
تاویل کا پھندہ کوئی صیاد لگا دے
یہ شاخ نشیمن سے اترتا ہے بہت جلد

یعنی پنجاب کا مسلمان تقلید کرنا جانتا ہے۔ حقیقت معلوم کیے بغیر ہی وہ شاخ نشیمن سے اتر کر عقائد اور کسی بھی سوچ و فکر کو تسلیم کر لیتا ہے۔ یعنی تحقیق کے معاملے میں بالکل کورا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ علامہ صاحب کی یہ رائے اجتماعی ماحول کی عکاسی ہے اور من

حیث القوم ہمارا جو تعلق تحقیق وتصنیف کے ساتھ ہے اس کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن اس ماحول میں علامہ نیرؔ صاحب کا کردار واقعی مرشدی اقبال کے شاہینوں والا ہے۔ آپ شبانہ روز مذہبی و علمی سرگرمیوں میں مصروف عمل رہتے ہیں۔ آپ کا تحقیقی ذوق لائق صد تحسین ہے۔ آپ جس اخلاص سے سلف صالحین سے جڑے نظر آتے ہیں اسی محنت سے اسلاف کی خدمات اور احوال و آثار پر تحقیق کرتے ہوئے ان کی زندگی کے شب و روز کو محفوظ کر رہے ہیں۔ آپ کی یہ محنت نسل نو کے لیے ایک سرمایہ ہے۔ آپ کا یہ ذوق مذہبی و علمی ذوق رکھنے والوں کے لیے مشعل راہ بھی ہے۔

میری دانست میں یہ ذوق اس وجہ سے بھی ہے کہ قاضی شہزادہ صاحب کو مخلص بے باک، نڈر، صاحب قلم و قرطاس، اور عظیم لوگوں کی سنگتیں میسر آئی ہیں۔ اور آپ نے ان رفاقتوں سے گوہرِ نایاب خوب سمیٹے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ آپ کے علمی، ادبی اور مذہبی ذوق کو پروان چڑھانے میں آپ کے اساتذہ کا بھی کردار بہت اہم رہا ہے۔ یوں تو آپ کا حلقۂ احباب بہت وسیع ہے لیکن یہاں ایک ہستی کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

فاضل مصنف اور محسن حطار حضرت علامہ قاضی خضر الزمان ضیاء نقشبندی حطاروی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ہم جماعت رہے ہیں۔ فاضل مصنف قاضی خضر الزمان ضیاء نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ الاساتذہ حضرت علامہ قاضی محمد عارف چشتی قطبالوی صاحب دامت برکاتہم کے پاس ترجمہ قرآن اور تفسیر حسینی پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ قاضی خضر الزمان ضیاء نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سائیکل پر روزانہ حطار سے قطبال تشریف لے جایا کرتے تھے اور علم القرآن کے بحرِ بے کراں میں ولی کامل حضرت قاضی محمد عارف چشتی قطبالوی صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں غوطہ زن ہوا کرتے۔ قاضی محمد عارف چشتی قطبالوی صاحب دامت برکاتہم کی سنگت وصحبت نے قاضی خضر الزمان ضیاء پر ایسا رنگ چڑھایا کہ آپ دینی و فلاحی کام دیوانہ وار کرتے اور آپ کی ساری زندگی دینی فلاحی کام کرتے گزری۔ آپ نے مسلک اہلسنت کا پرچار کرنے میں اپنی جان کی بازی لگا دی۔ جس

کی پاداش میں آپ پر تین مرتبہ قاتلانہ حملہ کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی تھی جو بامر ربی ناکام رہی اور دشمنوں کو منہ کی کھانی پڑی۔

اگر خلاصتاً قاضی خضر الزمان ضیاء نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات پر نظر ڈالی جائے تو آپ نے ۴۰ سال امامت وخطابت کے فرائض سر انجام دیئے۔ ضلع اٹک اور بالخصوص تحصیل فتح جنگ میں تحریک منہاج القرآن کے بانیان میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ حطار کی سرزمین پر پہلا عوامی تعلیمی مرکز آپ نے قائم کیا جو بعد ازاں منہاج پبلک سکول کے نام سے موسوم ہوا۔ حطار اور اردگرد علاقہ کے لوگوں کو زیور قرآن سے آراستہ کرنے کے لیے جامعہ غوثیہ منہاج القرآن کا قیام عمل میں لایا جس نے سینکڑوں سینوں کو زیور قرآن سے آراستہ کیا۔ آپ کا حطار گاؤں کی فلاحی تنظیم ٹیک ویلفیئر آرگنائزیشن کے بانیان میں شمار ہوتا ہے جو عرصہ ۱۲ سال سے گاؤں کے متوسط طبقے کو طبی سہولیات مفت فراہم کر رہی ہے۔ آپ کے استاذ مکرم مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی فضل حق کریمی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو حکم دیا کہ بیٹا حطار میں میلاد کا جلوس ہونا چاہیے۔ تو استاد کے حکم میں کی تعمیل میں یہ سعادت بھی آپ کے حصہ میں آئی اور حطار میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جلوس شروع کیا۔ آپ جلوس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مرکزی سیرت کمیٹی حطار کے بانی بھی ہیں اور مرکزی سیرت کمیٹی کے جنرل سیکرٹری / صدر / نائب صدر کے عہدوں پر بھی فائز رہے۔ یہ جلوس اگلے سال اپنی گولڈن جوبلی مکمل کرنے کو ہے۔ ناظم تعلیمات جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ حضرت علامہ منیر عالم قادری ہزاروی دامت برکاتہم نے قاضی خضر الزمان ضیاء نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس کی تقریب میں خطاب کرتے ہوئے قاضی خضر الزمان ضیاء نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کو خراج عقیدت پیش کیا:۔

”میں بڑے دلیر آدمی کے سالانہ پروگرام میں بیٹھا ہوں، میں نے ان کو بڑے قریب سے دیکھا ہے، وہ بڑا دبنگ آدمی تھا وہ بڑی کھلی کھلی بات کرتا تھا، اپنی طرف آتا جھک جاتا تھا، کملی والے کے دین کی طرف جاتا ڈٹ جاتا تھا۔ یہ ذوق ان کا میں نے دیکھا

ہے، قاضی خضر الزمان ضیاء نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ ٹارگٹ پر رہ کر کام کیا، تنقید و تنقیص اور لوگوں کے بے حد ستانے کے باوجود اس شخص نے اپنا راستہ تبدیل نہیں کیا۔"

قاضی خضر الزمان ضیاء نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی کے اواخر ایام میں دوبارہ سے تعلیمات قرآن کے فروغ کے لیے ادارہ کے قیام پر کام کیا۔ ادارہ کے حوالہ سے تمام کام مکمل تھا بس ادارہ کو شروع کرنا تھا کہ رب کریم نے اپنے عاشق کو اپنے پاس بلالیا۔ آپ کی اولاد میں تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ آپ کے اس ادارہ کے خواب کو آپ کے بیٹوں نے تعبیر کی شکل دی اور جامعہ اسلامیہ ضیاء القرآن حطار کا آغاز مورخہ ۲۳ مارچ ۲۰۲۳ء کو کر دیا۔ اس ادارہ میں ناظم اعلیٰ و صدر مدرس کی ذمہ داری فقیر کے پاس ہے۔ جبکہ قاضی صاحب کے بڑے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ قاضی محمد عتیق الرحمٰن قادری مہتمم ہیں اور دوسرے دونوں صاحبزادے ادارے کی سپریم کونسل کا حصہ ہیں۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اسی سنگت کا اثر ہے جو حضرت علامہ قاضی محمد عارف چشتی قطبالوی دامت برکاتہم کی معیت میں پروان چڑھی اور یہی سنگت و معیت قاضی شہزادہ عرفان الحق کو کتاب و ادب کا شیدائی اور دین متین کا سپاہی بنا گئی۔

قاضی محمد عارف چشتی قطبالوی دامت برکاتہم نے جہاں قاضی خضر الزمان ضیاء نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کو عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنگ میں رنگا، وہیں پر قاضی شہزادہ عرفان الحق نیئرؔ کے علمی، ادبی، روحانی ذوق کی تکمیل ہوئی اور پھر سونے پر سہاگہ کہ آپ کو عظیم علمی و تحقیقی درسگاہ جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ میں علوم دینیہ کے گوہر نایاب سمیٹنے کا موقع ملا اور پیکر جہد مسلسل، مجسمہ عزم و ہمت مفکر ملت پیر طریقت مردِ درویش مردِ حر، مفکرِ ملت اِسلامیہ حضرت علامہ پیر عبد القادر قادری کی معیت نصیب ہوئی اور شرف تلمذ حاصل ہوا۔

اللہ کریم قاضی خضر الزمان ضیاء نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کو کروٹ کروٹ جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور ان کی اولاد کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور علامہ قاضی

شہزادہ عرفان الحق نیئرؔ صاحب کو مزید عزتوں، رفعتوں، کامیابیوں اور کامرانیوں سے نوازے۔ میں بارِ دگر دعا گو ہوں کہ اللہ پاک علامہ قاضی عرفان الحق نیئرؔ صاحب کو مزید ہمت اور توفیق دے کہ وہ ترویج علم وادب اور کتاب دوستی کے فروغ میں یونہی کردار ادا کرتے رہیں۔

مغاں کہ دانہ انگور آب می سازند
ستارہ می شکنند، آفتاب می سازند

صوفیاء کی تعلیمات سے ہندوستان جگمگا اٹھا

از: صاحبزادہ پیر سید امجد حسین شاہ بخاری
(آستانہ عالیہ پیر سید مظفر حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قطبال تحصیل فتح جنگ ضلع اٹک)

تصوّف کے بحر میں غوطہ زنی کر کے تصوّف کے گوہر نایاب اکٹھے کرنے والے بزرگان دین کے افعال و اقوال اور تعلیمات اور ان کی زندگی کے ان گوشوں کو اُجاگر کرنا جن پر مرور زمانہ کے دبیز پردے پڑ گئے ہیں۔ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ یہ راہ بزرگان دین وملت کی ہیں جنہوں نے ہزاروں میل پیدل سفر کر کے بھوکے پیاسے رہ کر صرف اور صرف اسلام کی تبلیغ کی خاطر کفرستان ہند میں پہنچے اور کفر و الحاد کے گھٹاٹوپ اندھیرے میں اسلام کی ایسی شمع روشن کی کہ اس کی روشنی سے سارا ہندوستان جگمگا اٹھا۔ ان صوفیاء کرام نے اپنے کردار و افعال سے لوگوں کو ایسا متاثر کیا کہ ظلم و ستم کے نیچے سسکتی ہوئی دنیا اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہونے لگی اور ایک مختصر عرصہ میں ان کی تقدیر بدل کر رکھ دی۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

میرے دادا جی حضور حضرت پیر سید مظفر حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت قاضی مفتی خواجہ غلام یحییٰ ہاشمی اپنے وقت کے ولی کامل بھی تھے اور علمائے حق بھی تھے۔

میرے بھائی، دوست، خاندان ہاشمی کے چشم و چراغ علمی ادبی شخصیت مصنف

کتاب کثیرہ قاضی نیرؔ صاحب حوصلہ افزائی، مبارکباد، خراج تحسین کے مستحق ہیں کہ جو اس مادی زندگی میں کتاب شناسی، کتاب بینی اور اپنے اسلاف کی روایات کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔ خزینۃ المشائخ کی ترتیب جدید پر اپنے خاندان اپنے حلقہ ارادت کی طرف سے ان کے اس عظیم علمی ادبی روحانی کارنامے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ بطفیل مصطفی کریم ﷺ واہل بیت پاک رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین انہیں دارین کی برکتیں سعادتیں عطا فرمائے۔ آمین

مولانا روم کا فقیر۔ نیئرؔ بھوئی گاڑ

از: ڈاکٹر مختار احمد اعوان
ماہر مضمون: گورنمنٹ بوائز ہائیر سیکنڈری سکول حسن ابدال
(صدر نظریہ پاکستان سوسائیٹی حسن ابدال)

نہ پوچھ اِن خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

شیخ کامل وسیلۃ الرسول اور رسول وسیلۃ اللہ کا آسان ذریعہ ہیں، اِس منزل کا حصول، عبادت وریاضت کا مطمع نظر ہے، اگرچہ اِس راستے کا انتخاب سنت ہے۔ فرض یا واجب نہیں۔

تقریباً چھ عشرے قبل ایک بزرگِ درویش نے اِس خزینہ کا پتہ لگایا، اور اس کو اپنے دور کے عام آدمی کے حوالے کر دیا، لیکن اُس وقت کا عام آدمی بھی خاص تھا، وہ فارسی جانتا تھا۔ تحریر کی مشکل پسندی کا عادی تھا۔ رہنمائی کے لیے عالم فاضل، عربی فارسی پر دسترس رکھنے والے عام تھے، لیکن آج وقت بالکل بدل چکا ہے، فارسی ناپید ہو چکی ہے۔ مقفیٰ اور مُسجیٰ الفاظ کی جگہ آسان اور سادہ عبارت کو قبول عام حاصل ہے۔ آج کا قاری تحریر کو سمجھنے کے لیے اپنے پاس فرہنگ کوئی کلید یا ڈکشنری رکھنا بوجھ سمجھتا ہے۔

اس کیفیت کو مردِ دانشمند، مرد کوہستانی، فقیر بھوئی گاڑ، معلم عجز و نیاز پیکرِ اخلاص جناب شہزادہ عرفان الحق نیئرؔ نے محسوس کیا اور خزانے کو مقفل رہنے دینے کی بجائے اس کو روشن کرنے کا ارادہ کیا۔ یہ کام آسان نہ تھا، فارسی عبارت کو آسان اُردو میں ترجمہ کرنا، مشکل اُردو اور عربی الفاظ کو عام فہم بنانا اور ساتھ اِس امر کا خیال بھی رکھنا کہ مواد اور

عبارت کی اصل روح بھی مجروح نہ ہو بلکہ وہ اپنی معنویت، جاذبیت اور اثر پذیری کے لحاظ سے مزید بہتر ہو۔

نیئر صاحب اپنے والد گرامی کے مایہ ناز سپوت ہیں، جنہوں نے اُن کے خزانہ کو لٹایا بھی اِس انداز میں کہ وہ مزید بڑھ گیا ہے۔ ان کے والد گرامی بلاشبہ ولی اللہ تھے۔ ان کے استاد مولانا عبد القادر مرحوم بانی و امیر جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ بھی اللہ کے خاص بندے تھے۔ آج بھی اولیاء اور فقراء کی سنگت میں رہتے ہیں اور تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے بقول:۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شُد
یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
اُو نشیند در حضورِ اولیاء

فی زمانہ لوگ منزل پہ تو پہنچنا چاہتے ہیں لیکن پورا سفر طے کرنے کے لیے تیار نہیں۔ سہولت کار نے بد عقیدگی کے خیال کے گھوڑے پر بٹھا کر منزل پر پہنچانے کے لیے مسجد ضرار کھول رکھی ہے۔ سفید کو سیاہ اور سیاہ کو سفید بنانے والے موجود ہیں۔ ایسے میں ضروری ہے کہ خزینۃ المشائخ میں تحریر شُدہ راستے پر چل کر جو قرآن و سنت کے عین مطابق ہے، منزل پائی جائے۔ خصوصاً سکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلباء و طالبات اور معلمین کے لیے اس سے استفادہ کرنا بہت مفید اور از حد ضروری ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ میرے سابق رفیق کار، نظریۂ پاکستان سوسائٹی گورنمنٹ بوائز ہائیر سیکنڈری سکول کے جنرل سیکرٹری، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب عرفان الحق نیئر کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے اور اِن کے قلم سے علم کے موتی بکھرتے رہیں۔

خزینۃ المشائخ میری نظر میں

از:ڈاکٹر طارق محمود قاضی
حطار، تحصیل فتح جنگ (اٹک)

دین اسلام کی ترویج واشاعت میں اولیاء کرام اور مشائخ عظام کا کردار روز روشن کی طرح واضح ہے۔ ان عظیم ہستیوں کی شاندار خدماتِ جلیلہ کو نسل نو تک پہنچانا اور روحانیت کے فیوض وبرکات سے آگاہی فی زمانہ بے حد ضروری ہے۔ اسی طرح تصوّف کے اس شعار اور رنگ کا درست تعارف بھی ضروری ہے۔ جو وحدانیت اور رسالت کے چشمہ فیض سے سیراب ہوتا ہو۔ نیز ان عظیم ہستیوں کے اصل مقاصد اور تعلیمات سے آگہی بھی لازم ہے۔

خزینۃ المشائخ کی طبع جدید اس اہم کاوش کی ایک خوبصورت کڑی ہے اور یہ سعادت محترمی ومکرمی جناب قاضی شہزادہ عرفان الحق نیئرؔ کو حاصل ہو رہی ہے۔ اللہ رب العزت ان کی مساعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشے۔ آمین ثم آمین

اگرچہ میں اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا لیکن اس امید سے تحریر کر رہا ہوں کہ ان شاء اللہ اپنے اسلاف کے کارہائے نمایاں پر تحریر کردہ تحسین وآفرین کے یہ کلمات میرے لیے توشہ آخرت ثابت ہونگے۔

اس کتاب خزینۃ المشائخ کے تعارفی صفحہ کو پڑھ کر مجھ پر یہ عقدہ بھی کھلا کہ ہمارے اسلاف اس خطہ زمین کے طول وعرض میں پرچم حریت لیے موجود تھے اور قریہ قریہ علم وحکمت کے چشمہ ہائے فیض عوام الناس کے لیے جاری تھے جس سے آج ہم محروم ہیں۔

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

اسی آسمان علم و حکمت کا ایک روشن آفتاب ابو الحقائق حضرت قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ تھے جو اس کتاب کے مؤلف بھی ہیں۔ ساٹھ ستر کی دہائی کا وہ زمانہ جب یہ کتاب منصہ شہود پہ آئی، نقل و حمل اور رسل و رسائل کے لحاظ سے ایک مشکل دور تھا۔ لیکن ایسے دور میں بھی ایک چھوٹے سے گاؤں میں جو علمی و ادبی مراکز سے بہت دور تھا، دار الاشاعت فیض القرآن قطبال ضلع کیمبل پور قائم کرنا بذاتِ خود ایک عظیم کارنامہ تھا اور میرے لیے اپنے اس کم ترقی یافتہ علاقہ میں ایک نابغہ روزگار شخصیت کے وجود اور رشد وہدایت کے اس چراغ کی ضیا تابیوں نے مجھے مسحور و مسرور کر دیا۔ لیکن افسوس کہ ایسے چراغ بھی ملک الموت نے گل کر دیئے۔

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گراں مایہ کیا کیے

یہ کتاب ایک ایسے اہم موضوع پر ہے جو علماء اور اہل فکر و دانش کے ہاں ہمیشہ موضوع بحث رہا اور اس کو شریعت اور قرآن و سنت کے کڑے معیارات پر پرکھا جاتا رہا۔ اس کی موافقت اور مخالفت میں دفتر ہائے دلائل موجود ہیں۔ اس طرح یہ موضوع بہت لطیف اور دقیق ہوتا چلا گیا۔ حتیٰ کہ آج کے ترقی یافتہ اور سائنس و ٹیکنالوجی کے زمانے میں اس موضوع کی درست توجیح اور بھی ضروری ہو گئی ہے جب ہر مفروضہ حقائق اور مشاہدات کا متقاضی ہے۔

مؤلف موصوف حضرت قاضی عبد الحق ہاشمی نے اپنی اس بہترین تالیف میں روحانیت و تصوّف کے اہم ترین موضوع کو بہت خوبصورتی سے دلائل و حقائق کے ساتھ نبھایا ہے۔ اس کتاب کا مرکزی خیال یا غالب نظریہ اگر میں بیان کرنا چاہوں تو وہ یہی ہے کہ تصوّف روحانیت کے پل صراط سے متوازن گزرنے کے لیے ایک ہاتھ میں اللہ رب

العزت کی کتاب حکمت قرآن حکیم اور دوسرے ہاتھ میں نبی کریم ﷺ کی سنت کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ شرک کے صحرا میں صحرانوردی کا حاصل ایمان وایقان کی موت کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ وہ خود رقمطراز ہیں۔

"صوفیائے کرام کے نزدیک سالک کی راہ وہ شخص طے کر سکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں حضور ﷺ کی سنت ہو، تاکہ ان دو شمعوں کی روشنی میں چلنے سے تو وہ شکوک وشبہات کے گڑھے میں گرے اور نہ بدعت کے اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارے۔" (صفحہ:۱۶۲)

آپ نے اپنی اس تالیف میں ایسی خانقاہی نظام کی مخالفت کی ہے جو رہبانیت کا درس دے بلکہ خانقاہوں کا کام رسمِ شبیری کا فروغ بتایا ہے۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری

آپ نے تربیت نفس کے لیے صحبت کاملین کی اہمیت کو دلائل اور مثالوں سے بیان کیا ہے اور اچھی صحبت کے مثبت اثرات سے زندگی بدل سکتی ہے۔

صحبت صالح تُرا صالح کند
صحبت طالح تُرا طالح کند

اور یہ کام مرشد کامل کا ہاتھ پکڑے بنا ممکن نہیں کیوں کہ مرشد ہی آپ کا ہاتھ پکڑ کر صراط مستقیم کی طرف لے کر جاتا ہے۔ جو اطاعت الٰہی اور اطاعت رسول ﷺ میں مضمر ہے۔

"ہمارا طریقہ درویشی کتاب وسنت کا پابند ہے۔" (رسالہ قشیری، صفحہ:۱۱۰)

شیخ کامل جہاں اخلاق نبوی کی پیروی سکھاتا ہے وہی تزکیہ نفس کی عملی تربیت بھی فراہم کرتا ہے لیکن کسوٹی یہاں بھی صرف اور صرف شریعت ہے۔

کامل مرشد ایسا ہووے جہڑا دھوبی وانگوں چھٹے ہو
نال نگاہ دے پاک کریندا وچ سجی صابون نہ گھتے ہو

میلیاں تھیں کریندا چٹا وچ ذرا میل نہ رکھے ہو

ایسا مرشد ہووے باہو جہڑا لوں لوں دے وچ وسے ہو

بد قسمتی سے آج کے معاشرے میں بہت سے ایسے نام نہاد صلحاء اور مرشد سامنے آ گئے ہیں جو تصوّف و روحانیت کے صدیوں سے مروجہ اصول و ضوابط کی پابندی سے بیزار ہو کر شعبدہ بازی سے روحانیت کی دکان چمکائے بیٹھے ہیں اور تصوّف و روحانیت کو نذر و نیاز اور ذاتی منصب و شہرت تک محدود کر دیا ہے حتیٰ کہ شرعی احکامات بھی پس پشت ڈال دیئے ہیں، مؤلف نے ایسے نام نہاد پیران کی حرکتوں کو گناہ سے تعبیر کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

"اگر کوئی شخص آسمان سے اڑتا ہوا آئے لاکھوں مرید پیچھے لگا لائے۔ دریا پر سے گزرے مگر اس کا مسلک حضور ﷺ کے طریقے کے مخالف ہو تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا گناہ ہے اور اس کی بیعت حرام ہے۔" (صفحہ:۱۹۸)

مؤلف موصوف نے شرکیہ عقائد کی ملاوٹ کی بھی سخت ممانعت کی ہے اور شیخ کے لیے علوم دینی کا حصول بھی لازم قرار دیا ہے کیونکہ عابد و زاہد پر عالم کو فضیلت حاصل ہے۔

کتاب مذکورہ میں طریقت کے چاروں سلاسل کا خوب صورت تعارف موجود ہے جو قاری کے لیے معلومات اور راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ کی حیات مبارکہ سے خوب صورت اور سبق آموز واقعات کو بھی بڑے جامع انداز سے پیش کیا گیا ہے۔ تصوّف و معرفت کی منازل کو طے کرنے اور راہ سلوک پر چلنے کے لیے زادِ راہ کو بھی جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا۔ مرشد و مرید کے تعلق کو بھی بیان کیا گیا اور مرشد کی پیروی کی شرائط کو بھی واضح کیا گیا۔ گویا روحانیت کا کوئی ایسا پہلو نہیں جس کا بیان موصوف نے نہ کیا ہو بلکہ ہر پہلو کو بطریق احسن ادا کر کے اپنے نام "ابو الحقائق" کا "حق" ادا کیا ہے۔

کتاب کی زبان انتہائی شُستہ اور شائستہ ہے۔ جہاں قرآن و حدیث کے حوالے دے کر دلائل کو جان بخشی ہے وہاں خوبصورت اشعار و اقوال کے ذریعے عبارت کو مزین و مرصع بھی کیا ہے۔ زبان کی ادبیت اور شعریت کا بھی خیال رکھا گیا ہے اور جامعیت کا

دامن بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ یہ کتاب واقعی ایک خزینہ ہے جو راہ سلوک کے مسافروں کے لیے ایک لاجواب تحفہ ہے۔

اس کتاب کی اشاعت جدید یقیناً تشنگان علم و معرفت کے لیے منزل ثابت ہو گی۔ کتاب کے مؤلف حضرت قاضی عبد الحق ہاشمی کی روح انور کے لیے یقیناً ایک توشہ ہے۔ ان کو خراج عقیدت اور خراجِ تحسین و آفرین پیش کرنے کے لیے دامن لغت تہی ہے۔ انہوں نے اُس دور میں یہ کارنامہ سر انجام دیا جب وسائل بے حد محدود تھے۔ اللہ رب العزت ان کی مرقد کو بقعہ نور بنادے۔ خزینۃ المشائخ میری نظر میں گلدستۂ روحانی ہے۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

اللہ رَبّ العزت آپ کی اولاد خصوصاً جناب قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ صاحب کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و علمی خدمات کی ترویج و اشاعت کی توفیق اور جزا عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین

تاثرات

از: صاحبزادہ پیر حمید النبی ہاشمی
(سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت شیخ الجامعہ پیر محب النبی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ بھوئی شریف
پرنسپل جامعہ محب النبی ہاشمی ایبٹ آباد)

موجودہ دور کے مسلم معاشروں میں بے سکونی اور بے چینی کے اثرات واضح طور پر محسوس کیے جاتے ہیں۔ صاحبِ کتاب امیدِ قوی رکھتے ہیں کہ ایک وقت ایسا آئے گا۔ نوع انسانی قرآنی احکامات کو سمجھ کر انوار تجلی کا مشاہدہ کرے گی اور دُنیا امن و امان کا گہوارہ بن جائیگی۔

"اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ"

ترجمہ: "اللہ اس زمین و آسمان کا نور ہے۔" (سورۃ النور، آیت: ۳۵)

اور یہی اس کا نُور لہروں کی شکل میں نباتات، جمادات، حیوانات اِنسان جنات اور فرشتوں میں زندگی اور زندگی کی تمام تحریکات پیدا کرتا ہے۔ ساری کائنات میں قدرت کا یہ فیضان جاری ہے۔ خواجہ شمس الدّین عظیمی (احسان و تصوّف) سے اقتباس۔

جناب حضرت علامہ قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ۱۹۷۰ء میں کتاب خزینۃ المشائخ تصوّف و روحانیت سلاسل اربعہ کے اقوال اسی کی طرف دعوت دینے والے صوفیاء کا تعارف، تاریخ، فلسفہ، الغرض ہر شعبہ علم سے گہری وابستگی، اسے بام عروج تک پہنچانے میں عشق کی حد تک لگاؤ، وہ اپنی ذات میں پاکیزہ انجمن اور ایک متحرک ادارہ تھے۔ موجود دور کے تقاضوں کے مطابق انکے صاحبزادے برادرم جناب

قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ صاحب کتاب کی اشاعت پر مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کتاب کو نئی جہت دیتے ہوئے تجدید نو کی ہے۔

انکی یہ کاوش علم دوستی اور انسان دوستی کا ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الجامعہ پیر محب النبی ہاشمی نور اللہ مرقدہٗ کا فیضان انھیں نصیب فرمائے اور دارین کی سعادتیں عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

مقدمہ

حضرت علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ اور خزینۃ المشائخ

از: سید محمد عبداللہ شاہ بخاری قادری

حضرت علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی علیہ الرحمۃ ۱۹۱۶ء کو بھوئی گاڑ میں پیدا ہوئے والد گرامی حضرت محمد دین بن حضرت نیاز علی تھے۔ آپ کے والد صاحب بچپن میں ہی داغ مفارقت دے گئے تھے۔ آپ کی پرورش مولانا محمد غوث ہاشمی نے کی ابتدائی تعلیم بھوئی گاڑ میں حاصل کی گورنمنٹ مڈل سکول پوڑ میانہ سے مڈل کیا۔ پھر جامعہ اسلامیہ رحمانیہ ہری پور اور حزب الاحناف لاہور سے فیض یاب ہوئے۔ قاضی غلام یحییٰ ہاشمی (۱۸۹۹ء تا ۱۹۵۴ء) آپ کے سسر تھے علامہ قاضی عبدالحق صاحب پاک آرمی میں ملازم ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد محکمہ تعلیم سے وابستہ ہو گئے۔ میانوالی، لاوا، بڈرہ اور قطبال (اٹک) میں بطور مدرس خدمات سر انجام دیں۔ دینی تعلیم میں مولانا محمد غوث قریشی ہاشمی، مفتی حکیم عبدالحئ قریشی ہاشمی (۱۹۰۶ء تا ۱۹۸۰ء)، مولانا محب النبی ہاشمی (۱۸۹۰ء تا ۱۹۷۶ء) اور مولانا خواجہ غلام یحییٰ ہاشمی (۱۸۹۹ء تا ۱۹۵۴ء) آپ کے اساتذہ میں شامل تھے۔

علامہ قاضی عبدالحق ہاشمی ۲۵ جون ۱۹۹۳ء کو رحلت فرما گئے قطبال (اٹک) میں محو استراحت ہیں۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے زمانہ میں مولانا عبدالحنان ہاشمی (۱۹۲۵ء۔ ۲۰۱۰ء)، علامہ مفتی محب النبی ہاشمی (۱۸۹۶ء تا ۱۹۷۶ء) کی قیادت میں قطبال، فتح جنگ اور بھوئی گاڑ کے ختم نبوت کے پروگراموں میں شریک رہے۔

آپ دربار گولڑہ شریف کے روحانی پیشوا حضرت سید غلام محی الدین المعروف بابو

جی علیہ الرحمۃ (۱۸۹۱ء تا۱۹۷۴ء) کے دست حق پر بیعت ہوئے۔ آپ جامع مسجد قطبال کے امام وخطیب تھے۔

قاضی شہزادہ سلطان الحق ہاشمی، قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ، قاضی شہزادہ سلطان العارفین رومی آپ کے بیٹے ہیں۔

قاضی عبدالحق ہاشمی صاحب کے خاندان میں بڑی مقتدر شخصیات ہوگذری ہیں۔ جن میں علامہ قاضی محمد شفیع ہاشمی (م۱۸۷۵ء)(استاد گرامی حضرت پیر سید مہر علی گیلانی گولڑہ شریف قدس سرہٗ)(۱۸۹۵ء تا۱۹۳۷ء)، قاضی امیر حمزہ (م۱۹۲۰ء)، حضرت احمد دین ہاشمی (۱۸۶۱ء تا۱۹۴۱ء) حضرت علامہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہم جیسے لوگ شامل تھے۔ قاضی عبدالحق ہاشمی صاحب تصنیف بزرگ تھے۔

●: مطبوعہ کتب:۔

خزینۃ المشائخ۔ مسلک اہل سنت۔ اہل سنت جنتی گروہ ہے
اذان میں حضور ﷺ کے نام پر انگوٹھے چومنا۔ دعوت عمل
جواہرات الادب۔ اہلسنت وجماعت معہ تقلید امام ابوحنفیہ

●: غیر مطبوعہ:۔

ترغیب الصلوۃ۔ داڑھی کی شرعی حیثیت۔ حیلۃ القرآن لنجات العصیان۔ غوث الاعظم اور گیارھویں شریف۔ حضور پُر نور ﷺ انساب الہاشمی (شجرہ)۔ کشف النجوم (تعویزات) پر مشتمل ہے۔

مطبوعہ تصانیف:۔

تمام کتب دارالاشاعت فیض القرآن قطبال ضلع کیمل پور سے شائع ہوئی تھیں۔ مسلک اہل سنت دارالاشاعت، احیاء السنت قطبال ضلع اٹک (مغربی پاکستان)۔ خزینۃ المشائخ کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا۔ (توسل بزرگان اور اُن کے فیوضات کا قابل قدر مجموعہ ہے) اس

ایڈیشن پر حضرت مولانا محب النبی ہاشمی اور راجہ غلام قادر غبار نے اظہار خیال فرمایا تھا۔

حضرت محب النبی ہاشمی فرماتے ہیں:۔

کتاب خزینۃ المشائخ کے مضامین کا مطالعہ اس خادم العلماء نے کیا جس سے معلوم ہوا کہ کتاب ہذا ایک صحیح عالم فاضل معلم کی حیثیت رکھتی ہے اور مصنف کے علمی کمال کا آئینہ تاباں ہے۔ (علامہ قاضی عبد الحق ہاشمی اور تاریخ علمائے بھوئی گاڑ۔ قاضی عرفان الحق نیرؔ۔ ادارہ اسلاف شناسی برہان اٹک ۲۰۱۹ء)

راجہ غلام قادر غبار، دار العلوم فیض الاسلام راولپنڈی نے اپنے جریدہ ماہ نامہ فیض الاسلام میں خزینۃ المشائخ پر یوں اظہار خیال فرمایا ہے:

"خزینۃ المشائخ" مؤلفہ قاضی عبد الحق ہاشمی صاحب کے مسلک تصوّف کا گراں مایہ معلومات کا ذخیرہ ہے جو مشائخ و علماء اور عوام کے لیے یکساں مفید ہے مؤلف نے پیچیدہ مسائل تصوّف کے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے مسائل علمیہ کی طرز تحریر دلربا اور اشعار کی موزونیت سے بے حد دلچسپی پیدا کی گئی ہے۔

طرفہ یہ کہ تمام مسائل کو شریعت نبوی سے وابستہ کر کے مؤلف نے علماء و مشائخ سے خراج تحسین حاصل کیا ہے اس کتاب کا مطالعہ ہزاروں کتب تصوّف کی موجودگی میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ (علامہ قاضی عبد الحق ہاشمی اور تاریخ علماء بھوئی گاڑ، ص:۹۰)

قاضی عبد الحق ہاشمی صاحب کے راجا غلام قادر غبار سے قریبی روابط تھے اسی وجہ سے راجہ صاحب نے قاضی صاحب کو فیض الاسلام دوم بیرون کلر سیداں کا منیجر مقرر کیا۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گیلانی چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ بھوئی گاڑ میں پڑھتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد شفیع ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے استاد محترم تھے۔ پیر صاحب رات کو ملک ضیاء الدّین محلہ حطاراں حسن ابدال کے خاندان کے ہاں قیام فرماتے تھے۔ اب اس گھر میں ملک عبد الحمید (مرحوم) کی اولاد رہتی ہے۔ جس کمرہ میں پیر صاحب قیام فرماتے تھے۔ وہ ابھی تک موجود ہے۔ اس کمرہ کی میں نے زیارت کی ہے۔ میرے علاوہ ملک محمد محبوب الرسول

قادری جوہر آباد، پیر سید صابر حسین بخاری برہان بھی زیارت سے شرف یاب ہوئے ہیں۔

جب ہم ملک عبد الحمید صاحب کے فرزند ہو میو ڈاکٹر ذوالفقار علی (زلفی) دانش کو ملنے جاتے تھے۔نامور نعت گو، تاریخ گو حضرت محمد عبد القیوم خان طارق سلطانپوری (یوسف زئی) بھی اسی خاندان سے وابستہ تھے، اُن کی شادی اسی خاندان میں ہوئی تھی۔طارق سلطانپوری، حضرت پیر سید غلام محی الدّین گیلانی المعروف بہ بابوجی رحمۃ اللہ کے مرید تھے۔طارق سلطان پوری صاحب شعر و سخن کے آدمی تھے۔یوں آپ کی حضرت پیر سید غلام نصیر الدّین نصیر گیلانی سے گہری عقیدت تھی۔

گرامی قدر ملک محمد محبوب الرسول قادری جوہر آباد حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری برہان اور راقم الحروف سے طارق سلطانپوری سے کئی برس پرانی علمی ادبی دوستی تھی، اکثر و بیشتر سبھی دوست میرے گھر اکٹھے ہو جاتے تھے۔بات لمبی ہوگئی ہے۔حضرت قاضی عرفان الحق نیرؔ آپنے والد گرامی کی تصنیف خزینۃ المشائخ کو دوسری بار شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں پہلی بار ۱۹۷۰ء میں چھپی تھی۔اب ۵۶ برس بعد ۲۰۲۶ء میں منظر عام پر آرہی ہے۔اپنے آباء واجداد کی تحریروں کو زندہ رکھنا چاہئے تاکہ خواص و عوام مستفید ہوتے رہیں۔

قاضی نیرؔ صاحب، صاحب کتاب کے فرزند ہیں اور اُن کی پہلی کتاب ۲۰۱۹ء میں ادارہ "اسلاف شناسی برہان" ضلع اٹک پاکستان سے شائع ہوئی بعنوان 'علامہ قاضی عبد الحق ہاشمی اور تاریخ علمائے بھوئی گاڑ' تقدیم سید صابر حسین بخاری (برہان) نے لکھی ہے۔قاضی نیرؔ صاحب میر التعارف سید صابر حسین بخاری صاحب نے کروایا تھا۔

دوسری کتاب جنوری ۲۰۲۳ء میں ملک محبوب الرسول قادری صاحب نے اپنے ادارہ اسلامک میڈیا سنٹر جوہر آباد سے شائع کی ہے۔احوال و آثار حضرت ملا عبد الرحمٰن جامیؔ، قاضی نیرؔ صاحب خزینۃ المشائخ کی اشاعت پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔قاضی عرفان الحق نیرؔ صاحب نے دار العلوم، جامعہ رضویہ انوار العلوم واہ کینٹ (بانی پیر عبد القادر ایم

اے ایل ایل بی) سے ادیب عربی، ادیب فاضل اور دورہ حدیث کیا۔

آپ حسن ابدال گورنمنٹ ہائیر سکینڈری سکول میں معلم تھے۔ عمدہ نعت خوان ہیں اور نعت گوئی کا ذوق بھی رکھتے ہیں۔ قاضی نیئرؔ صاحب کی، ملک محمد محبوب الرسول قادری، سید صابر حسین بخاری سید کلیم حسین مشہدی اور راقم سے علمی و ادبی تعلق رکھتے ہیں۔

وراثتِ علم و عرفان

ملک صوفی محمد ارشد اولیٰ بھوئی گاڑوی۔

حق پر قلم اٹھا یا ہے — بھوئی گاڑ کا یہ سرمایا ہے
ہے اکابر کا یہ دیوانہ — ہے علمی ان کا سب گھرانہ
اعزاز یہ کتنا پایا ہے — حق پر قلم اٹھایا ہے
عرفان الحق ہے نام اُن کا — حق پر لکھنا ہے کام اُن کا
اُن کے سر پر ولیوں کا سایہ ہے — حق پر قلم اٹھایا ہے
ہاشمی خاندان کا چشم و چراغ — خادم ہے دین کا اور بے داغ
اکابر کا تعارف کروایا ہے — حق پر قلم اٹھایا ہے
ہے مقرر مصنف محقق بھی — تصویر پیاری عبد الحق کی
رنگ ہاشمی نے اُن پر چڑھایا ہے — حق پر قلم اٹھا یا ہے
بھوئی گاڑ پہ جو تصنیف لکھی — بڑی پیاری ایک تاریخ لکھی
بھوئی گاڑ ہے کیا یہ بتایا ہے — حق پر قلم اٹھایا ہے
تحریر خزینۃ المشائخ کی — تصنیف ہے نیئر صاحب کی
والد کے مشن کو بڑھایا ہے — حق پر قلم اٹھایا ہے
تصوّف پر پیاری کتاب ہے یہ — کتنا ہی حسین انتخاب ہے یہ
سب نے ہی پسند فرمایا ہے — حق پر قلم اٹھایا ہے
ہے دین کے آپ ہی وارث — نیئر صاحب آپ کو ہو مبارک

ارشدؔ کو اک نقطہ سمجھایا ہے
حق پر قلم اٹھایا ہے

تعارف خاندانِ ہاشمی

از: صاحبزادہ قاضی محمود احمد چشتی گولڑوی

حضرت قاضی عبد الحق ہاشمی بھوئی گاڑوی ثم قطبالوی کا نسبی تعلق امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ مولی علی رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت امام ابو القاسم محمد ابن الحنفیہ کی اولاد سے تھے۔ آپکے بزرگ چوتھی صدی ہجری کے آواخر میں بغداد سے افغانستان منتقل ہوئے۔۳۸۸ھ میں جب سلطان محمود غزنوی نے غزنی کا اقتدار سنبھالا تو ان کے ہاں بغداد سے غزنی آجانے والوں میں امام ابو القاسم محمد کی اولاد سے تعلق رکھنے والے یہ تین اہم افراد بھی شامل تھے۔ وہ جلیل القدر علمی ہاشمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں جنہوں نے نہ صرف ریگزار کو اپنے خونِ جگر سے سرسبز و شاداب بنایا اور ان میں زندگی کی لہر دوڑا کر تشنگان علم و ادب کی پیاس بجھانے کا سامان پیدا کیا۔ وہ تین اہم شخصیات، ۱: محمود بن حسین بن حسن جو تاریخ میں سالار ساہو کے نام سے مشہور ہوئے۔ ۲: محمد قطب الدّین بن حسین بن حسن جو تاریخ میں قطب شاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ ۳: سیف الدّین بن حسین بن حسن۔ ان میں سالار ساہو عمر کے اعتبار سے بڑے تھے۔ یہ تینوں آپس میں سگے بھائی تھے۔

حضرت سلطان الشہداء سالار ساہو غازی:۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام سعید الرحمٰن سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی اور اس کے نواحی علاقے میں پیر سلیم کہتے ہیں خراسان میں رجب سالار اور بعض مقامات پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غازی میاں، بالی میاں، بالا پیر کہتے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام سید

سالار ساہو رحمۃ اللہ علیہ اور امیر محمود رحمۃ اللہ علیہ مشہور ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ بی بی ستر معلی سلطان سبکتگین کی صاحبزادی اور سلطان محمود غزنوی کی حقیقی بہن تھیں جو پارسائے وقت اور عرفان شریعت میں یکتائے روزگار تھیں۔ سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت اتوار کے دن صبح صادق کے وقت یکم شعبان ۴۰۵ھ میں شہر متبرک دار السلام اجمیر شریف میں ہوئی۔ ہندوستان جیسے کفر والحاد کی خاردار جھاڑیوں میں زندگی کا راستہ ہموار کرنے کے لیے جن کے قدم پہنچے ان میں سالار مسعود غازی کا نام ہنوز روشن و تابندہ ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے قبل ہی مقدس ارواح و رجال الغیب نے نشاندھی کر دی تھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شکل و شباہت سے عکس جمال مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مرتضوی جاہ و جلال عیاں تھا۔ جس خانوادے کا خمیر عشق و مستی کے جذبہ سے لبریز ہو اس کے چشم و چراغ کا کیا کہنا۔ کہتے ہیں کہ جب آپ چار سال چار ماہ چار دن کے ہوئے تو رسم بسم اللہ خوانی کا شاندار اہتمام کیا گیا دور اندیش اور مستقبل شناس باپ نے سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ بارہ ہزاروی کو آپ کی تعلیم و تربیت کے لیے مقرر کیا بیش قیمت زر و جواہر کا شاندار نذرانہ اُستاد محترم کو پیش کیا گیا۔ سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ نے صرف نو سال کی عمر شریف میں تمام علوم باطنی و ظاہری میں کمال حاصل کیا۔ جوان ہوتے ہی راجگان ہند کے خلاف جہاد میں کود پڑے بے شمار معرکوں میں فتوحات حاصل کیں۔

علاوہ ازیں راجگان میں رائے، رائب، رائے سائب، رائے ارجن، رائے بھین، رائے کنک، رائے کلیان، رائے سکرد، کرن، بیربل، سری پال، ہرپال، رائے نرکھو، جودہاری وغیرہ سے زبردست معرکہ ہوا سلطان الشہداء کا لشکر تعداد میں بہت کم تھا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لشکر اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی جوانمردی و بہادری سے دشمن کا مقابلہ کیا اور انہیں بھاری نقصان پہنچایا آخری معرکہ کے دوران ایک تیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گلے مبارک میں آلگا جس کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اول وقت عرصہ روز یکشنبہ (اتوار) بتاریخ ۱۴ رجب المرجب ۴۲۴ھ بمطابق ۱۰۳۳ء کو جام شہادت نوش فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک بہرائچ شریف ہندوستان میں مرجع خلائق عام ہے۔ شہادت کی تاریخ پر ہر سال میلہ لگتا ہے۔ ہر سال تقریباً ایک لاکھ اجتماع ہوتا ہے جس میں ۷۵ ہزار کے قریب ہندو ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری کے عرس سے بھی زیادہ تعداد میں لوگ برائے حصول فیوض و برکات حاضری دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن اخلاق اور تبلیغی کوششوں سے بے شمار کفار حلقہ بگوش اسلام ہوئے جس کی تفصیل کتاب سلطان الشہداء رحمۃ اللہ علیہ میں درج ہے۔ "میو" قبیلہ خود بیانی ہے کہ وہ سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ سے متاثر ہو کر اسلام میں داخل ہوئے۔ جیسا کہ مرات مسعودی میں نقل ہے کہ سالار مسعودی غازی کا طرز حکمرانی ہمدردانہ اور انصاف پسندانہ تھا جسے ہندو بھی پسند کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہزاروں شہداء کی قبریں آج بھی صحیح سلامت ہیں اگر ان کا طرز عمل غیر مسلموں سے اچھا نہ ہوتا تو وہ ان کی قبروں کو بھی مسمار کر دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک بہڑائچ میں مرجع خلائق عام ہے۔ سلطان فیروز شاہ تغلق نے آپ کا مزار مبارک تعمیر کروایا۔

سلطان محمود غزنوی ان حضرات ہاشمی کی خاندانی عظمت سے آگاہ تھے۔ اس نے انہیں بہت عزت و اہمیت دی اور پھر انہیں اپنی افواج کا سپاہ سالار بنا دیا اور ان سے اپنی بہن ستر معلیٰ کی شادی کر دی۔ ۴۰۵ھ میں ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جس کا نام مسعود رکھا گیا۔ سالار ساہو کے یہ اکلوتے صاحبزادے بعد میں سالار مسعود غازی کے نام سے مشہور ہوئے۔ حضرت محمد قطب الدّین کے ان صاحبزادہ گان میں سے حضرت محمد کُندُ لال جنہیں محمد دارین بھی کیا جاتا تھا۔ جناب قاضی عبد الحق ہاشمی بھوئی گاڑوی ثم قطبالوی کے جد امجد تھے۔ حضرت کندلال کی اولاد سے تعلق رکھنے والے لوگ پاکستان کے صوبہ پنجاب کے پی کے اور کشمیر میں بہ کثرت آباد ہیں۔ حضرت کندلال کی بارہویں پشت سے تعلق رکھنے والے ایک اہم شخص حضرت محمد غازی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں وہ پہلے شخص تھے جو قصبہ میانہ موہڑا تحصیل گوجر خان جا کر آباد ہوئے اسی خاندان کے قاضی

عبدالوہاب ہاشمی اپنے علم و فضل زہد و تقویٰ کی وجہ سے میانہ موہڑا تحصیل گوجر خان میں مشہور ہوئے کہا جاتا ہے کہ اُس وقت آپکی درسگاہ میں انسانوں کے ساتھ ساتھ جنات بھی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ قبرستان میانہ موہڑا میں آپ کے مزار شریف کے ساتھ کچھ جنات کی قبریں بھی موجود ہیں۔ میانہ موہڑا تحصیل گوجر خان سے بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال تشریف لانے والے پانچ خاندان وقتاً فوقتاً آباد ہوئے۔

ا: حضرت حافظ شیخ احمد ہاشمی اور بعدہ، انکا خاندان (۲) نیاز علی بن محمد دین بن عبدالحق اور بعدہ، انکا خاندان۔ ۳: باغ علی بن سلطان احمد بن قاضی غلام یحییٰ ہاشمی اور بعدہ، انکا خاندان۔ ۴: ایک خاندان میانہ موہڑا سے بھوئی گاڑ آیا اور پھر فتح جنگ جا کر آباد ہو گیا۔ اِس خاندان کی ایک نیک سیرت خاتون محترمہ نیک بخت فرمایا کرتی تھیں میرا تعلق بھوئی گاڑ والے ہاشمی خاندان سے تعلق ہے۔ قاضی جاوید، قاضی خالد انہی مائی صاحبہ کے دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ انہیں میں سے ایک صاحبزادی کا عقد عارف ربانی قاضی محمد عارف چشتی قطبالوی کے ساتھ ہوا۔ ۵: ایک خاندان میانہ موہڑا سے بھوئی گاڑی آیا اور پھر کچھ عرصہ بعد اخلاص تحصیل پنڈی گھیب جا کر آباد ہو گیا۔ اِسی خاندان کے مولانا عبدالنبی ہاشمی بھوئی گاڑوی کی والدہ دندی تحصیل پنڈی گھیب کے مولانا حکیم نظام الدّین ہاشمی کی صاحبزادی تھیں۔ قاضی مفتی خواجہ غلام یحییٰ ہاشمی بن سلطان احمد بن باغ احمد باغ احمد بن قاضی محمد سعید بن قاضی محمد جمیل بن ہاشم ۱۸۹۹ء میں بھوئی گاڑ سے قطبال تحصیل فتح جنگ جا کر آباد ہو گئے میاں عبدالشکور بھوئی گاڑوی کا گھر قاضی غلام یحییٰ ہاشمی کا گھر تھا جو وہ فروخت کر کے قطبال جا کر آباد ہو گئے تھے۔ قاضی مفتی غلام یحییٰ ہاشمی صاحب جائیداد تھے۔ بھوئی گاڑ، پنیاں ہری پور تراڑ کھل آزاد کشمیر قطبال تحصیل فتح جنگ میں وہ جائیداد کے فرد واحد مالک تھے۔ بعد میں قطبال والی جائیداد قاضی عبدالحق ہاشمی اور قاضی محمد اشرف کے نام منتقل کیں۔ قاضی صاحب فقیر مستغنی دل ایسے تھے بہت ساری جائیداد پنیاں ہری پور تراڑ کھل آزاد کشمیر لوگوں میں بانٹ کر قطبال سکونت اختیار کر لی۔ قاضی

صاحب نے دو شادیاں کیں۔ پہلی شادی بسال شریف تحصیل جنڈ جن سے اولاد نہیں تھی ان کے وصال کے بعد دوسری شادی حضرت مخدومہ مائی شفید اں صاحبہ کے ساتھ ہوئی۔ جن سے تین بیٹیاں تھیں۔ دونوں شریک حیات کی قبور احاطہ قبرستان قطبال میں موجود ہیں۔

۵: قاضی عبد الحق ہاشمی بن محمد دین بن نیاز علی بن میاں ولی بن عبد المجید بن نور حسین بن ہاشم علی بن فیض بخش بن حسین احمد بن قاضی عبدالوہاب ہاشمی (میانہ موہڑا تحصیل گوجر خان) ۱۹۳۰ء میں بھوئی گاڑ سے قطبال تحصیل فتح جنگ منتقل ہوئے اور قاضی غلام یحییٰ ہاشمی بھوئی گاڑوی ثم قطبالوی کی سب سے بڑی صاحبزادی عالمہ فاضلہ قادریہ بی بی تاج میمونہ ہاشمی المعروف آپا جی سے شادی کی اور وہیں انکا خاندان آباد ہوا۔ قاضی عبد الحق ہاشمی کو اللہ تعالیٰ نے چار صاحبزادگان عطا فرمائے۔ پہلے صاحبزادے نیاز الحق ہاشمی بچپن میں وفات پا گئے۔ شہزادہ سلطان الحق ہاشمی شہزادہ سلطان العارفین رومی قطبال آباد ہیں جبکہ ان کے ایک صاحبزادہ قاضی شہزاد عرفان الحق نیرؔ ہاشمی جو کہ ان کی علمی وروحانی اثاثے کے مالک وسجادہ نشین ہیں۔ بھوئی گاڑ اور پھر احاطہ مدینہ ٹاؤن تحصیل ٹیکسلا آباد ہو گئے۔

نہایت خوش قسمتی کی بات ہے۔ قاضی شہزاد عرفان الحق نیرؔ درویش صفت، صوفی، فقیر اور کتاب شناسی، کتاب بینی کی دولت سے مالا مال ہیں اپنے والد گرامی کے علمی و قلمی اثاثہ جات کو قلم و قرطاس کے ذریعے تاریخ کے صفحات میں محفوظ کر کے عوام الناس میں فیض عام بانٹ رہے ہیں۔ تاریخ اسلام کا بنظر عمیق مطالعہ کیا جائے تو یہ علم، علماء و صوفیاء کی تاریخ ہے۔ اگرچہ تاریخ نویسی کا عمومی انداز یہی رہا ہے کہ بادشاہوں اور سیاست دانوں کی تاریخ لکھی جاتی ہے۔ مگر حاشیہ پر لکھی ہوئی تاریخ اور سیاسی تاریخ کے متوازی علم، علماء وصوفیاء کی تاریخ ہی نظر آتی ہے۔

جن علماء حق نے اپنے دور کے نظام کو توڑنے کی کوشش کی اور انسانوں کے لیے نظام عدل کے قیام کی دعوت دی۔ انہوں نے متوازی تاریخ کے ابواب کو روشنی بخشی ہے

جن لوگوں نے علوم وفنون کے ذریعے معاشرے کی ثقافت اور تہذیب کو ثروت مند بنایا انہیں حاشیے میں بہر صورت جگہ حاصل ہوئی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مغلیہ عہد کی تاریخ میں ابتدائی مغلیہ حکمرانوں کے متوازی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نظر آتے ہیں اور آخری مغل حکمرانوں کے مقابلے میں حضرت شاہ ولی اللہ اور ان کا خانوادہ تاریخ کا مرکزی عنوان بنا ہے۔ بہر صورت یہ ماننا پڑے گا۔ قلم، کاغذ اور کتاب والے لوگ اُس وقت بھی زندہ تھے اور آج بھی تاریخ کے صفحات میں زندہ و جاوید ہیں اور انکی درخشندہ حیات کے ظاہری و باطنی گوشوں سے اہل نظر و فکر مستفید ہو رہے ہیں۔

خزینۃ المشائخ اشاعت دوم کا اہتمام و انتظام کرتے ہوئے تصوّف، روحانیت کے ابواب میں ایک خوبصورت کتاب کی طباعت ثانی ہو رہی ہے۔ جو یقیناً اب آپکے ہاتھ اور آپ کی آنکھوں کی زینت بن رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب کو دارین کی سعادتیں عطا فرمائے جنہوں نے اپنے والدّین کے لیے عظیم صدقہ جاریہ فرمایا ہے۔

حوالہ جات:۔

(۱) حیات حافظ شیخ احمد

(۲) امام ابو القاسم محمد بن علی، ڈاکٹر امام حسین دین ہاشمی

(۳) قاضی عبد الحق ہاشمی، تاریخ علمائے بھوئی گاڑ قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ)

(۴) بر صغیر پاک وہند کے قطب شاہی علوی اعوان چودہ سالہ تاریخ کے آئینے میں محمد کریم علوی قادری

اظہار تشکر

از: قاضی شہزادہ اُسامہ حسنین ہاشمی
ایم ایس سائیکالوجی (یونیورسٹی آف واہ)

مجھے خوشی ہے کہ تصوّف، روحانیت، خانقاہی نظام اور مشائخ صوفیاء کے اقوال و افعال پر مشتمل، خزینۃ المشائخ کی طباعت ثانی ایک خوبصورت علمی روحانی تحفہ ثابت ہوگی۔ سلاسل اربعہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ کے بزرگانِ دین کی تعلیمات اور ان کی نگاہ کرم اور ان کے لطف و کرم سے دلوں پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے جس کے مطالعہ سے دلوں کے اندر انقلاب پیدا ہو جاتا ہے اور اسی انقلاب سے دنیا کے انقلابات وابستہ ہیں۔ اس کتاب کو تمام حلقوں میں قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ صاحب کتاب میرے دادا جان ابو الحقائق قاضی عبد الحق ہاشمی بھوئی گاڑوی ثم قطبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے جس ندرت، انفرادیت، افادیت کے ساتھ پیش کش کی ہے، یہ کاوش قابلِ ستائش ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس کتاب سے بھرپور فائدہ حاصل کریں گے۔

میں اظہار تشکر کے بعد اللہ وحدہ سبحانہٗ تعالیٰ، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اصحاب پاک اور اہل بیت اطہار (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جن کے فیضان سے یہ کام مکمل ہوا۔ میں نے دادا جان حضرت ابو الحقائق قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تو نہیں۔ لیکن مجھے اپنے والد گرامی قدر حضرت قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ صاحب میں اپنے دادا جان کے جھلک نظر آتی ہے اور اُنکی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ انکی دی ہوئی تربیت اور نگاہ کرم کی دولت سرمدی یقیناً میرا اثاثہ ہے۔ مال، دولت، سونے چاندی تو سب کے پاس

ہوں گے۔ اللہ سب کو نصیب کرے۔ مجھے اور ہمیں اپنے خاندان اور داداجان کی علمی ادبی روحانی قلمی اثاثوں پر ناز اور فخر ہے۔ میری یہ تجویز تھی کہ میرے داداجان کی تعلیمات کو عام و خاص تک پہنچایا جائے۔ ”حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بیٹے کو وصیت کرتے ہوئے دولت اور ہنر (ٹیکنالوجی) کا فرق بتایا کہ دولت چھین سکتی ہے، ختم ہو سکتی ہے، اس پر کوئی آفت نازل ہو سکتی ہے لیکن ہنر بجائے خود دولت ہے۔ اس لیے ہنر مند جہاں ہو گا دولت اس کے قدموں میں ہو گی۔“ (گلستان سعدی)

دنیا کی تاریخ میں کوئی تمدن یا تہذیب بھی مسلمانوں کے عروج کے زمانے میں حصولِ علم، فروغ علم اور ابلاغ میں مسلمانوں سے بڑھ کر نہیں تھی۔ اس کتاب کی اشاعت میری دیرینہ آرزو تھی بحمدہٖ تعالیٰ پوری ہوئی کتاب آپکی نظروں کے سامنے ہے، مطالعہ فرما کر ہمیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
یہ بڑے نصیب کی بات ہے
میں سجاتا تھا سرکار کی محفلیں
مجھ کو ہر غم سے رَبّ نے بری کر دیا

میں کوئی عالم، فاضل، قاری اور مفتی تو نہیں، حضرت خاتون جنت اور حسنین کریمین کے در کا فقیر ہوں۔ ایک شعر جو میرا پسندیدہ اور حرف جان ہے، عرض کرتا ہوں۔

چوموں گا ہر اِک راہِ مدینہ کو نظر سے
شاید کہ وہ گزرے ہوں اِسی راہِ گزر سے

ہدیہ عقیدت

از: شہزادی ایم ایس ہاشمی
ایم فل اکنامکس گولڈ میڈلسٹ یونیورسٹی آف واہ۔

زیر نظر کتاب ''خزینۃ المشائخ'' طبع جدید مؤلف ابو الحقائق قاضی عبد الحق ہاشمی بھوئی گاڑوی ثم قطبالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیف میں روحانیت و تصوّف کے اہم ترین موضوع کو خوب صورتی کے ساتھ دلائل و حقائق کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ تصوّف و روحانیت کے پل صراط سے متوازن گزرنے کے لیے ایک ہاتھ میں کتاب اللہ اور دوسرے میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کا ہونا ضروری ہے۔ خانقاہوں، درسگاہوں میں انسان کا کام رسم شبیری ادا کرنا ہے۔ مخلوق خدا کا رشتہ اللہ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قائم کرانا ہے۔ دنیا کی محبت اور رغبت علماء کے لیے غیر ضروری Unwanted ہے وہ علم جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزیز اور موجودات میں اشرف ہے اُسے (علمائے سو) اس ذلیل دنیا کے مال و جاہ حاصل کرنے کا وسیلہ بناتے ہیں حالانکہ دنیا حق تعالیٰ کے نزدیک ذلیل و خوار ہے۔ ہاں وہ علماء و مشائخ جو دنیا سے رغبت نہیں رکھتے اور جاہ، ریاست، مال بلندی کی محبت سے آزاد ہیں دراصل علمائے آخرت اور انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔

کتاب کی اشاعت ثانیہ تشنگان علم و معرفت کے لیے علمی خزانے کی مانند ہو گی۔ قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی ادبی، علمی، قلمی، روحانی، خدمات اور ان کی شاعری، تخلیقات اور تصوّف پر مشتمل ''خزینۃ المشائخ'' کتاب ادبی دنیا کی ''کوہ ہمالیہ'' جیسے بلند چوٹیوں کی مانند ہے۔ جن کو سر کرنا، جن پر پہنچنا، جن کو سمجھنا اہل فکر و نظر کے لیے ایک خزینے سے کم

نہیں۔ داداجان سے نسبی اور مورثی تعلق اپنی جگہ لیکن علمی مقام اور انکی کتاب کا اعتراف ایک ادنیٰ طالب علم کے لیے ضروری ہے۔

اللہ پاک ہمارے داداجان ابو الحقائق قاضی عبد الحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائے اور میرے والد محترم قاضی شہزادہ عرفان الحق نیرؔ صاحب کی اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین

مولوی ہر گز نہ شُد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد
یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء

(حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

”لا دین لمن لا شیخ له و من لا شیخ له فشیخه الشیطان“

”جس کا کوئی مرشد نہیں وہ بے دین ہے اور شیطان اسے گمراہ کرتا ہے۔

خزینۃ المشائخ

مؤلف

ابوالحقائق قاضی عبدالحق ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ

(فاضل دارالعلوم نعمانیہ لاہور و دارالعلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ)

دارالاشاعت: فیض القرآن قطبال ضلع کیملپور

ہدیہ انتساب

میں اپنی تالیف ہذا کو حضور ﷺ کی ذات گرامی سے منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔ جن کے فیض کرم کی فروانی سے ناچیز کو علمی تابانی کی جرأت اور بنی نوع انسان کو منصب شرافت کی عزت و درخشانی کا شرف ملا۔ خدا کرے قیامت میں بھی اسی ہستی دلربا کا ساتھ نصیب ہو۔

خیر البشر ہے تُو تو خیر الامم وہ قوم!
جس کو ہے تیری ذات گرامی سے انتساب

مخلص ملت:

قاضی عبدالحق ہاشمی حنفی الچشتی قطبالوی عفی عنہ

تاثرات

خزینۃ المشائخ

از: استاذ العلماء والمشائخ، شیخ الحدیث والدّین، الحاج حضرت علامہ قاضی محب ُالنبی الہاشمی صاحب
(صدر الافاضل والمفتیین جامعہ رضویہ ضیاء العلوم سبزی منڈی راولپنڈی)

الحمدُ للہِ العلیِّ العظیم، والصلاۃُ والسلامُ علی النبیِّ ذی الإحسانِ العمیم۔

کتاب خزینۃ المشائخ کے مضامین کا مطالعہ اس خادم العلماء نے کیا جس سے معلوم ہوا کہ کتاب ہذا ایک صحیح عالم فاضل معلم کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اپنے مصنف کے علمی کمال و فضل کی آئینہ تاباں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے استدعا ہے کہ اس کتاب کو منظور فرما کر بطفیل حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم مصنف کے لیے ذریعہ نجات اور خلق خدا کے لیے باعث ہدایت بنا ہے۔ آمین ثم آمین!

تاثرات

از: شمع الہدایت والدّین مولانا مولوی فیض احمد صاحب
(صدر المدرسین دار الافتاء والتدریس دار العلوم
جامعہ غوثیہ دربار چشتیہ مہریہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی)

الحمد للہ و کفی والسلام، علی عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً علی سید ولدِ آدم و خاتم الانبیاء وعلیٰ آلہ المجتبیٰ واتباعہ الاولیاء الاصفیاء۔

امابعد!

مکرمی مولانا قاضی عبد الحق ہاشمی صاحب کی کتاب خزینۃ المشائخ مطالعہ سے گزری، کتاب ہذا بفضل تعالیٰ سلوک و تصوّف کے بہت سے مفید مسائل پر مشتمل ہے۔ جن کی اس دورِ مادیت میں شدید ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مولف موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

تاثرات

از: مولانا مولوی محمد سعید الرحمٰن صاحب
(صدر مدرس دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ (رجسٹرڈ) ہری پور ہزارہ)

بزرگان کی صحبت سے دل اور ایمان تازہ ہوتا ہے اور ترقی دین حاصل ہوتی ہے۔
اس کتاب کے مطالعہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ روشنی ایمان حاصل ہو گی۔ آمین

تاثرات

از: مخزن عرفان صاحبزادہ حافظ محمد صفی الرحمٰن علوی القادری

(دربار خضریہ قادریہ چھوہر شریف ہری پور ہزارہ)

خزینۃ المشائخ مولفہ قاضی عبدالحق ہاشمی صاحب کے عنوانات تصوّف مدلل طرز بیانی، دلچسپ اور رغبت شریعت کا لاجواب خزانہ ہے۔ جسمیں سلوک و تصوّف کے پیچیدہ مسائل کو عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے جس کا مطالعہ متلاشیان حق کے لیے درس ہے۔ نیز فاضل مولف نے طریقت و معرفت کو جزء شریعت ہونے کے ثبوت میں جانفشانی کی ہے وہ لائق ستائش و صد تحسین ہے۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ کتاب کا مطالعہ عوام الناس دور حاضرہ کے لیے مفید اور نفع بخش ثابت ہو گا۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عمل خیر کی توفیق عطا فرمائے اور فاضل مؤلف کو جزائے خیر کی نعمتوں سے سرفرازی بخشے۔ آمین

تاثرات

از: قاضی صبغۃ اللہ صاحب
(قاضی القضاۃ علاقہ آگرور ضلع ہزارہ)

کتاب خزینۃ المشائخ علم تصوّف کے اصول و قواعد کا قیمتی مجموعہ ہے۔ جسے فاضل مصنف نے بڑی کاوش اور محنت سے اصلاح عوام الناس کے لیے نادر ونایاب ذخائر سے اکٹھا کیا ہے۔ طرفہ یہ کہ اس کے مفید مضامین کو کمال دلربائی سے پیش کیا گیا ہے۔ جسے بار بار پڑھنے کے باوجود بھی طبیعت سیر نہیں ہوتی۔ غرض کتاب ہذا درس وسلوک کے مفید اور ضروری مسائل پر مشتمل ہے جو استفادہ عوام الناس کے لیے عقیدہ اہلسنت والجماعت کا بہترین ذخیرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق اور صاحب مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

تاثرات

از: زاہد و متقی عارف باللہ مولانا صاحبزادہ محمد اصغر علی صاحب نقشبندی القریشی العثمانی
(دربار مستال شریف ضلع راولپنڈی)

میں نے خزینۃ المشائخ کو پڑھا۔ دور حاضرہ کے حالات کے مطابق بہترین کتاب ہے اور سلوک مشائخ کو جاننے کا بہترین ذریعہ ہے۔ بے شک یہ کتاب ہدایت الناس کے لیے صبح صادق ہے۔ اللہ تعالیٰ فاضل مصنف مولانا قاضی عبد الحق ہاشمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اجر عظیم عطا فرمائے اور امت مسلمہ کو راہ مستقیم کی توفیق بخشے۔

تاثرات

از: مولانا حافظ عبد الغفور صاحب
(مہتمم جامعہ غوثیہ بھابڑا بازار راولپنڈی)

خزینۃ المشائخ مصنفہ مکرمی مولانا محترم قاضی عبد الحق ہاشمی صاحب کے مفید اقتباسات نظر سے گزرے۔ ماشاء اللہ کتاب ہذا واقعی خزینۃ الکمالات اولیاء عظام کا مجموعہ ہے۔ جو دور حاضرہ کی صحیح راہنمائی کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی جمیل کو مسلمانوں کے لیے مشعل راہ اور ان کے لیے اجر جزیل اخروی کا ذریعہ بنائے۔

تاثرات

از: سیف سنت أحناف مولوی محمد عبد الوہاب صاحب
(قریشی العلوی نوشہروی الہزاروی)

خزینۃ المشائخ مؤلفہ محترم جناب قاضی عبد الحق ہاشمی صاحب فی الحقیقت موجودہ دورِ مادیت اور گمراہی میں مبتلا عوام کے لیے روشن چراغ ہے۔ جس کا مطالعہ اثرات شیطانی ومہلک امراض روحانی اور تزکیہ نفس کے لیے نعمت غیر مترقبہ ہے اس میں پاکیزگی نفس کے لیے ذخائر تصوّف کا سمندر کوزے میں بند کیا گیا ہے میں اہل اسلام کی خدمت میں اس کے پڑھنے اور پیروی کرنے کی پر زور اپیل کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نیکی کی توفیق عطا فرمائے اور مؤلف کو جزائے خیر کے لازوال خزینہ سے مالا مال فرمائے۔

تاثرات

از: فاضل قرأت سبعہ، رئیس القرأ، قاری المقری حافظ محمد عبد الرزاق صاحب
(مدرس فیض الاسلام ہائی سکول راولپنڈی)

خزینۃ المشائخ کے مضامین عوام و خواص اہل اسلام کے لیے معرفت و روحانیت کا گرانمایہ خزانہ ہیں۔ جس کے مطالعہ سے یقیناً تصوّف کی روشنی حاصل ہوتی ہے اور بزرگان دین کے قرب و رفاقت کا کمال لازوال حاصل ہوتا ہے۔

بزرگوں کی صحبت بڑی چیز ہے
خدا دے یہ دولت بڑی چیز ہے

تاثرات

از: محترم جناب راجہ غلام قادر صاحب غبارؔ
(بانی و مہتمم و نگران ماہنامہ فیض الاسلام و یتیم خانہ انجمن فیض الاسلام راولپنڈی)

خزینۃ المشائخ مؤلفہ قاضی عبد الحق ہاشمی مسلک تصوّف کے گرانمایہ معلومات کا ذخیرہ ہے۔ جو مشائخ و علمائے کرام اور عوام کے لیے یکساں مفید ہے۔ مؤلف نے پیچیدہ مسائل تصوّف کے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے، مسائل علمیہ کی طرز تحریر دلربا اور اشعار کی موزونیت سے بے حد دلچسپی پیدا کی گئی ہے۔ طرفہ یہ ہے کہ تمام مسائل کو شریعت نبوی سے وابستہ کر کے مؤلف نے علماء سے خراج تحسین حاصل کیا ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ہزاروں کتب تصوّف کی موجودگی میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس در بے بہا کے حصول کی توفیق بخشے۔

خطبہ تمہید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

"الحمد للہ ربّ العالمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین ومن اتبع مشائخ المھتدین أجمعین برحمتك یا أرحم الراحمین۔"

امابعد!

خداوند تعالیٰ کا تعلق حضور ﷺ کے تعلق سے پیدا ہوتا ہے اور حضور ﷺ کی اطاعت و پیروی سے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے جس کی پاسداری اور استحکام وبقاء کے لیے حضور ﷺ نے صحابہ و مجاہدین سے وقتاً فوقتاً جو عہد و پیمان لیے اِسے شرعاً بیعت کہتے ہیں۔ جس کی عملی پیروی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر معروف مشائخ عظام بسلسلہ قادریہ وچشتیہ، نقشبندیہ وسہروردیہ سے دنیائے اسلام میں جاری ہے۔ جس کی اہمیت "الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ ومن لا شیخ لہ لا ایمان لہ" سے ظاہر ہے۔ یعنی پیرومرشد اپنی قوم میں بوجہ ہدایت ورشد مانند نبی امت کے لیے ہے۔ اور جس کا کوئی پیر نہیں اس کا ایمان نہیں۔ کیونکہ شیخ متبع شریعت کا تعلق سلامتی ایمان کا ذریعہ ہے۔ بے شک خدارسیدہ بزرگوں کی رہبری سے انسان نیک بن جاتا ہے۔ عقائد کی درستی اعمال و افعال کی اصلاح ہو کر اس کے قلب و جگر کا رجوع الی اللہ ہو جاتا ہے اور وہ گمراہی وبدکاری سے بچ جاتا ہے۔

بنا دیتی ہے خاک کو کیمیا!
بزرگوں کی صحبت بڑی چیز ہے

انسان نفسیاتی طور پر اپنے ہم جنس کی صحبت کا ذوق رکھتا ہے۔ اس سے متاثر ہونا اصولاً طبع انسانی میں داخل ہے۔ ازیں سبب اچھی صحبت سے عمدہ اثر لینا یقینی ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں صالحین سے تعلق پیدا کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ جس کی عملی پیروی سے انسان مقرب خداوند تعالیٰ اور خلاف ورزی سے راندۂ خالق و مخلوق ہو جاتا ہے۔

جلیس حق ہے جو بیٹھے خداوندوں کی محفل میں
جو ان سے دور ہوتا ہے خدا سے دور ہوتا ہے

خزینۃ المشائخ بزرگان طریقت کی ترغیب کا لاجواب خزانہ ہے جس سے علم و روحانیت اور علم شریعت کی پیروی حاصل ہوتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ طبع عزم راسخ میں شریعت و طریقت کا میلان پیدا ہو گا جس کے فیض اثر سے ہر دل نورِ ایمان سے منور اور ہر گھر شمعِ رحمت الٰہی سے بقعۂ نور ہو سکتا ہے۔ حضور ﷺ نے توحید و رسالت کے دوام بقاء کے لیے اتباع شیخ کی نسبت سے اہل ایمان کو پابند شرع کی فضیلت بخشی۔ یہ وہ فیض نبوت تھا جس کے جذبہ ایثار سے شہید کربلا شاکر و صابر سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے محفوظ عن الخطا جگر پاروں سمیت ناموس اسلام پر پروانہ وار قربان ہو گئے اور اپنے خون مقدس کی آبیاری سے گلشن اسلام کو جہاد و شہادت کی رنگینی سے شرف بار کیا۔

جسے چاہا جس رنگ میں رنگ دیا
رنگساز کی رنگت بڑی چیز ہے

آنحضرت ﷺ نے سلسلہ بیعت کو شرعی پابندی اور اصلاح امت کے لیے منجانب اللہ جاری فرمایا۔ لہٰذا مرشد کامل کی بیعت کا حقیقی مقصد تابع شریعت ہونے کا عملی اقرار ہے۔ جسے اپنانے سے اسلام کو حیاتِ تابندگی کے ساتھ قوتِ ایمان کو فروغ پذیری

اور استحکام ملی کی جہانگیری کا شرف حاصل رہا ہے۔ دستِ پیشوا میں ہاتھ دینے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے تعبیر فرما کر سلسلہ بیعت کو عظیم الشان استحکام عظمت عطا فرمایا جس سے پہلو تہی آیت صریح کے انکار میں لزوم کفر ہے۔

یداللہ فوق ایدیھم لکھا فرقان میں دیکھو!
خدا کا ہاتھ دستِ پیشوا معلوم ہوتا ہے

عوام مصائبِ دنیا سے پریشان ہو کر فیض روحانیت کی تلاش میں دربدر پھرتے دکھائی دیتے ہیں۔ حالانکہ تمام وقتی مصائب خداوند تعالیٰ کی نافرمانی و رُوگردانی سے پیدا ہوتے ہیں۔ بیعتِ مرشد اور حصول روحانیت کا منشا اطاعت خداوندی ہے جس کی پابندی ان شاء اللہ تعالیٰ ازالہ مصائب و شافع الامراض کا از خود معالجہ ثابت ہو گی۔ جیسے مہلک امراض کے مریض طبی اصولوں کی پابندی و پرہیز سے شفایاب ہو جاتے ہیں بعینہٖ روحانی معالجین مریضان مصائب و آلام کو عبادتِ الٰہی کی پیروی سے شفائے کل حاصل ہوتی ہے اور پھر یہی شرعی پابندی اُن کے لیے مستقل طور پر جملہ مہمات و مشکلات کا سدّباب بن جاتی ہے۔ اس لیے مرشد روحانی کی پیروی فیوضِ ربانی کا سرچشمہ ہے جس کے فیض اثر سے ظاہری و باطنی امراض خبیثہ سے رہائی اور ذوق عبادتِ الٰہی کا جذبہ پیدا ہوتا اور یہیں سے اسلام کے مسحور کن کمالات و عجائب کی درخشانی جلوہ گر ہوتی ہے۔ جس کے اثر سے مولانا روم علیہ الرحمۃ جیسی بلند پایہ ہستی یوں دُرفشاں ہوتی ہے۔

چوں تو ذاتِ پیر را کردی قبول
ہم خُدا در ذاتش آمد ہم رسول

جس طرح دنیاوی حکمران فتوح ملک کے لیے قوموں کو غلام بناتے اور ترغیب حکمرانی کا چرچا پھیلاتے ہیں۔ اسی طرح مشائخ و علماء درس انسانیت کے علمبردار اور دنیائے عالم کے لیے امن و سلامتی کے پیامبر ہوتے ہیں۔ وہ دلوں کو حسن سیرت سے تسخیر کرتے، انہیں پاکیزگی روح کی ہدایت بخشتے اور گمراہی و بدعملی سے نجات دلاتے ہوئے

خداوند تعالیٰ کے تابع فرمان بناتے ہیں۔ گویا روح انسانی کو لطافت و پاکیزگی اور شرافتِ امتیازی سے بہرہ ور کرنے والے یہی خدا رسیدہ بزرگ ہیں جنہیں دنیاوی تعیش سے بیزاری، خلق خدا کی دلداری دلق و سجادگی سے بڑھ کر مطلوب ہوتی ہے۔ بے شک یہی طریقت مقبول خداوند تعالیٰ ہے جس سے فلاح انسانیت اور صراط مستقیم کی منزل طے ہوتی ہے۔ بے شک ایسی طریقت لائق صد تحسین و آفرین ہے۔ جس کی تبلیغ و روحانی سرگرمیوں سے کفر وضلالت کی تاریکیوں کی بجائے شمعِ اسلامی کی مشعلیں روشن ہوں۔ ایسی برگزیدہ ہستیوں کے زینت اطوار عہد حاضرہ کی خوابیدہ و مدہوش انسانوں کی سیاہ بختیاں یقیناً انوار شریعت سے بدل سکتی ہیں۔

خداوندا! خدام اہل طریقت کو حضور ﷺ کی ہو بہو سیرت و کردار اور شرعی پیروی کا وہ جذبہ دلدار عطا فرما۔ جس سے وہ بزرگان سلف کی عملی تقلید کے ساتھ ملت اسلام کی تقدیر کو اصول شریعت کی تنویر سے بدل سکیں۔ خدا کرے ایسی شمعِ ہدایت سے اہل اسلام کے سینے اور گھرانے شمس و قمر سے بڑھ کر منور اور نور پھیلاتے نظر آئیں۔

لہٰذا طریقت منشائے حقیقت اور پیروی شریعت حضور ﷺ ہے۔ یہ وہ خدمت ہے جو خموشِ دلق وسجادگی سے بدرجہا بہتر ہے۔ الٰہی ہمیں ایسی طریقت کی پیروی عطا فرما جس سے آنحضرت ﷺ کی محبت واطاعت اور تیری رضاجوئی و قربت خصوصی نصیب ہو۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست

بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست۔

ترجمہ: ”طریقتِ مخلوق کی خدمت کے سوا کچھ نہیں۔ صرف تسبیح مصلیٰ اور گودڑی سے طریقت نہیں آتی۔

خادم شریعت وطریقت

ابوالحقائق قاضی عبدالحق حنفی الچشتی قطبالوی عفی عنہ

بزرگان دین کی قربت وپیروی سے سعادت دارین حاصل ہوتی ہے

بارگاہ الٰہی تک پہنچنے کے لیے حضور ﷺ کے توسل اور پیر و مرشد کے تعلق کو اہمیت دی گئی ہے، کیونکہ انسان کو نفس و شیطان کے مکر و فریب کا ہر وقت خطرہ دامن گیر رہتا ہے۔ لیکن پیر کامل اور رہبر طریقت خداوند تعالیٰ کی حضوری و مقبولیت کی بنا پر گم کردہ راہ لوگوں کو راہبری وہدایت کی تلقین کرتے ہیں۔

قرآن مجید نے بزرگان دین کو کس پیارے انداز سے یاد فرمایا ہے:۔

"یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ" (سورۃ بنی اسرائیل، آیت:۷۱)

ترجمہ: "قیامت میں تمام لوگ اپنے امام (پیرومرشد) کے ساتھ پکارے جائیں گے۔"

اس اہمیت کی بنا پر کسی باشریعت بزرگ سے تعلق پیدا کرنا ضروری ہے جس کے توسل سے دل میں عبادت الٰہی کا شوق پیدا ہو اور خداوند تعالیٰ کے فراواں کرم نوازیوں سے بہرہ ور ہو سکیں۔ اس لیے مرشد حضور الٰہی کی ترسیل کا ذریعہ ہے بجز اس کے مقصدِ گوہر کے کھو جانے کا اندیشہ ہے۔

جس کی تائید عارف رومی علیہ الرحمۃ کے ارشاد سے ظاہر ہے:۔

گر جدا بینی زحق تو خواجہ را
گم کنی ہم، متن و ہم دیباچہ را

ترجمہ: "اگر تو اپنے خواجہ (مُرشد) کو حق سے جُدا دیکھے۔ تو تو متن اور دیباچہ دونوں کو گُم کر بیٹھے۔ (یعنی پھر تو نے اپنی ابتداء اور اصل کو ہی کھو دیا)

توسل بزرگان کی چند روشن روایات برائے افادہ عوام الناس پیش خدمت ہیں:۔

- یوسف علیہ السلام کو زلیخا نے مصر میں گناہ کی طرف مائل کرنے کے لیے کمرہ میں بند کر دیا۔ آپ نے اس ہولناک مشکل میں اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کو یاد فرمایا جو اس وقت کنعان میں تھے۔ آپ نے بیٹے کی روداد پریشان قوتِ نبوت کی عظیم الشان خصوصیت سے سن کر انکی امداد فرما کر لغزش سے بچالیا۔
- حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ وعظ فرما رہے تھے کہ ہوا میں ایک چیل ایک ہی جگہ چکر لگا کر چیخنے لگی۔ آپ نے اس کی طرف نظر کی اور فرمایا:۔ یَارِیْحُ خُذِیْ رَأْسَ ھٰذِہٖ الْحُدَاۃِ۔ اے ہوا اس چیل کا سر پکڑ لے۔

بس اتنا فرمانا تھا کہ چیل تڑپتی ہوئی نیچے آگری اور اس کا سر الگ جا گرا۔ جب آپ وعظ فرما چکے تو چیل کا سر دھڑ پکڑ کر اکٹھا کیا اور فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بس اتنا ہی فرمانا تھا کہ چیل زندہ ہو کر ہوا میں اڑنے لگی اور تمام مجمع نے مشاہدہ کیا۔

ایک دفعہ دریائے دجلہ میں سیلاب آگیا۔ لوگ گھبرا کر حضور غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے استغاثہ اور مدد چاہنے لگے۔ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنا عصائے مبارک لے کر دریا کی طرف چل پڑے اور کنارہ دریا پر پہنچ کر پانی کے اصل حد پر وہ عصا گاڑ دیا اور فرمایا "اِلٰی ھٰھُنَا" اے پانی بس یہیں تک۔ اتنا فرمانا تھا کہ پانی نے گھٹنا شروع کر دیا اور عصائے مبارک تک آگیا۔

ایک دفعہ آپ وعظ فرما رہے تھے کہ بارش ہونے لگی۔ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے آسمان کی طرف منہ کیا اور کہا "اَنَا اَجْمَعُ وَاَنْتَ تَفَرِّقُ اُھِیَ" میرے تیرے ذکر کے لیے لوگوں کو جمع کر رہا ہوں اور تو انہیں منتشر کر رہا ہے۔ بس اتنا ہی کہنا تھا کہ بارش فوراً تھم گئی جلسہ کے باہر بدستور جاری رہی مگر جلسہ گاہ میں بارش بند ہوگئی۔ (بہجۃ الاسرار، صفحہ: ۶۵ تا ۷۵)

- خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف نافع السالکین میں لکھا ہے کہ ایک شخص کو راستے میں چوروں نے آلیا اور اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنے شیخ کی طرف متوجہ ہو کر ہمت باطنی سے امداد طلب کی اور حاضر ہونے کو کہا۔ اسی وقت ان بدبخت چوروں نے ایک سوار کو آتے دیکھا اور اس کے خوف سے بھاگ نکلے اور اس شخص نے دشمن سے نجات پائی۔ (نافع السالکین)
- حضرت خواجہ مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے تصرف روحانی سے اپنے بھانجے چن پیر کو حکم پھانسی کے دن سیشن جج راولپنڈی کی کرسئ فیصلہ پر موجود ہو کر آپ نے اپنی قلم کرم نواز سے کاغذات پھانسی میں بری لکھ کر اور اس دن تمام پھانسی ہونے والے مجرموں کو تختۂ قضاء کی اجل سے بفضل تعالیٰ بچالیا۔

منٹگمری کے ایک شخص پر مقدمہ چل رہا تھا۔ جب وہ سپرد سیشن ہوا تو ملزم نے حضرت کا اسم گرامی بغرض آخری زیارت گواہان صفائی میں درج کر دیا۔ سیشن جج نے بدوں ترسیل سمن حضور والا کے ملزم کو اس خیال سے بری کر دیا کہ جس شخص کی صفائی حضرت خواجہ مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ دے رہے ہیں وہ کیسے مجرم ہو سکتا ہے۔

گو پیر بہت سے اور بھی ہیں احسن ان کے طور بھی ہیں
مگر تم ہو سب میں بھلی یا خواجہ سید مہر علی

عوام الناس کی دینی تدریس کے لیے دار العلوم جامعہ غوثیہ کا انعقاد اور آپ کی مندرجہ ذیل معروف تصانیف جلیلہ طالب حق کے لیے زندۂ جاوید کرامت ہیں۔ جن کے فیوضات وبرکات دنیائے عالم میں مانند خورشید درخشاں ہیں۔

سیف چشتیائی، تحقیق الحق، شمس الهدایت، عجالہ
بردو سالہ، اعلاء کلمۃ اللہ فی بیان ما اھل بہ لغیر اللہ۔

کلمہ حق، تحقیق الحق، شمس ہدایت، نور طبق
تالیف لطیف ہیں تیری بھلی یا خواجہ سید مہر علی

- حضرت خواجہ محمد عبد الرحمٰن چھوہروی علیہ الرحمۃ کی مسجد میں اتفاقاً چراغ میں تیل ختم ہو گیا۔ خادم نے چراغ میں پانی ڈال دیا تو چراغ بدستور جلنے لگا۔ جس کا معمول چھ ماہ تک جاری رہا۔ خادم نے اس عجوبہ کا تذکرہ حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے کیا۔ آپ نے فرمایا !"اگر تم اس راز کو ظاہر نہ کرتے تو عمر بھر پانی سے ہی چراغ جلتا رہتا۔"

آپ نے ظاہری علوم سے اُمی ہونے کے باوجود درود و صلوٰۃ الرسول کے تیس پارے بطرز بخاری شریف تصنیف فرمائے جو سیرت النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم کی مکمل شرح ہے۔ نیز دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور ہزارہ کا ۱۳۲۸ھ سے تاہنوز خدماتِ دینی کا سر انجام دینا آپ کے فیوضات و کرامات کا عالمتاب ثبوت ہے۔ (ملفوظات چھوہروی)

- **حضرت خواجہ محمد قاسم موہڑوی علیہ الرحمۃ کی توجہ سے چور قطب بن گیا۔**

علاقہ پاکستان سے ایک چور آیا۔ لوگوں نے کہا حضرت صاحب بوڑھے ہیں دربار میں صاحبزادے موجود نہیں اور ان کے پاس بہت خزانہ ہے۔ چور چوری کرنے کے ارادے سے دربار میں حاضر ہوا۔ حضرت صاحب نے بڑی عزت سے اسے کرسی پر بٹھایا۔ چور نے عشاء کے وقت اپنا لباس اتار کر ڈاکوؤں کا لباس پہنا اور چوری کے ارادے سے چشمے کے قریب بیٹھ گیا۔ حضرت نے چائے پلانے والے خلیفہ کو آواز دی کہ ایک ناواقف آدمی چشمے پر بیٹھا ہے اور ہمارے پاس آنے کا ارادہ کرتا ہے چند آدمی ہمراہ لے جا کر اسے پاس لا دیں۔ خلیفہ صاحبان نے چور کو پکڑ کر حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ چور کی بدنی طاقت سب زائل ہو گئی تھی۔ حضرت صاحب نے سب کنجیاں چور کے ہاتھ میں دے

دیں۔ لو اے فرزند! جتنا خزانہ ہے سب لے جاؤ اور میرے مکان کی دیواریں نہ توڑنا کیونکہ میں بوڑھا ہوں مجھ میں مکان تعمیر کرنے کی قوت نہیں ہے۔ چور نے کہا میں لاکھ لاکھ بار قربان ہو جاؤں آپ کی ہستی پر اور کہا کہ مجھے دنیاوی خزانہ کی اب ضرورت نہیں ہے۔ مجھے وہ خزانہ عنایت فرما دیں جو آپ کے قلبِ تجلی میں ہے۔ چور نے کہا جناب محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک چور کو قطب بنا دیا تھا آپ مرد کامل ہیں۔ اس لیے مجھے مرد کامل بنا دیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چور کے سر پر دستار بندی کر کے نگاہ رحمت سے اسے قطبِ زماں بنا دیا۔

(لمحات الانوار فی مقاصد الابرار مصنفہ خواجہ غلام محی الدّین دربار نیریاں شریف آزاد کشمیر)

- **حضرت خواجہ قاضی غلام یحیٰ صاحب قطبالوی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ خواجہ محمد قاسم موہڑوی رحمۃ اللہ علیہ**

۱: عرس مبارک حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لیے معہ چند طلباء کے اسٹیشن قطبال سے گولڑہ شریف روانہ ہوئے۔ ایک ساتھی کو ٹکٹ کے لیے بھیجا اور باقی گاڑی میں بیٹھ گئے سخت ہجوم کی بنا پر ٹکٹ نہ ملا۔ گاڑی چل پڑی مجبوراً وہ ساتھی بلا ٹکٹ گاڑی میں سوار ہو گیا۔ اسٹیشن گولڑہ شریف پہنچ کر قاضی صاحب کی خدمت میں ٹکٹ نہ ملنے کی معذرت پیش کی۔ لیکن جب اسٹیشن ماسٹر نے ٹکٹ طلب کئے تو قاضی صاحب نے تمام ساتھیوں کے ٹکٹ اپنی جیبِ روحانی سے نکال کر دیئے۔ اس عجوبہ سے متاثر ہو کر ناچیز نے کرایہ تانگہ اور اخراجات چائے کے لیے آپ کو مجبور کیا۔ آپ نے باوجود جیب میں رقم نہ ہونے کے اپنے تصرفات روحانی سے جملہ اخراجات مرحمت فرمائے۔

۲: جامع مسجد ہٹیاں علاقہ کشمیر میں ڈوگرہ حکومت کے مظالم قرآن مجید کی توہین، قربانی گائے کی ممانعت، مسلمانوں کی حقوق تلفی کے خلاف جلسہ عوام الناس میں عملہ پولیس کی موجودگی میں زبردست تقریر کی جسکے ہیجان انگیز خطرہ سے

مجبور ہو کر پولیس نے آپ کو گرفتار کرنا چاہا۔ مگر نظام حکومت کے باوجود آپ نے تقریر کو جاری رکھا اور اختتام جلسہ کے بعد آپ امن وامان سے اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے باوجود انتہائی کوشش کے مخالفین آپ کو دیکھنے اور گرفتاری سے محروم ونادم رہے۔

۳: درس وتدریس فیاضی علم کے علاوہ دعوتِ شیرازی کی طرح آپ کا دستر خوان یگانوں بیگانوں کے لیے بلا تخصیص ہر وقت موجود رہتا تھا۔ جس کی مدح سرائی مخالفین کی زبانی سنی جاتی ہے۔ اتفاقاً چند رافضی بھوک سے بے تاب ہو کر آپ کی مسجد میں حاضر ہوئے۔ آپ نے اسی وقت ان کے آرام وطعام کا خاطر خواہ اہتمام فرمایا جس سے متاثر ہو کر انہوں نے برملا طور پر کہا کہ ہم نے آج تک کہیں اہل سنت وجماعت میں ایسا برتاؤ نہیں دیکھا۔ اکثر بے سہارا مسافر آپ کی شہرت کے تحت بلا کھٹکے آپ کے دستر خوان پر آجاتے اور دعوتِ چائے کا دور تو عوام وخواص کے لیے ہر وقت جاری رہتا تھا۔

جلیس صحبت میں سے کسی نے کیا خوب تاثر کا اظہار کیا ہے:۔

مریضانِ محبت کو ہماری چائے کافی ہے
صدا آتی ہے پیالی سے پی لو اللہ شافی ہے

بے شک پیر ومرشد فضل الٰہی کا وسیلہ ہوتے ہیں جن کے ذریعے خداوند تعالیٰ سے دعا وحاجات طلب کرنا حصول فیض کی ضمانت ہے۔ حضور ﷺ کی ہستی تو فیوض وبرکات کا مرکز ہے اور بزرگان دین اِسی مرکز سے پیوستہ ووابستہ ہو کر عوام الناس کو فیض بخش رہے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس تو نورانی پاور ہاؤس ہے جو دنیا بھر کے لیے شمعِ نور ہدیٰ ہے۔ پیران عظام اس برق نورانی کے بلب اور علمائے دین اس کی تاریں ہیں۔ جن کے باہمی تعلق سے نور حضور ﷺ کی پر شفاف کرنیں دنیائے عالم میں آفتاب ومہتاب

کی طرح درخشاں ہیں اس لیے بزرگانِ دین اور علمائے دین کے توسل سے دین و دنیا کی برکتیں، حضور ﷺ کی محبت، پیروی شریعت اور خدائے وحدہ لاشریک کی الفت پیدا ہوتی ہے۔

جیسے آتش خورشید کی ضیابار کرنیں بلاشیشہ کسی کپڑا اور روئی کو نہیں جلا سکتی ایسے ہی بلاتوسل پیر کامل کے انسانی دلوں کو گرمانا مشکل ہے۔(جس طرح سورج کی تیز آگ شیشے کے بغیر روئی تک نہیں پہنچ سکتی، اس طرح بندہ بھی مرشدِ کامل کی رہنمائی کے بغیر نور الٰہی اور معرفت حق تک نہیں پہنچ سکتا)

لہٰذا پیر و مرشد کے تعلق سے دلوں کی کثافت و آلودگی دور ہو کر انہیں مثل شفاف آئینہ کے پاکیزگی میسر ہوتی ہے۔ جس کی معمولی سی عکس جمال الٰہی کی چمک دل پر اثر انداز ہوتی ہے۔

نے شود نور خدا بے پیر حاصل بندہ را
آتش خورشید بے شیشہ رسد کے پنبہ را

ترجمہ: ”بغیر پیر و مرشد کے بندہ کو نور خدا حاصل نہیں ہوتا سورج کی تپش بغیر شیشہ کے روئی کو کیسے پہنچ سکتی ہے۔“

صحبت صالحین سے دل کی تاریکیاں نور ایمان سے بدل جاتی ہیں

نیک لوگوں کا ساتھ (صحبت) عجیب نفع بخش دولت ہے۔ جس کے لیے مقبولین انبیاء نے بھی بار گاہ الٰہی سے استدعا کی تھی۔ خداوند تعالیٰ اہل اسلام کو یہی ذوق محبت عطا فرمائے۔ ہر دل شمعِ اسلام کے نور سے منور و روشن ہو کر دنیائے عالم کی تاریکیوں کو صبحِ اسلام کے نور سے بدل ڈالے۔

چند معروف انبیاء وصالحین کی قابل تقلید مثالیں پیش خدمت ہیں:۔

۱: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی استدعا۔

”رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ“ (سورۃ الشعراء، آیت:۸۳)

ترجمہ: ”اے رَبّ مجھے حکمت عطا فرما اور نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے۔“

۲: حضرت سلیمان علیہ السلام کی استدعا۔

”وَاَدْخِلْنِيْ بِرَحْمَتِكَ فِيْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ“ (سورۃ النمل، آیت:۱۹)

ترجمہ: ”اے مولا مجھے اپنی رحمت سے نیک لوگوں میں داخل فرما۔“

۳: حضرت یوسف علیہ السلام کی استدعا۔

”اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ“

ترجمہ: ”اے اللہ دنیا و آخرت میں تو ہی میرا ساتھی ہے۔ مجھے اسلام کی حالت میں موت عطا فرما، اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔(سورۃ یوسف، آیت:۱۰۱)

۴: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد:۔

"مِثْلُ الْجَلِيسِ الصَّالِحِ والْجَلِيسِ السُّوءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ۔ "(مشکوۃ شریف، حدیث:۴۱۸)

ترجمہ:"نیک ساتھی اور برے ساتھی کی مثال کستوری اٹھانے والے اور بھٹی پھونکنے والے کی ہے۔"

۵: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"حُبُّكَ الفُقَراءَ مِن أخلاقِ المُرسَلين، وإيثارُكَ مُجالستَهُم مِن علاماتِ الصالحين، وفِرارُكَ مِنهُم مِن علاماتِ المنافقين."

(فیض القدیر، 1/109)

ترجمہ:"درویشوں سے محبت رکھنا انبیاءِ مرسلین علیہم السلام کے پاکیزہ اخلاق میں سے ہے، اُن کی صحبت و مجلس کو اختیار کرنا اہلِ صلاح کی نشانی ہے، اور اُن سے کنارہ کشی و گریز منافقین کی علامت ہے۔"

انبیاء کرام علیہم السلام وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں جو خود تو معصوم عن الخطاء ہیں مگر اُمت عاصی اور ہماری فلاح و ترغیب کے لیے انہوں نے مذکورہ دعاؤں میں نیک اور پاکیزہ لوگوں سے تعلق پیدا کرنے کی خواہش کی ہے۔

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اچھے ساتھی کی مثال کستوری بیچنے والے سے دی جو مفت میں اپنا دماغ معطر کر لیتا ہے۔ مگر برے ساتھی کی مثال آگ کی بھٹی میں کھال پھونکنے کی ہے۔ جو اس کے دھوئیں سے دماغ خراب کرتا ہے۔

لہٰذا نیک لوگوں کی صحبت سے محبتِ رسول اور پرہیز گاری حاصل ہوتی ہے اور اس سے علیحدگی اختیار کرنا منافقوں کا کام ہے۔

رومی علیہ الرحمۃ نے بزرگوں کی صحبت کو کیمیا سے تعبیر کیا ہے۔

ہم نشینی مقبلاں چوں کیمیا است
چوں نظر شاں کیمیائے خود کجا است

ترجمہ: ”مقبولوں کی ہم نشینی مثال کیمیا ہے۔ جب ان کی نظر کیمیا ہے تو ان کا اپنا مقام ومرتبہ کتنا بلند ہو گا۔“

سعدی شیزاری رحمۃ اللہ علیہ نے بزرگان دین کے متعلق کیا خوب ترغیب دی ہے۔

گلے خوشبوئے در حمام روزے — رسید از دست محبوبے بد ستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری — کہ از بوئے دلاویزے تو مستم
بگفتا من گلے نا چیز بودم — ولیکن مدتے باگل نشستم
جمال ہم نشیں درمن اثر کرد — وگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

ترجمہ:۔ ایک روز حمام میں خوشبودار مٹی مجھے اپنے محبوب کے ہاتھ سے ملی۔ اس سے میں نے پوچھا کہ تو مشک ہے یا عنبر کہ تیری دل آویز خوشبو سے میں مست ہو گیا ہوں۔ اُس نے جواب دیا کہ میں ایک ناچیز مٹی تھی لیکن ایک مدت تک پھول کی قربت میں رہی ہوں۔ ہم نشین کے جمال نے مجھ میں یہ اثر بیدار کیا وگرنہ میں وہی خاک ہوں جو کہ ہوں۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے حمام کی خوشبودار مٹی جو کستوری و عنبر کی سی مستی رکھتی تھی اس کی عجیب کیفیت سے متاثر ہو کر حقیقت دریافت کی تو مٹی نے اپنی حالت انکساری صحبت گل کی ہم نشینی ظاہر کی۔ جب مٹی میں پھول کی رفاقت سے اس کی خاصیت خوشبو بدل سکتی ہے۔ تو نیک سیرت خوش اطوار بزرگان دین کی صحبت سے انسان ضرور نیک ہو سکتا ہے۔ آج سینما و تھیٹر و ناچ گانے کی بُری محافل نے معاشرہ اسلامی کو فحاشی و مغربیت کا افسوسناک شکار بنا رکھا ہے۔ جس سے متاثر ہو کر شرافت اور تہذیب اسلام گم ہو چکی ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں اپنی عزت وناموس گم ہوتے دیکھ کر بھی احساس نہیں ہوتا۔

یہ سب کچھ اسلام سے بے راہ روی اور بری محفلوں میں جانے کا نتیجہ ہے۔ جہاں تک ہو سکے نیک لوگوں اور بزرگوں کی صحبت اختیار کریں جس کے اثر سے آپ کی سیرت و کردار بہتر ہو سکیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

ترجمہ: ”نیک لوگوں کی صحبت تجھے نیک بنادے گی
اور برے لوگوں کی صحبت تجھے برا بنادے گی۔

مرشد وسیلہ اِلیٰ الرسول ﷺ اور رسول وسیلہ اِلیٰ اللہ ہیں

فرمان باری تعالیٰ ہے: "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"

(سورۃ المائدہ، آیت:۳۵)

ترجمہ: "اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو، اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور جہاد کرو تاکہ تم خلاصی پاسکو۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل چار ضروری باتوں پر عمل کرنے کی ہدایت فرمائی ہے:۱: اللہ کے ساتھ ایمان لانا۔ ۲: خدا سے ڈرنا۔ ۳: جہاد فی سبیل اللہ۔ ۴: تلاش وسیلہ۔

چونکہ ہر ایک کام کسی تعلق سے ہی انجام پذیر ہوتا ہے۔ اس لیے وسیلہ کو استقلال ایمان کے لیے بہت اہمیت دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لیے رحیم و کریم ہے اور اسے ہر صورت انسان کی فلاح و بہبود مطلوب ہے۔ جس کے لیے انبیاء و مصلحین تشہیر و تبلیغ کی کوشش کرتے رہے اور جس کی اتباع حضور ﷺ، صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے لے کر صالحین امت تک بدستور جاری ہے۔ یہی لوگ خالق و مخلوق کے درمیان رابطہ و تعلق پیدا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو پابندی شریعت کی ہدایت کرتے اور برائی سے روکتے ہیں۔ عالم اسباب میں جہاں ہر ایک کام کی سرانجامی خیر کے لیے کسی راہبر کی ضرورت لاحق ہے۔ تو پھر قرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے کسی باکمال راہبر کی کیونکر نہ ضرورت ہو گی۔ پیر کامل خالق اور مخلوق کے درمیان حائل شدہ حجابات دُور کر کے باہم

تعلق پیدا کرتے ہیں۔ اسباب ظاہری میں جیسے بدوں تخم ریزی کسی چیز کی روئید گی ناممکن ہے۔ ایسے ہی بلا راہبر منزل شریعت کی راہ کو تلاش کرنا مشکل ہے۔

کتاب ”مفتاح اللطائف“ نے ”وَابۡتَغُوۡۤا اِلَيۡهِ الۡوَسِيۡلَةَ“ سے مراد قرآن مجید محمد رسول اللہ ﷺ اور وسیلہ مرشد لیا ہے۔ اہلِ معرفت نے وسیلہ سے مراد وہ اسباب ہدایت لیے ہیں جو بندے کو قربِ الٰہی تک پہنچائیں۔ قرآنِ مجید سرچشمہ ہدایت ہے اور رسول کریم ﷺ اس ہدایت کے کامل معلم و مفسر ہیں لیکن عام انسان کے لیے قرآن و سنت کی صحیح فہم اور اس راہ پر استقامت، کسی صاحبِ بصیرت مرشد و مربی کی راہنمائی اور صحبت سے میسر آتی ہے اس اعتبار سے مرشد وسیلہ اِلٰی الرسول اور رسول کریم ﷺ وسیلہ قرب الٰہی ہیں۔

بَیعت و صحبتِ شیخ کی اہمیت پر صوفیائے کرام نے بڑی تاکید فرمائی ہے، اور یہ امر احادیثِ مبارکہ میں مذکور تزکیۂ نفس اور صالحین کی معیت سے متعلق تعلیمات سے بھی مؤید و مستفاد ہے۔ چنانچہ صوفیائے عظام فرماتے ہیں کہ:۔

”لا دین لمن لا شیخ له ومن لا شیخ له فهو شیطان۔“

(مفتاح اللطائف الرسالہ قشیریہ صفحہ:۲۳۸)

ترجمہ: ”جس کا مرشد نہیں اس کا دین نہیں اور جس کا مرشد نہیں وہ شیطان ہے۔“

کیونکہ ”من لا شیخ له فشیخه شیطان“ اُس کا کوئی مرشد نہیں اس کا مرشد شیطان ہے۔

نیز ”اطلب الرفیق ثم الطریق۔“ ترجمہ: ”پہلے ساتھی تلاش کر پھر راستہ چلو۔“

مذکورہ امثلہ کی روشنی میں جہاں دنیوی سفر کے لیے آشنائے سفر کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو پھر ترسیل منزل حقانی کے لیے کسی پیشوائے ربانی کی کیونکر ضرورت لاحق نہ ہو گی۔ جو خطرناک اور دشوار راستوں سے بے خطر منزل مقصود تک پہنچادے۔ لہٰذا یہ کام

وسیلہ مرشد سے ہی بخیر انجام پذیر ہو سکتا ہے۔ مرشد کی لاتعلقی سے گمراہی کا خطرہ ہے۔ جسے جہالت کی موت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ جیسی جلیل القدر ہستی نے حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ سے حصول فیض روحانی کا یوں اعتراف کیا ہے:۔

شمس تبریز کہ نور مطلق است آفتاب است وز انوار حق است
آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیلت باید از وے رومتاب

ترجمہ: ''شمس تبریز جو کہ نور مطلق ہیں۔ وہ آفتاب ہیں اور حق کے انوار سے ہیں۔ آفتاب خود آفتاب کی دلیل بن کر آیا۔''

نفس و شیطان کی دنیا میں رہتے ہوئے انسان کا بدکاری سے بچ نکلنا مشکل و دشوار تسلیم کیا گیا ہے۔ کیونکہ قدم قدم پر ابلیس راہزن انسان کو فریب دے رہا ہے جب انسان دنیوی سفر میں ناواقفیت کی بنا پر بھول جاتا ہے تو پھر تقربِ الٰہی کی منزل بدوں امدادِ راہبر کے کیونکر طے ہو سکتی ہے یہ دشواری پیر کامل کے تعلق سے ہی دور ہو سکتی ہے۔

پیر را بگزیں کہ بے پیر ایں سفر
ہست پُر آفت و خوف و خطر۔
کاندریں راہ بارہا تو رفتہ
بے قلاوز اندر آن آشفتہ

کارخانۂ قدرت میں جب ظاہری امراض کا معالجہ طبیبوں اور ڈاکٹروں سے کیا جاتا ہے اور بروقت علاج سے اکثر لوگ شفایاب بھی ہو جاتے ہیں۔ قیاس بریں ابلیس لعین کے اتباع سے ہزاروں قلوب انسانی امراض باطنی کا شکار ہیں اور ان کے مہلک جراثیم باہم دگر تیزی سے نفوذ کرتے جا رہے ہیں۔ جن کی شفایابی بجز معالجہ روحانی ناممکن ہے ایسے نازک دور میں کسی باکمال معالجِ روحانی کی طرف رجوع کریں جس کے تعلق اور معالجہ سے آپ کو شفا کلی نصیب ہو سکے۔ کیونکہ نفسِ سرکش کی ہلاکت بجز پیر طریقت کے مشکل ہے۔ جس

کی تائید رومی علیہ الرحمۃ کے قول سے ظاہر ہے۔

ہیچ کس نکشد نفس را جز ظل پیر
دامن آن نفس کش را سخت گیر

ترجمہ: ”اس نفس کو مارنے والے کا۔ دامن مضبوطی سے پکڑ لے۔“

گمراہی و بدکاری کی وجہ سے دل میں سیاہی اور نفرت پیدا ہوتی ہے۔ گویا انسان بظاہر مسلمان کہلاتا ہے۔ مگر اس کا دل نیکی و عبادت سے یکسر عاری ہوتا ہے۔ جیسے کسی لیمپ اور گیس کا شیشہ جب استعمال سے سیاہ ہو جاتا ہے وہ روشنی دینے سے عاجز ہو جاتا ہے۔

بنابریں ظلمت کفر اور نافرمانی اسلام سے قلبِ انسانی گرد آلودہ اور سیاہ ہو کر اس سے تمیز دین و ایمان گم ہو جاتی ہے جس سے اسلامی افعال و اعمال کی دلچسپی مفقود ہو جاتی ہے۔ اُس کا دل ہر وقت گمراہی اور شیطانی رغبت و میلان کا گرویدہ رہتا ہے اور اس پر زمین شور کی طرح وعظ و نصیحت بے اثر ہو جاتی ہے۔ ایسے نازک وقت میں پیر کامل کے تعلق سے ہی اس کا دل نور ایمان سے صیقل و منور ہو سکتا ہے۔ ورنہ پیر کی لاتعلقی سے جرائم و گناہ کی رغبت بڑھ جاتی ہے۔

کہ اے بے پیر تا پیرت نہ باشد
ہوائے معصیت دردِ دل خراشد

گویا لغزش و گمراہی سے بچنے کے لیے اور راہ راست پر چلنے کے لیے راہبر کامل کا وسیلہ از حد ضروری ہے۔ جس کی ہدایت و رشد سے یہی پتلۂ خاکی روحانی تابناکی سے بدل کر مقرب خداوند تعالیٰ ہو سکتا ہے اور وسیلہ کی مضبوط کڑی سے منسلک ہو کر آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کی حضوری اور پھر آپ کے فیض روحانی سے قرب غفوری حاصل کر لیتا ہے اور توسل کی روحانی بھٹی میں شرف رنگینی سے بہرہ ور ہو کر غوث و ابدال و قطب کے لاثانی منصب جلیلہ پر جلوہ گر ہو سکتے ہیں۔

غوث ابدال و قطب انسان کا رتبہ کر دیا
مرتبہ اس خاک کے پتلے کا کیا کیا کر دیا

بیعت سے شرعی استحکام اور کردار ذیشان حاصل ہوتا ہے

فرمان باری تعالیٰ ہے:۔

- اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا

ترجمہ: ”اے نبی جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں بے شک وہ اللہ سے بیعت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ہاتھ اوپر ہاتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے۔ پس جو شخص توڑے گا عہد بے شک توڑ گیا اوپر نفس اپنے کے اور جو شخص پورا کرے گا عہد جو اس نے اللہ سے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو اجر عظیم دے گا۔“ (سورۃ الفتح، آیت:۱۰)

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

- لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿١٨﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿١٩﴾

ترجمہ: ”تحقیق راضی ہوا اللہ تعالیٰ مومنوں پر جس وقت اُنہوں نے بیعت کی تجھ سے اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درخت کے نیچے پس ان کے دل کی بات معلوم ہوئی پس اتاری اللہ نے ان پر سکینہ اور انکو فتح مندی دی۔ جلد وہ بہت مال غنیمت حاصل کریں گے اور اللہ تعالیٰ غالب

حکمت والا ہے۔(سورۃ الفتح، آیت:۱۸،۱۹)

مصطفیٰ کریم ﷺ نے فرمایا:۔

- ”وَعَنْ عَمْرِو بنِ الْعَاصِ قَالَ: ”أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقلت ابْسُطْ يَمِينك فلأبايعك فبسط يمينه قَالَ فَقَبَضْتُ يَدِي فَقَالَ مَا لَكَ يَا عَمْرُو قلت أردْت أَن أشْتَرط قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا قُلْتُ أَنْ يُغْفَرَ لِي قَالَ أما علمت أَنَّ الْإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ وَأَنَّ الْهِجْرَةَ تَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهَا وَأَنَّ الْحَجَّ يهدم مَا كَانَ قبله۔“

ترجمہ:”حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اپنا داہنا ہاتھ پھیلایئے تاکہ میں آپ سے بیعت کروں۔ آپ ﷺ نے اپنا داہنا ہاتھ پھیلا دیا، تو میں نے (بیعت کرنے سے) اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:”اے عمرو! کیا بات ہے؟ میں نے کہا: میں ایک شرط لگانا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:”تم کیا شرط لگانا چاہتے ہو؟“ میں نے کہا: یہ کہ میرے (پچھلے) گناہ معاف کر دیے جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں، اے عمرو! کہ اسلام (قبول کرنا) اس (ہر برائی) کو مٹا دیتا ہے جو اس سے پہلے تھی، اور ہجرت (کرنا) اس (ہر برائی) کو مٹا دیتی ہے جو اس سے پہلے تھی، اور حج (کرنا) اس (ہر برائی) کو مٹا دیتا ہے جو اس سے پہلے تھی۔“

(مشکوۃ المصابیح، حدیث:۲۸)

- وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُولُ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِلَّا قَالَ: "لَا إِیمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَۃَ لَہُ وَلَا دِینَ لِمَنْ لَا عَھْدَ لَہُ" رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِی شُعَبِ الْإِیمَانِ۔"

ترجمہ: "روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہا انہوں نے وعظ فرمایا ہم کو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے نہیں ایمان اس کے لیے جو امانت دار اور نہیں دین اس کے لیے جو وعدہ پورا کرنیوالا نہیں۔(مشکوۃ، حدیث:۳۵)

- "مَنْ خَلَعَ یَدًا مِنْ طَاعَۃٍ لَقِیَ اللّٰہَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا حُجَّۃَ لَہُ، وَمَنْ مَاتَ وَلَیْسَ فِی عُنُقِہِ بَیْعَۃٌ مَاتَ مِیتَۃً جَاھِلِیَّۃً۔"

ترجمہ: "حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا! جس نے میری تابعداری سے ہاتھ کھینچا قیامت میں اللہ تعالیٰ کے پاس اس کی سچائی کے لیے کوئی دلیل نہ ہو گی جو شخص مر گیا اور اس کی گردن میں میری بیعت نہ ہوئی وہ جاہلیت کی موت مرا۔(مسلم شریف، حدیث:۱۸۵۱)

عورتوں کی بیعت:۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

- "یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰہِ شَیْـًٔا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَھُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُھْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَہٗ بَیْنَ اَیْدِیْھِنَّ وَاَرْجُلِھِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْھُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَھُنَّ اللّٰہَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ"

ترجمہ: "اے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ جب آپ کے پاس مسلمان عورتیں اس

شرط پر بیعت کے لیے آئیں کہ نہ شریک کریں کسی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ، نہ چوری کریں، نہ زنا کریں، نہ قتل کریں اولاد اپنی کو اور نہ بہتان کریں وہ جو ان کے ہاتھ پاؤں کے سامنے ہیں اور نہ نافرمانی کریں آپ کی نیکی میں تو آپ ان کو بیعت کرلیں اور ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

(سورۃ الممتحنہ، آیت:۱۲)

عورتوں کی بیعت کا طریقہ:۔

- "اَمَّا بَیْعَۃُ النساءِ فَبَانْ یَّاخُذَ الشیخُ طَرَف ثَوبٍ وَّالتی یُبَایِعُ طَرْفَۃَ الاخَرَۃ۔"

ترجمہ: "عورتوں کی بیعت کی طریقہ یہ ہے کہ مرشد کپڑے کا کنارہ پکڑے اور بیعت ہونے والی (عورت) اس کا دوسرا کنارہ پکڑیں۔"

بیعت ہونے والا بالغ، عقلمند رغبت والا ہو:۔

- "یَجِبُ اَنْ یَکُوْنَ الْمُبَایِعُ بَالِغًا رَاغِبًا وَّقَدْ جَآءَ فِی الحدیث۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ هِشَامٍ رضی الله عنه: أَنَّ أُمَّهُ زَيْنَبَ بِنْتَ حُمَيْدٍ ذَهَبَتْ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بَايِعْهُ، فَقَالَ: "هُوَ صَغِيرٌ"، فَمَسَحَ رَأْسَهُ وَدَعَا لَهُ، وَكَانَ يُضَحِّي بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ۔"

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی والدہ زینب بنت حمید انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! ان سے بیعت لے لیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ ابھی چھوٹا ہے"، پھر آپ ﷺ نے ان کے

سر پر دستِ شفقت پھیرا اور ان کے لیے دعا فرمائی۔ (بعد میں) وہ اپنے تمام گھر والوں کی طرف سے ایک ہی بکری کی قربانی کیا کرتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ بیعت نہ فرمایا۔" (صحیح البخاری، کتاب الأحکام، حدیث:۷۲۱۰)

تکرار بیعت:۔

- "إِنَّ تَكْرَارَ الْبَيْعَةِ عَنِ الرَّسُولِ ﷺ مَأْثُورٌ، وَكَذٰلِكَ عَنِ الصُّوفِيَّةِ، أَمَّا مِنَ الشَّيْخَيْنِ فَإِنْ كَانَ لِمَوْتِهِ أَوْ لِغَيْبَتِهِ الْمُنْقَطِعَةِ، وَأَمَّا بِلا عُذْرٍ فَإِنَّهُ تَلَاعُبٌ، وَيَذْهَبُ عَنِ الْبَرَكَةِ، وَيَصْرِفُ قُلُوبَ الشُّيُوخِ عَنْ تَعَهُّدِهِ۔"

ترجمہ:۔ "بے شک بیعت کا اعادہ کرنا حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے ثابت ہے، اور صوفیائے کرام کے ہاں بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ البتہ اگر دو شیخوں سے تعلق کسی عذر کی بنا پر ہو مثلاً پہلے شیخ کا وصال ہو جائے یا اس سے ایسا انقطاع ہو جائے جو رجوع سے خالی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔"

لیکن بغیر کسی عذر کے بار بار بیعت کرنا محض کھیل تماشہ ہے، جو برکت کو زائل کر دیتا ہے، اور مشائخ کے دلوں کو اس شخص کی تربیت و نگرانی سے پھیر دیتا ہے۔"

بیعت عقبہ اولیٰ:۔

۱۲ ھ کو بعد ہجرت بارہ آدمی دولت ایمان سے مشرف ہوئے جنہوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے عہد بیعت کے شرائط ذیل طے کئے۔

۱: ہم خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کیا کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہیں

بنائیں گے۔

۲: ہم چوری وزنا نہیں کریں گے۔

۳: ہم اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گے۔

۴: ہم کسی پر جھوٹی تہمت نہیں لگائیں گے اور نہ کسی کی چغلی کیا کریں گے۔

۵: ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہر ایک اچھی بات میں کیا کریں گے۔

(رحمۃ للعالمین، صفحہ:۹۶، جلد اول، مصنف قاضی محمد سلیمان ندوی۔ حبیب خدا صفحہ:۷۰، مصنف مولوی اشرف علی تھانوی)

بیعت عقبیٰ ثانیہ:۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبلیغ اسلام اور لوگوں کی تعلیم کے لیے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ جو مدینہ میں دین کی منادی کیا کرے تھے۔ آپ قرآن مجید کی رو سے اسلام کا مقصد سمجھایا کرتے تھے جو شخص دین قبول کرتا آپ اسے نہلا دھلا کر اور پاک کپڑے پہنا کر کلمہ شہادت پڑھاتے تھے۔ آپ کی کوشش سے پہلے سعد بن معاذ ایمان لائے اور پھر ان کی رفاقت سے قبیلہ بن عبد الاشہل ایک دن میں شام تک تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی تعلیم اسلام کے اثر اور شہرت سے اگلے سال ۱۳ھ میں تہتر مرد اور تین عورتیں یثرب سے مکہ آئے۔ (رحمۃ للعالمین، ص:۱۰۰، جلد: اول، مصنف قاضی محمد سلیمان ندوی)

خلاصہ مطلب:۔

بیعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ جس کی پیروی قرآن مجید اور احادیث حضور سے ثابت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتباع شریعت کذب وغیبت، چوری وزنا اور قتل وبہتان سے بچنے کے لیے اور جہاد اسلام کے لیے بیعت اور مختلف مواعید مسلمانوں سے لیے۔

پہلی دلیل: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرنا اللہ تعالیٰ سے بیعت کرنا ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یدِ قدرت نبی اکرم ﷺ کے ہاتھ پر ہے۔ پس حضور ﷺ کی بیعت اور اسکا ایفاء اللہ کی پیروی کے تحت اجر عظیم ہے۔

دوسری دلیل: میں حضور ﷺ سے بیعت کرنے والوں کو مومنین سے یاد فرمایا گیا۔ بیعت رضوان درخت کے نیچے حضور ﷺ نے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے افواہ شہادت کے طور پر مسلمانوں سے لی تھی جو آزمائش تابعداری تھی جس کے صلے میں خداوند تعالیٰ نے انہیں فتح ونصرت کی بشارت دی۔

تیسری دلیل: میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے حضور ﷺ کی بیعت ثابت ہے جس میں طلب بخشش کی حضور سے دعا کرائی گئی۔

چوتھی دلیل: میں واعظ حضور ﷺ سے امانتداری اور وعدہ پورا کرنے کی ہدایت کی گئی۔

پانچویں دلیل: میں حضور ﷺ کی تابعداری سے کوتاہی کرنے والوں کو قیامت کی رسوائی اور جہالت کی موت مرنے کی خبر دی گئی۔

چھٹی دلیل: میں عورتوں کی بیعت اس شرط پر کرنے کا حکم دیا گیا کہ وہ شرک، چوری، زنا، قتل اولاد اور بہتان و نافرمانی سے بچنے اور حضور ﷺ بیعت و تابعداری کو بخشش الٰہی کا ذریعہ بتایا گیا۔

ساتویں دلیل: میں عورتوں کی بیعت کرتے ہوئے مرشد کو کپڑے کا ایک سرا اپنے ہاتھ میں اور دوسرا مرید ہونے والی کے ہاتھ میں پکڑا کر بیعت کرنے کی ہدایت کی گئی۔

آٹھویں دلیل: میں بالغ عقلمند رغبت و شوق رکھنے والے مسلمان کو بیعت کرنے اور نابالغ کے لیے صرف دعائے خیر کی توجہ دلائی گئی۔

نویں دلیل: میں باشرع کی بیعت کرتے ہوئے دوسری جگہ بیعت کرنے سے منع

کیا گیا جس سے برکت ضائع ہونے کا اندیشہ ہے مگر غیر شرعی پیر کی بیعت توڑ کر پابند شرع پیر سے بیعت کرنے کا حکم دیا گیا۔

دسویں دلیل: میں بیعت عقبیٰ اولیٰ کی رو سے بارہ آدمی مسلمان ہوئے جنہوں نے حضور ﷺ سے بیعت کر کے شرک و گناہ سے بچنے کا عہد کیا۔

گیارہویں دلیل: میں بیعت عقبہ ثانیہ کی رو سے حضور ﷺ کی تبلیغ سے تمام قبیلہ بنی الاشہل مسلمان ہو گیا اور صحابہ کے ذریعہ مدینہ منورہ میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ جس کے اثر سے اکثر لوگ مسلمان ہو گئے۔

مذکورہ بالا تشریح و دلائل سے مشائخ عظام کی بیعت دست بدستی حضور ﷺ کے خداوند تعالیٰ تک پہنچتی ہے جس کا مقصد شرعی پابندی، شرک و بدعت اور جملہ برائیوں سے بچنے کی تاکید کرنا ہے تاکہ مسلمانوں میں حضور ﷺ کی مکمل تابعداری و پیروی جاری رہے۔ بزرگان چاروں سلاسل قادریہ و چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ شمع روحانیہ کے پرتو ہیں۔ انکی ضیاء باری اہل ایمان کے قلب و نظر کے لیے مثل آفتاب عالمتاب درخشاں ہے۔ نیز بزرگان دین کی سرگرمیوں سے دنیا کے گوشہ گوشہ میں نور اسلام چمکا اور اب بھی اس کی بقائے تابانی کے لیے مشائخ کرام کی نگاہ فیض بار کی اشد ضرورت ہے۔ جو حضور ﷺ کے سجادہ و جانشین ہوتے ہوئے نور مہتاب کی طرح مینار عالم تاب بن کر دنیا بھر کو اسلامی سیرت و کردار سے بقعہ نور بنانیکی کوشش کریں۔

صراط منزل عرفاں دکھادی دہر والوں کو
محمد ﷺ لیکر ایسی شمعِ نور ہدی آئے

سلاسل اربعہ کی بیعت عہد خداوندی کی عملی حلف وفاداری ہے

سلاسل اربعہ میں سے ہر ایک سلسلہ اور اس کے متبعین اپنے آپ کو دیگر سلاسل سے افادیت و فضیلت کا علمبر دار گردانتے ہیں لیکن یہ زہد و تقویٰ کی بلند پایہ منزل ہے جو بلحاظ ریاضت و عبادت اپنی محنت شاقہ کے اپنے مقام پر فیض اثر رکھتی ہے چونکہ اس سے مقصد خدا اور رسول کی اطاعت و پیروی ہے جس کے لیے چاروں بزرگان طریقت سے پیروی شریعت کی فیوضات جاری ہیں جن کی طریقت مندرجہ ذیل قدرتی طریق سے مطابقت رکھتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے مقبول فرشتے چار ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام۔

☆ کتب آسمانی چار ہیں۔ توریت، زبور، انجیل، قرآن مجید۔

☆ انبیائے مرسلین چار ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

☆ طریق شریعت چار ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔

☆ شرعی ازدواجی کی اجازت بھی چار تک ہے۔

☆ مدارج تصوّف چار ہیں۔ شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت۔

☆ خلفائے راشدین صحابہ چار ہیں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ

عنہ۔ حضرت سیدنا علی المرضیٰ رضی اللہ عنہ۔

☆ عناصر چار ہیں۔ آگ، پانی، ہوا، مٹی۔

☆ سلاسل تصوّف چار ہیں۔ چونکہ اکثر مقبول ترین قدرتی امورات چار سے متعلق ہیں لہٰذا سلاسل بیعت بھی چاروں طریق قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی سے جاری ہیں۔

مرید کا پیر کے ہاتھوں میں ہاتھ دینا عہد خداوندی کی عملی فرمانبرداری کی شہادت ہے۔ جیسے حلف سلطانی گورنر وزراء کے ہاتھ پر اور حلف افواجِ ملی کسی اعلیٰ فوجی افسر کے ہاتھ پر لیا جاتا ہے اور عہد وفاداری کے طور پر ان سے ہاتھ ملایا جاتا ہے، ہمیں صورت مرید بھی عہد خداوندی کی پاسداری کے لیے اپنے پیر ومرشد سے شرعی پابندی کے طور پر ہاتھ ملاتا ہے۔ مرید کے معنی ارادہ رضا الٰہی کے طور پر شیخ سے بیعت کرنے اور اس کے ہاتھ پر بک جانے کے ہیں۔ اس لیے مرید ہونے کے بعد کوئی شخص بھی خلاف شرع نفسانی حرکات نہیں کر سکتا۔ اگر وہ خواہش نفسانی کے تابع ہو جائے تو بیعت کا حقیقی مقصد ختم ہو جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کرام کی بیعت رضوان، بیعت جہاد اور شرعی عہد وپیمان جو کئے گئے ہیں انہوں نے تادم زیست اس کی پابندی ووفاداری کا ثبوت دیا ہے اس سنت نبوی کے تحت سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلے سے بیعت کرنا اور شرعاً اس کی پابندی کرنا لازم ہے۔ ورنہ فیوض وبرکات سے محروم اور عند اللہ مجرم ہو گا۔

علمائے دیوبند کی تائید بھی یہی ہے۔

جو شیخ پورا پابند شریعت غراء اور متبع سنت بیضا ہو۔ اس سے بیعت ہو۔ خواہ وہ کسی طریقہ اور خاندان کا ہو کہ جملہ طریق وخاندان حق ہیں اور سب موصل الی اللہ ہیں۔ نیز علاوہ بریں اتباع جملہ طریق میں ایسا ہی ارتباط ہے۔ کہ ہر ایک خاندان دوسرے خاندان

سے مربوط ہے۔ مثلاً جو نقشبندی ہے وہ چشتی و قادری و سہروردی بھی ہے۔ کیونکہ اکثر مشائخ نے مختلف خاندانوں سے فیض حاصل کیا ہے۔ مثلاً حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ باوجودیکہ ان کا طریقہ نقشبندیہ مشہور ہے۔ مگر وہ چشتی و قادری بھی ہیں اور جن کے مشائخ چشتی ہیں وہ نقشبندی اور قادری وغیرہ بھی ہیں۔ پس تفریق غیر مناسب ہے۔

(عزیز الفتاویٰ و فتاویٰ دار العلوم دیوبند، صفحہ:۲۸۔)

سلسلہ قادریہ کا تعارف اور فیوضات

اس سلسلہ کے بانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانی البغدادی علیہ الرحمۃ ہیں جو غوث الاعظم کے لقب سے عوام میں مشہور ہیں۔

حسب ونسب:۔

سید عبد القادر بن سید عبد اللہ صالح بن سید عبد اللہ جیلی بن سید یحییٰ زاہد بن شمس الدّین محمد زکریا بن سید ابی بکر داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبد اللہ صالح بن سید موسیٰ الجون بن سید عبد اللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن سید امام حسن بن علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

بیعت وخلافت:۔

آپ نے خلافت روحانی حضرت شیخ ابو سعید بن علی المخزومی المتوفی ۵۱۳ھ سے حاصل کی، جن کا سلسلہ بیعت ذیل ہے۔

قاضی القضاۃ شیخ ابو سعید نے خلافت شیخ ابو الحسن علی بن محمد القرشی سے انہوں نے حضرت شیخ علاؤ الدّین ابو الفرح طرطوسی انہوں نے حضرت شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز سے انہوں نے شیخ معروف کرخی سے انہوں نے حضرت سید داؤد طائی سے انہوں نے حضرت سید حبیب عجمی سے انہوں نے حضرت خواجہ حسن بصری سے انہوں نے امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سرکار دوعالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض روحانیت حاصل کیا۔

ولادت وتربیت مع کرامت:۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کے دن آپ کے والد ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے بحالت خواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مع صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور اولیائے عظام کے اپنے مکان میں جلوہ گر دیکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے سارا مکان بقعۂ نور ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبارکبادی کے ساتھ فرمایا! ''کہ فرزند شیخ اعظم اور قطب زماں ہو گا۔ جو اللہ تعالیٰ کا محبوب نظر اور میر الخت جگر ہو گا۔'' یہ مبارک خواب دیکھتے ہی آپ کے والد بیدار ہو گئے اور سیدنا حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو یکم رمضان المبارک ۴۷۱ھ ملک فارس مقام گیلان میں جلوہ گر پایا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ نے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دودھ پلانا چاہا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دودھ نہ پیا اور سارا دن یہی کیفیت رہی۔ لیکن جب شام ہوئی تو افطاری کے ساتھ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دودھ نوش فرمایا اور تمام ماہ رمضان اسی شرعی احترام سے گزارا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کم سنی میں والد محترم کے سایہ سے محروم ہو گئے۔ اپنے نانا حضرت سید عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کے آغوش رحمت میں پرورش پائی۔ پانچ برس کی عمر میں مکتب اسلامیہ میں داخل ہوئے۔ ملائکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی پاسبانی اور خدمت کے لیے ساتھ جاتے اور لوگوں کو کہتے کہ اس ولی اللہ کو بیٹھنے کی جگہ دو۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ انتہائی ذہانت کی بنا پر سترہ برس کی عمر میں علوم دینی سے فارغ ہو گئے اور مزید علوم ظاہری و باطنی کے اشتیاق میں ۴۸۹ھ میں بغداد تشریف لے گئے اس وقت وہاں خلیفہ المستنجد باللہ کی حکومت تھی بغداد میں علوم وفنون کا دریا موجوں پر تھا۔ آپ مدرسہ نظامیہ میں داخل ہو گئے اور ابوزکریا یحییٰ تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم ریاضی اور منطق مع معقولات حاصل کئے۔ علم ادب شیخ زکریا بن علی سے حاصل کیا۔ علم حدیث حضرت ابو سعید بن عبد الکریم، شیخ ابو غالب محمد بن حسین باقلی اور علامہ ابو القائم محمد بن محمد جیسے علمائے کرام سے پڑھا۔

علم فقہ:۔

علمِ فقہ حضرت ابو سعید بن مبارک مخزومی الحنبلی، ابو الوفا علی بن عقیل اور ابو محمد بن حسن بن محمد سے پڑھا۔

علم تفسیر:۔

علم تفسیر حضرت ابو القاسم علی ابو یحییٰ عبد اللہ سے پڑھا۔ آپ بارہ سال تک مدرسہ نظامیہ میں تحصیل علم میں مصروف رہے۔ آپ کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کو دیکھ کر علامہ ابو سعید نے آپ کو اپنے مدرسہ کا صدر مدرس مقرر کر دیا اور خود گوشہ نشین ہو گئے۔

تدریسی و تبلیغی منظر:۔

حضور کے مسند علم پر جلوہ گر ہوتے ہی ہزاروں طلباء پروانوں کی طرح جمع ہو گئے۔ آپ کے علوم ظاہری و باطنی کا شہرہ دُور تک پھیل گیا۔ آپ مختلف اوقات میں طلباء کو چودہ علوم کا درس دیا کرتے تھے۔ آپ کے شاگردوں کی لاتعداد جمعیت تھی۔ لیکن بلند پایہ معروف علماء ابراہیم بن یسار، محمد بن احمد بختیار، عبد اللہ الاسعدی، مدافع بن احمد، ابو محمد عبد اللہ بن ابو الحسن نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض علم حاصل کیا۔

جمعہ کے دن جامع مسجد میں سوموار اور بدھ کے دن جامع اسلامیہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وعظ سننے کے لیے اس قدر ہجوم ہو جاتا کہ کہیں جگہ نہ ملتی۔ آخر کار شہر سے باہر عید گاہ کا انتظام کیا گیا جہاں آپ مخلوق خدا کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیان دلآویز پر ستر ہزار سے زائد افراد جمع رہتے تھے۔

اسرار و معارف کی شیریں بیانی، توحید و سنت کی خوش کلامی کی وجد آفرینی سے لوگوں پر بے قراری و مدہوشی کا یوں عالم طاری ہوتا کہ کسی کا کلیجہ شق ہو جاتا اور کئی عالم بے خودی میں واصل بالحق ہو جاتے۔ ہزاروں یہودی و عیسائی حلقہ اسلام میں داخل ہو جاتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس خوبی و محاسن کی درخشانی میں ۵۲۱ھ تا ۵۶۱ھ چالیس برس تک خدمت تبلیغ سرانجام دی۔

زہد وعبادت:۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت باوضو اور ہمیشہ روزہ دار رہتے۔ تمام رات نوافل میں بسر ہوتی۔ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔ ساری عمر میں کوئی نماز باجماعت قضا نہ ہوئی۔ نماز تہجد کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر سحری تک ایک قرآن مجید ختم فرماتے تھے۔

کثرت نوافل سے آپ کے پاؤں میں ورم آ گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت گزاری کی دنیا میں نظیر نہیں ملتی۔ اکانوے برس کی عمر میں بتاریخ سترہ ربیع الثانی بروز شنبہ ۵۶۱ھ بعد از نماز عشاء آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا اور بغداد میں اپنے مدرسہ جامعہ اسلامیہ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں لاتعداد لوگوں نے شرکت کی۔

ازواج واولاد:۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبوی کے تحت یکے بعد دیگرے چار شادیاں کیں۔ جن میں سے تعداد اولاد مذکر ستائیس اور اولاد تانیث بائیس تھی۔ موجودہ سادات گیلانی آپ کی اولاد میں سے ہیں۔

فیوضات قادریہ:۔

سلسلہ قادریہ غوثیہ میں منصب اعلیٰ پر فائز المرام ہونے کی بناء پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی غوث الاعظم کے ممتاز منصب سے مشہور ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت عون قطب شاہ مورث اعلیٰ اعوان نے طریقت حاصل کی۔ جن کی تبلیغی سرگرمیوں سے پاک و ہند میں سلسلہ قادری جاری ہوا۔ اس سلسلہ کی معروف و مقتدر شخصیات درج ذیل ہیں:۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شاہ عبد العزیز

محدث دہلوی، اعلیٰ حضرت مجدد ملت احمد رضا خان فاضل بریلوی، حضرت خواجہ مہر علی شاہ گولڑوی۔

تالیف و تصانیف:۔

غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب اور قصیدہ غوثیہ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصانیف ہیں جو راسخ العقیدہ جویانِ حق کے حصول ہدایت اور فیض روحانیت کے لیے مشعل راہ ہیں۔

(فتح المبین، اعجاز غوثیہ، عروۃ الوثقیٰ، تاریخ باب الاعوان، تاریخ تذکرہ الکرام)

سلسلہ چشتیہ کا تعارف اور فیوضات

اس سلسلہ کے بانی حضرت خواجہ معین الدّین چشتی علیہ الرحمۃ ہیں۔ جو خاندان چشتیہ میں سلطان المشائخ اور غریب نواز کے لقب سے مشہور ہیں۔

حسب ونسب:۔

سید خواجہ معین الدّین بن سید غیاث بن سید کمال الدّین بن سید احمد حسین بن سید نجم الدّین بن سید عبد العزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن سید امام موسیٰ کاظم بن سید امام جعفر صادق بن سید امام محمد باقر بن سید زین العابدین بن سید الشہداء سیدنا امام حسین بن سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔

بیعت وخلافت:۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت روحانی حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے محترم شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے خواجہ ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے محمد بن احمد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے خواجہ ابو محمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے ابو اسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے خواجہ ممشاد سے، انہوں نے ابو ہبیرہ البصری انہوں نے خواجہ خزیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے خواجہ ابراہیم ادہم بلخی بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے خواجہ ابن عیاض سے انہوں نے خواجہ عبد الواحد رحمۃ اللہ علیہ سے انہوں نے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض وروحانیت حاصل کیا۔

ولادت وتربیت:۔

حضرت خواجہ سید معین الدّین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ۱۴ رجب المرجب بیوم دوشنبہ ۵۳۶ ھ مقام چشت علاقہ سیستان سید غیاث الدّین رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں عالم ظہور میں تشریف فرما ہوئے جہاں حضرت خواجہ ابواسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ کی درسگاہ علم وعرفان کا فیض جاری تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ایسے پر آشوب اور پر فتن زمانے میں ہوئی کہ جس دور میں علمائے ربانی اور مشائخ حقانی سولی کی نذر کئے گئے اور مصائب ناگفتہ کا نشانہ بنائے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار نے حالات متذکرہ سے متاثر ہو کر یہاں سے ہجرت کر کے خراسان کو رونق بخشی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بعمر پندرہ سال شفقت پدری کے سایہ سے محروم ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ترکہ میں ایک باغ اور چکی آئی۔ جو ذریعہ معاش بنی۔ فرائض باغبانی خود ہی انجام دیتے اور پھر اس قلیل آمدنی سے مہمانوں کی تواضع بھی کیا کرتے تھے۔

حصول علم اور مرشد کامل کی تلاش:۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سمرقند اور بخارا میں حفظ قرآن مجید کے بعد علوم ظاہری کی تکمیل کی اور علوم باطنی کے لیے مرشد کی تلاش میں نیشاپور کے گاؤں ہارون میں پہنچے۔ جہاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت روحانی حاصل کی اور عرصہ بیس سال تک یہیں تکمیل فیض میں مصروف رہے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ الٰہی میں معین الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو دوست رکھنے کی دُعا کی۔ الہاماً جواب ملا کہ معین الدّین ہمارا دوست ہے۔ اس کے بعد پیرو مرشد کے ہمراہ سرکار مدینہ کی بارگاہ میں شرف یابی کے لیے حاضر ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے روضہ انوار بابرکات کے سامنے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں ہدیہ سلام پیش کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وعلیکم السلام یا ولی الہند کے لقب سے سرفراز فرمایا، اور تبلیغ اسلام ہند کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو مامور کیا گیا۔ جس کے فیض اثر سے آج پاک وہند روحانیت سے سربلند ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبی اولاد میں سے سلطان

الاصفیاء حضرت خواجہ دیوان سید آل مجتبیٰ صاحب پشاور مغربی پاکستان میں اہل اسلام کو فیض وروحانیت بخش رہے ہیں۔

عبادت وریاضت اور سیاحت روحانی:۔

بروایت تاریخ سیر الاقطاب آپ رحمۃ اللہ علیہ حافظ قرآن تھے۔ شب وروز میں دو قرآن مجید ختم کرنا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول حیات تھا اور عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرنا داخل وظیفہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر ماہ ساٹھ قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ آپ ۵۷۲ھ میں سیاحت روحانی کے لیے تیسری بار بغداد تشریف لے گئے۔ تو حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۵۶۱ھ کے مطابق گیارہ سال بیشتر ہو چکی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف سے ترمذ ہوتے ہوئے اصفہان پہنچے اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو داخل سلسلہ کیا۔ پھر خاقان، ہرات، بلخ اور غزنی میں بندگان خدا کو تبلیغ اسلام کرتے ہوئے لاہور پہنچے اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چلہ کشی کرنے کے بعد دہلی ہوتے ہوئے راجپوتانہ تشریف لے گئے اور اجمیر شریف قیام پذیر ہو کر تبلیغ عرفان کا سلسلہ جاری کیا اور اس وقت یہ علاقہ کفر والحاد اور گمراہی کا مرکز تھا۔ یہاں کا راجہ رائے پرتھوی راج چوہان بہت ظالم اور متعصب اسلام حکمران تھا۔ انہی ایام میں سلطان شہاب الدّین غوری نے ہند پر حملہ کیا مگر شکست فاش کھا کر واپس ہوا۔

حضرت غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے توسل سے حضور حق تعالیٰ میں دعا کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ سے دعا فرمائی۔ جس کی بنا پر دوبارہ حملہ سے اسے فتح و نصرت ہوئی اس کے بعد تراوڑی (ہریانہ ہند کا ایک تاریخی شہر ہے) کے مقام پر جنگ ہوئی۔ رائے پرتھوی راج تین لاکھ سوار بے شمار ہاتھی اور جنگی سامان رکھتا تھا۔ مگر شہاب الدّین غوری نے باوجود کمی لشکر کے روحانی طاقت کے بل بوتے پر ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ دہلی کا راجہ مارا گیا اور رائے پرتھوی راج زندہ گرفتار کر لیا گیا اور شہاب الدّین غوری کو شاندار کامیابی نصیب ہوئی جس سے خواجہ غریب نواز کا روحانی تصرف ظہور پذیر ہوا۔

حضرت خواجہ معین الدّین چشتی علیہ الرحمۃ نے پینتالیس سال اجمیر میں قیام فرمایا، جس کی بناپر ہندوپاک کے کونے کونے میں انوار وعرفان کی ضیاباری سے علم توحید سربلند ہوا۔ آپ کا وصال ٦ رجب المرجب ٦٣٣ھ کو ہوا اور بوقت وصال جبین اقدس پر "ھذا حبیب اللہ مات فی حب اللہ" بخط نورانی لکھا ہوا تھا۔ آپ کا مزار اجمیر شریف میں ہے۔ اکبر بادشاہ کے عہد میں آپ کا شاندار گنبد بنایا گیا۔

فیض خلافت روحانی:۔

آپ نے ساٹھ مشہور خلفائے کرام کو عطیہ خلافت شرعی سے نواز کر تبلیغ اسلام کے لیے دہلی، ہرات، ناگور، مارواڑ، بنارس، قنوج، ملتان، قندھار، غزنی، احمد آباد اور جمرود کے علاقوں میں بھیج کر ہدایت ورشد کی خدمت انجام دی۔ تاریخ چشتیہ کے مطالعہ سے خاندان چشتیہ کی حیرت انگیز خدمات کا ثبوت ملتا ہے۔ جو عالم اسلام میں بلند پایہ فضیلت و سرفرازی کا زندہ جاوید کارنامہ ہے۔

تالیف وتصانیف:۔

"انیس الارواح" خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔

"دیوان مبین" اس میں غزلیات اور تصوّف کا ذکر کیا گیا ہے۔

"گنج اسرار" اس کا اُردو ترجمہ مخزن الانوار سے موسوم ہے۔ یہ کتاب خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سلطان شمس الدّین التمش کی تعلیم وتربیت کے لیے لکھی تھی۔

دلیل العرفان: اس میں خواجہ غرب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات ہیں۔ جنہیں قطب الدّین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے ترتیب دیا ہے۔ اس کتاب میں عارفانہ اقوال، پندونصائح مریدین ومعتقدین کی مختلف بارہ مجالس مذکور ہیں۔

(بحوالہ تاریخ سیر الاقطاب، تاریخ فرشتہ، تاریخ چشتیہ، تاریخ تذکرۃ الکرام)

سلسلہ نقشبندیہ کا تعارف اور فیوضات

طریقت نقشبندیہ کے پیشوا خواجہ بہاؤالدّین علیہ الرحمۃ ہیں۔ جو نقشبند کے لقب سے مشہور ہیں۔۷۱۸ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ چونکہ قیمتی کپڑوں پر نقش کیا کرتے تھے۔ زیں سبب سلسلہ طریقت میں بھی نقشبندی ہی مشہور ہیں۔

ولادت اور فیوض خلافت:۔

قبل پیدائش آپ کی بزرگ بابا سماسی نے آپ کے امام طریقت اور پیشوائے شریعت ہونے کی خبر دی تھی۔ بعد پیدائش تین روز اسی بزرگ نے خبر دی، کہ وہ پُر صفات لڑکا پیدا ہو گیا۔ آپ کے جدامجد یہ خبر سن کر بہت خوش ہوئے اور آپ کو گود میں اٹھا کر اس بزرگ مخبر کے پاس لے گئے۔ بزرگ باکمال نے دیکھ فرمایا کہ یہ وہی لڑکا ہے جس کی میں نے تم کو خوشخبری دی تھی۔

اس کے بعد بزرگ مذکور نے خواجہ بہاؤالدّین علیہ الرحمۃ کو اپنی سرپرستی میں لے کر اپنے خلیفہ امیر کلال کو آپ کی خدمت تواضع اور عزت وتکریم کی تاکید کی۔

اس دوران میں وہ بزرگ محمد بابا سماسی فوت ہو گئے اور خواجہ بہاؤالدّین نے خواجہ امیر کلال سے بیعت کرلی۔ مگر آپ کو روحانی فیض خواجہ عبدالخالق خلیفہ ابویوسف ہمدانی سے ملا جس کے اعتراف میں خواجہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے ابتدائے تدریس ولولہ شوق میں مزارات بخارا کے ایک مقبرہ میں ایسے چراغ کو دیکھا جو باوجود تیل اور بتی کے مدہم جل رہا تھا۔

میں نے وہیں پر بحالت نیم خواب ایک بزرگ تخت نشین درجہ ابدال کو دیکھا۔

جن کے حلقہ بگوش نورانی چہرہ جماعت تھی۔ ان میں سے کسی نے کہا کہ ان تمام لوگوں کے سردار خواجہ عبدالخالق ہیں۔ جو تخت نشین ہیں اور گردونواح آپ کے خلفاء ہیں۔ میں نے محمد بابا کی وساطت سے خواجہ عبدالخالق علیہ الرحمۃ کا دیدار و سلام کیا۔ آپ نے فرمایا اس چراغ کے مدہم ہونے کا یہ اشارہ ہے کہ آپ میں قابلیت ہے مگر اس کو تیز اور روشن کرنے کی ضرورت ہے اس قابلیت کو ضائع نہ کرو۔ احکام شریعت کو واجب جانو اور اتباع سنت کو لازم پکڑو۔ بدعت اور بدکاری سے بچو۔ آثار صحابہ اور حدیث حضور ﷺ پر عمل کرو۔ آپ نے فرمایا تم خواجہ امیر کلال کے پاس حاضر ہو کیونکہ وہ ابدال میں سے ہیں۔ چنانچہ آپ خواجہ صاحب کے پاس پہنچے۔ انہوں نے ذکر نفی اثبات لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کی تعلیم دی۔ آپ کے سلسلہ میں بکثرت لوگ شامل ہیں۔

وفات:۔ آپ کی وفات ۷۹۱ھ میں ہوئی۔ (بیعت الرضوان۔ تاریخ تذکرۃ الکرام)

سلسلہ سہروردیہ کا تعارف اور فیوضات

طریقت سہروردیہ کے پیشوا خواجہ شہاب الدّین علیہ الرحمۃ ہیں جو سلسلہ روحانیت وطریقت سہروردیہ میں مشہور ہیں۔ آپ کی پیدائش ۵۳۹ھ میں ہوئی۔

خلافت اور فیوض روحانیت:۔

آپ مرید اور فیض یافتہ اپنے چچا ابو نجیب ضیاء الدّین سہروردی کے تھے۔ آپ اس قدر عارف کامل اور مقرب الٰہی تھے کہ آپ کی خانقاہ کے فیض سے سینکڑوں لوگ ولی اللہ بن کر نکلے۔ چنانچہ بہاؤالدّین زکریا ملتانی، مخدوم یحیٰی ہندی، مخدوم نظام الدّین غزنوی، مخدوب شہاب الدّین پیر جگجوت عظیم آبادی اور حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ آپ کے مریدان کامل میں سے تھے۔

خواجہ شہاب الدّین سہروردی کو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی صحبت سے بھی فیض حاصل تھا۔

آپ کی وفات ۶۳۲ھ میں ہوئی اور بغداد الجدید میں دفن کئے گئے۔

عوارف المعارف سلسلہ روحانیہ میں آپ کی بلند پایہ تصنیف ہے جس میں درس اخلاق دیا گیا اور اہل روحانیت اس کے مطالعہ سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ (تاریخ تذکرہ الکرام)

حضرت شیخ سعدی نے اپنے مرشد روحانی کے متعلق یوں فرمایا:۔

مرا پیر دانا، مرشد شہاب

دو اندرز فرمود بر روئے آب

یکے آنکہ بر خویشتن بیں مباش
دگر آنکہ بد غیر بدبیں مباش

مجھے میرے عقلمند مرشد حضرت شہاب الدّین سہروردی قدس سرہ نے دریائی سفر کے دوران دو نصیحتیں فرمائیں۔ ایک یہ کہ اپنے آپ بڑا نہ سمجھنا اور دوسری یہ کہ دوسروں کو حقیر اور برا مت سمجھنا۔

اولیاء اللہ کی شہادت عظمیٰ اور استعانت واستمداد کا ثبوت

علامہ علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں کہ:۔

"الآ ان اولیاء اللہ لایموتون بل ینتقلون من الدار الی الدار۔" (مرقاۃ المفاتیح جلد:۴ص:۱۵۴۱)

ترجمہ: "اولیاء اللہ فوت نہیں ہوتے بلکہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جیسے کوئی ایک گھر چھوڑ کر دوسرے گھر میں جا بسے بس ہمی طور اولیاء اللہ اس دار فانی سے دار بقا میں آرام فرما رہے ہیں۔ ①

حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔"

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

① شیخ محقق، علامہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "اولیاء خدائے تعالیٰ نقل کردہ شدند ازیں دار فانی بدار بقا وزندہ اند نزد پرودگار خود، ومرزوق اند وخوشحال اند، ومردم را ازاں شعور نیست" ترجمہ: للہ تعالیٰ کے اولیاء اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر گئے ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے، وہ خوش حال ہیں، اور لوگوں کو اس کا شعور نہیں۔ (اشعۃ اللمعات، کتاب الجہاد، باب حکم الاسراء، جلد ۰۳، صفحہ ۴۰۲، مطبوعہ لکھنؤ)

اور مشہور ولی حضرت ابو سعید خراز رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں مکہ مُعَظَّمَہ میں تھا، بابِ بنی شیبہ پر ایک جوان مردہ پڑا پایا، جب میں نے اس کی طرف نظر کی تو مجھے دیکھ مسکرایا اور کہا: اے ابو سعید! کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے زندہ ہیں اگرچہ مر جائیں، وہ تو یہی ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل کئے جاتے ہیں۔ (شرح الصدور، باب زیارۃ القبور وعلم الموتی بزوارہم الخ، ص:۲۰۷)

ترجمہ: ”جس کا دل عشق کی وجہ سے زندہ ہو جائے وہ ہر گز نہیں مرتا۔

دنیا کے صفحے پر ہمارا ہمیشہ کے لیے قائم و دائم رہنا ثبت ہو چکا ہے۔

قرآن مجید میں جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کو زندہ کہا گیا ہے۔

”وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ“ (سورۃ البقرہ، آیت: ۱۵۴)

ترجمہ: ”جو اللہ کی راہ میں مارے گئے انہیں مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں مگر تم سمجھ نہیں رکھتے۔“

تصوّف کی رُو سے موت کی دو قسمیں ہیں:۔

۱: ”جہاد فی سبیل اللہ“ اسلام کی حفاظت کے لیے کفار و مشرکین سے لڑ کر جان قربان کرنا جہاد اصغر ہے۔

۲: ”جہاد نفس“ نفس سرکش کی خواہشات کو پامال کر کے اپنی عیش و عشرت کو رضائے الٰہی کے لیے قربان کر ڈالنا یہ جہاد اکبر ہے۔ جہاد فی سبیل اللہ تو سیکنڈ بھر میں موت واقع ہو جاتی ہے مگر جہاد بالنفس کے لیے تا زندگی نفس سرکش کو ”**موتوا قبل ان تموتوا**“ کی بھینٹ چڑھانا پڑتا ہے۔ جو مشکل ترین ہونے کے وجہ سے جہاد اکبر کا درجہ رکھتا ہے۔ جس کی کیا خوب تائید کی گئی ہے۔

بوالعجب قومے کہ پیش از مردن خود مردہ اند

پیش ازاں کاید نویدے رخت آنجا بردہ اند

ترجمہ: ”یہ عجیب و غریب قوم ہے جو کہ ظاہری موت سے پہلے مردہ ہو چکے ہیں (انہوں نے اپنے نفس کو مار دیا ہے) قبل ازیں کہ انہیں موت (وصال) آئے وہ اپنا سامان سفر باندھ کر وہاں پہنچ چکے ہیں۔“

تفسیر جہاد فی سبیل اللہ اور جہاد بالنفس از قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ:۔

"حکم مخصوص بشہداء نیست بلکہ انبیاء و صدیقین از شہداء افضل اند و اولیاء در حکم شہداء اند زیرا کہ جہاد بالنفس کردہ اند کہ اکبر جہاد است۔"

ترجمہ: "آیت "لمن یقتل فی سبیل اللہ" کا حکم شہیدوں ہی کے لیے مخصوص نہیں بلکہ انبیاء و صدیقین شہداء سے افضل ہیں اور اولیاء بھی شہیدوں کے حکم میں داخل ہیں کیونکہ انہوں نے نفس کے ساتھ جہاد کیا جو بڑا جہاد ہے۔ (تذکرہ الموتی مصنفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔)

جہاد بالنفس کی مزید تائید حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سے ظاہر ہے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد سے واپس آئے تو فرمایا:۔

"رجعنا من الجهاد الاصغر اِلیٰ الجهاد الاکبر۔"

ترجمہ: "ہم نے چھوٹے جہاد کفار سے لڑ کر جہاد اکبر مجاہدہ نفس کی طرف رجوع کیا۔"

اس سے ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ جہاد بالنفس اور خواہشات سرکش کو قتل و غارت کرنے کی بنا پر شہید اکبر کا درجہ رکھتے تھے اس لیے جب شہداء جہاد اصغر فی سبیل اللہ کے تحت زندہ ہوتے ہیں تو شہدائے اکبر مجاہدہ نفس کے جہاد کرنے والے بدرجہ اولیٰ زندہ ہیں۔ انکی حیات بعد الممات میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی انکی رفیع الشان زندگی میں گستاخی کی کوئی گنجائش ہو سکتی ہے۔

اگر گیتی سراسر باد گیرد
چراغ مقبلاں ہرگز نہ میرد

بزرگان سے استعانت وامداد حاصل کرنے کا ثبوت:۔

بزرگان دین کی دنیوی زندگی "موتوا قبل ان تموتوا" کے تحت رضائے الٰہی کی پیروی میں گزری ہو ان کی اخروی غیر فانی زندگی کے فیض اثر کے توسل سے استعانت وامداد مانگنا زندوں کی طرح ہے۔ جملہ امور دنیوی و دینی کا حقیقی کارساز اللہ تعالیٰ ہے۔ مگر اسباب ظاہری میں جس طرح بیسیوں مہمات و پریشانی میں ارباب اختیار سے امداد لی جاتی ہے اسی طرح اللہ کے مقبولوں سے امداد واستعانت کا توسل ہرگز کفر و شرک نہیں۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:۔

"مَثَلُ الَّذِی یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِی لَا یَذْکُرُ رَبَّهٗ، مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ۔"

ترجمہ: "اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔" (بخاری شریف، حدیث:۶۴۰۷)

گویا حقیقی زندگی تو اللہ کی یاد اور عبادت سے ہے اور جو واصلین حق تعالیٰ کی ہے خواہ وہ یہاں ہوں یا وہاں، مردے تو وہ ہیں کہ جن کا جسم اور دل و دماغ ذکر الٰہی کی روح سے مردہ ہے۔

زندگی نتواں گفت چناں کہ رواں است
زندہ آنست کہ بادوست وصالے دارد

ترجمہ:"جسم کے اندر روح کے موجود ہونے کو زندگی نہیں کہہ سکتے بلکہ زندہ انسان وہ ہے جسے اپنے محبوب حقیقی کا وصال حاصل ہو۔"

توسل استعانت وامداد کے متعلق امام غزالی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:۔

"استمداد کردہ شود بوے در ممات کہ استمداد کردہ مے شد بوئے در حیات۔"

بزرگان سے دنیوی زندگی کی طرح حیات اخروی یعنی مرنے کے بعد استمداد حاصل ہوتی ہے۔

فتاویٰ عزیزیہ میں شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے توسل استعانت و امداد کا ثبوت:۔

"اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا بأهل القبور۔"

ترجمہ: "فرمودہ آنحضرت چوں متحر شما در امور پس مدد جوئید از اصحاب قبور۔"

جب انسان کسی پریشانی میں مبتلا ہو تو اصحاب قبور سے امداد حاصل کرے۔

(فتاویٰ عزیزیہ، مصنفہ شاہ عبد الغزیز محدث دہلوی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بروایت عتبہ بن غزوان استمداد بزرگان کا ارشاد:۔

"اذا اضَلَّ احدکم شیئا واراد احدکم عونا وهو بارض لیس بها انیس۔ فلیقل یا عباد الله اعنیونی یا عباد الله اعینونی یا عباد الله اعینونی فان لله عبادا لا یراهم۔" (المعجم الکبیر لطبرانی، جلد:۱۷، صفحہ نمبر:۱۱۷ مطبوعہ القاہرہ)

ترجمہ: "جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے وہ مدد کا طالب ہو اور اس کا کوئی مددگار نہ ہو تو تین دفعہ کہے۔ اے اللہ کے بندوں میری مدد کرو پس اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جنہیں وہ نہیں دیکھتا۔

استعانت واستمداد مولانا رومی علیہ الرحمۃ:۔

آب خواہ از جو بجو خواہ از سبو
کاں سبو را ہم مدد باشد ز جو

نور خواہ از مہ طلب خواہی زخور
نور مہ ہم ز آفتاب است اے پسر۔

ترجمہ: ”پانی خواہ نہر سے لیا جائے گا یا گھڑے سے وہ نہر ہی کا پانی ہے۔ جس طرح روشنی چاند سے حاصل کی جائے یا سورج سے وہ سورج ہی کی روشنی ہے کیونکہ چاند بھی سورج کی روشنی سے منور ہے۔

دلائل مذکورہ کی رو سے بزرگان کی استعانت و امداد رب العالمین کا پرتو ہے۔ لہٰذا بزرگوں کی وساطت سے استمداد قبولیت اور حصول فیض کا ذریعہ ہے۔

چونکہ وہ خدا کے مقبول ہیں اس لیے خدا ان کی دعا قبول کرتا ہے۔ اس خصوصیت کی بنا پر مقبولان خداوند تعالیٰ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہے اور انکی دشمنی خدا کی دشمنی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تیرے تین دشمن ہیں۔

”عَدُوُّكَ، وَعَدُوُّ حَبِيبِكَ، وَحَبِيبُ عَدُوِّكَ۔“

یعنی ”ایک تیرا دشمن، دوسرا تیرے محبوب و مخلص دوست کا دشمن، اور تیسرا تیرے دشمن کا دوست۔“

اور قرآن مجید میں اس کی یوں وضاحت کی گئی ہے۔

”مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ“

ترجمہ: ”جو شخص اللہ کا اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کا اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو تو یقیناً اللہ (بھی ان) کافروں کا دشمن ہے۔“ (البقرہ آیت:۹۸)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ نے اپنے پیاروں کے دشمن کو اپنا دشمن قرار دیا

ہے۔اس لیے بزرگان کی محبت اللہ کی رضامندی اور ایمان کا ذریعہ ہے۔ان کی دشمنی سے اللہ کی ناراضگی اور ایمان ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔چاہئے کہ بزرگان کی امداد واستعانت سے خدا کا قرب حاصل کیا جائے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:۔

"المرء مع من احب۔ "(ترمذی شریف،حدیث:۲۳۸۶)

ترجمہ:"قیامت میں انسان اس کے ساتھ ہو گا جس سے اُسے محبت ہو گی۔"

اس لیے برے ساتھیوں کو چھوڑ کر نیک لوگوں کا ساتھ اختیار کریں جو آپ کے لیے دنیاو عاقبت کی بہتری اور منزل مقصود کی بحالی کا ذریعہ ہے۔

محبت آدمی رکھتا ہے جس سے
قیامت کو وہ ہو گا ساتھ اس کے

فقر و درویشی کی تعریف

سالک طریقت کی پہچان اور ان کا قرب ذیشان

فقر کے ستر ہزار مقامات ہیں۔ سالک جب ان مقامات کو طے نہیں کر تا وہ فقر کے کمالات کو نہ خود پا سکتا ہے اور نہ دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ جب فقیر تمام حالات سے گزر کر بارگاہ الٰہی میں پہنچتا ہے تو وہ ہر ایک مرتبہ کو پہچانتا ہے مذہب سلوک میں فقیر کا مقام کسی کے وہم گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ بلکہ وہ عبد اور معبود کے درمیان ایک بھید ہے جس کا کشف کسی بشر سے ممکن نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ قادر ہے جسے چاہے اُس پہ راز ظاہر کر دے چنانچہ حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ نے اپنی منزل فقر کا یوں اقرار کیا ہے۔

چناں غرق گشتم بدریائے عشق
کہ ہر دم سراز عرش بالا کشد

ترجمہ: ”میں عشق کے دریا میں ایسا غرق ہوا ہوں کہ ہر دم میرا سر عرش پر پہنچتا ہے۔“ فقر کا راز تین حروف سے مرکب ہے طالب کو چاہئے کہ ان کی معرفت کو حاصل کرے۔

ف: سے مراد فقر و فاقہ و فنا ہے۔ فرائض حق کی ادائیگی اور فسق و فجور کا ترک کرنا ہے۔

ق: سے مراد قناعت مقصد دل باخدا۔ عہد کا اقرار کرنا تا کہ قرب الٰہی حاصل ہو

ر: سے مراد ریاضت اور راضی برضائے الٰہی ہونا ہے۔ روئے دل کو غیر خدا سے پھیرنا اور راہ راست پر چلنا ہے۔ نیز درویش کو مندرجہ اوصاف کا حامل اور اس سے روشناس ہونا ضروری ہے۔

د: سے مراد درد دل بنے۔ تا کہ انسانی ہمدردی پیدا ہو۔ جب یہ صفت پیدا ہو گی تو حقوق العباد کی حفاظت ہو سکے گی۔

ر: سے مراد رضامندی خدا اور ریاضت و مجاہدہ سے راہ سلوک طے کرنا چاہئے۔

و: سے مراد وحدت خدا اور وحدت الوجود کی منزل طے کرتے ہوئے واصل بحق ہونا ہے۔

ی: سے مراد یاد حق، ایک دل، ایک نظر اور یک رنگ ہونا ہے یعنی فریب سے بچ کر خدا کی عبادت کی جائے۔

ش: سے مراد شکر حق ادا کرنا، شکایت سے منہ بند کرنا اور شرم و حیاء کی پابندی کرنا ہے۔

سالک کی تشریح بارشاد مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ:۔

روحانی ترقی کا طریقہ کیا ہے۔ اسے ایسے سفر کی حیثیت سے تصور کیا گیا ہے جو خدا تک کیا جائے جب سلوک میں ایک مقام تک رسائی ہو جاتی ہے تو سالک کو محسوس ہونے لگتا ہے کہ وہ اسماء شوؤن الٰہی کے اظلال کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ اس مقام کا نام سیر الی اللہ ہے۔ جب سالک اس مقام سے گزر کر یہ محسوس کرنا شروع کرتا ہے کہ وہ ذاتِ الٰہی کا مشاہدہ کر رہا ہے تو اس کے مقام کو سیر فی اللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد انسان کو اس مقام سے رجعت واقع ہوتی ہے۔ اس رجعت کا نام سیر عن اللہ ہے۔ پھر وہ ایک عام انسان کی طرح اپنے فرائض کی بجا آوری میں منہمک ہو جاتا ہے۔ جو تعلیم شریعت سے ہم آہنگ ہے اور وہ انبیاء کی طرح اصلاح خلق کی سعی میں صرف کرتا ہے۔ (مجدد کا نظریہ توحید)

سالک کی پہچان یہ ہے کہ اس کی نیند غلبہ کے وقت ہو گی۔ اس کا کھانا فاقہ کے وقت اور کلام ضرورت کے وقت ہو گا۔ وہ ہمیشہ اپنے نفس کی بد خواہی کرتا ہے۔ اس کی خواہش قبول نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی لذتوں کا مانتا ہے وہ اللہ کے بندوں کی خیر خواہی کرتا ہے اور

خلوت میں یاد خدا اسے مانوس ہوتا ہے۔ امر خداوندی کو پسند کرتا اور اس کے فیصلہ پر راضی رہتا ہے۔ خدا کی نظر سے شرم کرتا اور اس کی محبت میں اپنی کوشش صرف کرتا ہے وہ ہمیشہ ایسے کام کرتا ہے جو خدا تک پہنچائیں۔ وہ گمنامی اور خلوت پر قانع رہتا ہے اور مخلوق کی مدح پسند نہیں کرتا۔ وہ خالص خدا کی محبت کے لیے عبادت ونوافل پڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ خدا تک پہنچ جاتا ہے۔ اولیاء اللہ اور سالکین کے گروہ میں داخل ہو جاتا ہے اس کا مراد ومقصود قرب حق تعالیٰ ہوتا ہے۔

خدا کی رحمت وشفقت سے اس کا دل پاک ہو جاتا ہے اور گوناگوں خلعت معرفت سے نوازا جاتا ہے۔ وہ خدا کے علم کے ذریعہ کلام کرنے لگتا ہے۔ اولیاء میں وہ ممتاز ہو جاتا ہے۔ وہ آشنا ہوتا ہے۔ ایسے رازوں سے جو اسی کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں جنکو ماسوائے اللہ کے ظاہر نہیں کرتا اور نہ ہی وہ کسی طاغوتِ وقت سے مرعوب ہوتا ہے۔

ماسوٰی اللہ را مسلمان بندہ نیست
پیش فرعونے سرش افگندہ نیست

ترجمہ: مسلمان اللہ کے سوا کسی غیر کا بندہ نہیں۔ وہ فرعون کے سامنے اپنا سر نہیں جھکاتا۔

وہ خدا کے قریب ہو جاتا ہے۔ اُسی سے سنتا ہے اُسی کے ذریعہ دیکھتا ہے۔ اس کی مدد سے کلام کرتا ہے اور اس کی قوت سے قوت حاصل کرتا ہے۔ وہ اللہ کی اطاعت ونگہبانی میں ہو جاتا ہے۔ پھر خدا کی راہ میں لڑنے والوں اور شہید ہونے والوں سے ہو جاتا ہے جو حدیث قدسی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے ظاہر ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہمیشہ میرا مومن بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو دوست بنالیتا ہوں۔ تو میں اس کا کان، آنکھیں، اور زبان ہو جاتا ہوں۔ اس کے ہاتھ، پاؤں اور دل بن جاتا ہوں۔ لہٰذا وہ میرے ہی ذریعہ سے سنتا ہے اور میری ہی مدد سے دیکھنے لگتا ہے۔ میرے ہی ذریعہ بولتا، میرے ہی ذریعہ سوچتا اور

مجھ سے ہی قوت حاصل کرتا ہے۔"①

پس یہ وہ بندہ ہے جس کی نفسانی خواہش بجھ چکی ہے اس پر خدا کا قبضہ ہو چکا ہے اور اس کا دل خدا کا خزانہ بن گیا ہے۔ اے خدا کے بندے اگر تیرا ارادہ خدا کو پہچاننے کا ہو تو پھر دستور خداوندی یہی ہے کہ وہ سالکین طریقت کے مجاہدات سے اپنے آپ کو قریب کر لیتا ہے۔ ان لوگوں کا ظاہر تو مخلوق خدا کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن باطن اللہ کے ساتھ مشغول ہوتا ہے۔ انکی زبانیں بندوں کی نصیحت کے لیے ہوتی ہیں اور باطن خدا کی امانتوں کی نگہداشت کے لیے ہو جاتے ہیں۔ پس ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام اور اس کی برکتیں ہوں۔ جب تک زمین و آسمان باقی ہیں۔ جب تک بندے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی حدود شریعت پر قائم ہیں۔

---

۱ "عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ، وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ"

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) اور میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں اور میں جو کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ تو موت کو بوجہ تکلیف جسمانی کے پسند نہیں کرتا اور مجھ کو بھی اسے تکلیف دینا برا لگتا ہے۔" (بخاری شریف، حدیث:۶۵۰۲)

خلاصہ مطلب:۔

بے شک اہل شریعت بزرگان طریقت کا تعلق نجات دینی و دنیوی کا ذریعہ ہے۔لیکن اکثر رسمی اہل طریقت کے دعویدار جنہیں شریعت حضور ﷺ سے مطلق کوئی سروکار نہیں ہے انکی شکل وصورت اور عمل وسیرت وپیروی اسلام کے خلاف ہے۔ وہ بزرگان وصالحین کی سیرت وکردار کو بدنام کررہے ہیں۔ایسے ملمع ساز،نام نہاد بزرگوں سے اجتناب کریں اور حضور ﷺ کے تابع بزرگوں کی عملی تقلید کر کے نجات دارین حاصل کریں۔

ہر کہ بیند روئے پاکاں صبح وشام
آتش دوزخ بود بروئے حرام

تو تقرب جو سوئے مردِ اِلٰہ
سرمہ پیچ از سائیہ او ہیچ گاہ

زانکہ اوہر خار را گلشن کند
دیدہ ہر کو را روشن کند

(مولانارومیؒ)

ترجمہ:”جو کوئی صبح وشام نیک لوگوں کا دیدار کرتا ہے۔دوزخ کی آگ اُس پر حرام ہو جاتی ہے۔““تو کسی مردِ حق آگاہ کا تقرب تلاش کر۔”اور اُس کے سایہ سے تو ہر گز روگردانی نہ کر۔”اس لیے کہ وہ ہر کانٹے کو گلشن بنادیتا ہے۔”اور اُس کی نگاہ و نظر ہر نابینا کو بینائی عطا کر کے روشن بنادیتی ہے۔“

بزرگان دین کے درسی مقالات اور اُنکے روحانی فیوضات

اصول فطرت کی بنا پر انسان سے لغزش و گناہ ضرور ہوتے رہتے ہیں۔ جن کی اصلاح و درستی اشد ضروری ہے۔ درس ذیل کی پیروی اور پابندی سے اصلاح نفس ہو سکتی ہے اور انسان فلاح دارین کے ساتھ معراج بزرگی حاصل کر سکتا ہے۔

درس اول:۔

توبہ تصوّف کا پہلا مقام ہے۔"اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ""اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

اگر تمام گناہوں سے پختہ توبہ کر کے نیک کاموں کی پابندی کی جائے تو انسان پرہیز گار مسلمان بن سکتا ہے۔

درس دوم:۔

تقویٰ تصوّف کا دوسرا مقام ہے۔ گناہ اور بدکاری سے ہٹ جانے کے بعد تقویٰ کی حد شروع ہوتی ہے۔ جس کے تحت تمام گناہوں سے بچنا ضروری ہے۔

درس سوم:۔

زہد تصوّف کا تیسرا مقام ہے۔ عارضی ملکیت دینوی کی بجائے مالک حقیقی خداوند تعالیٰ کو جانے اور نفس کی دینوی لالچ وہوس سے پاک وصاف رکھے۔

درس چہارم:۔

فقر منزل تصوّف کا چوتھا مقام ہے۔ اپنی ہستی کو جستجوئے حق تعالیٰ کی پیروی میں مٹا ڈالے لیکن یہ منزل "**مُوتو قبل ان تموتو**" سے حاصل ہوتی ہے۔

درس پنجم:۔

توکل شاہراہ تصوّف کا پانچواں مقام ہے۔ اسباب ظاہری و باطنی کے ہر ایک سبب میں حبیب پر نظر رکھے اور جملہ امورات میں بجائے غیر اللہ کے خدائے وحدہ لاشریک پر دھیان رکھے۔

درس ششم:۔

صبر تصوّف کا چھٹا سبق ہے۔ "اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ" کے تحت مکروہات دینوی سے قناعت کرے۔ تمام کام اور ہر قسم کی پریشانی میں زبان کو شکایت حق تعالیٰ سے باز رکھے۔

درس ہفتم:۔

شکر تصوّف کا ساتواں مقام ہے۔ ہر حالت میں جیسے بھی گزر اوقات ہو اور معاش و معیشت جیسی بھی ہو اسے نعمت عظمیٰ خیال کرے اور دل کو شکر حقیقی سے لبریز رکھے۔

درس ہشتم:۔

رضا تصوّف کا آٹھواں مقام ہے۔ راہ خدا میں اپنے اعمال و افعال کو قربان کر دے اور اپنے آپ کو اس کی رضامندی سے راضی رکھے۔

درس نہم:۔

خوف تصوّف کا نواں مقام ہے۔ شر نفسانی اور مکر شیطانی کے ہوتے ہوئے خوف

خدا کے تحت اس کے بے نیازی اور شانِ محبوبی کا تصور دل میں منقش رہے۔

درس دہم:۔

رجا: منزل تصوّف کا دسواں مقام ہے۔ "اُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ" کے تحت اپنے گفتار و کردار اور سمع بصر کو سپرد مالک حقیقی کر ڈالے اور پھر قرب حق تعالیٰ سے اپنا دامن بھر ڈالے۔

خلاصہ مطلب:۔

جیسے ہر کام کے لیے ضبط و اصول مقرر ہیں ایسے ہی اصلاح نفس اور حصول بزرگی کے لیے بھی قوانین و اصول کی پابندی لازم ہے۔ جس کے مشہور دس درس بیان کیے گئے ہیں۔ جن کی پابندی نفس سرکش کی اصلاح اور قلبی رجحان الی اللہ کے لیے سونے پر سہاگہ کا کام دیتی ہے۔

امید ہے کہ اہل ذوق حضرات اپنی فلاح و بہبودی کے ساتھ دیگر گم کردہ راہ بھائیوں کی اصلاح فرما کر جزائے دارین حاصل کریں گے۔

جزاک اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

تا نخیزد بانگِ حق از عالمے
گر مسلمانی نیا سائی دمے

(علامہ اقبال)

ترجمہ: "جب تک پورے عالم میں، مشرق سے مغرب تک اسلام غالب نہیں ہوتا، مسلمان سکون سے نہیں بیٹھ سکتا۔"

اولیاء اللہ اخلاق و افعال میں حضور ﷺ کے تابع ہوتے ہیں

حضور ﷺ کے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور فقرائے طریقت شریعت کے پیرو تھے۔ کیونکہ قرآن و سنت کی پیروی سے ہی ہمارا کردار بہتر ہو سکتا ہے۔ خدا کا دوست وہی ہے جس کے اخلاق و افعال میں حضور ﷺ کی مکمل پیروی ہو۔ اس کی تائید میں فقرائے طریقت کے اقوال و ارشادات پیشِ خدمت ہیں۔

۱: حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:۔

"من علامات المُحِبّ اللہ تعالیٰ متابعۃ حبیب اللہ ﷺ فی اخلاقہٖ و افعالِہٖ و اوامرہٖ و سننہٖ۔"

(الرسالۃ القشیریۃ:۱/۸)

ترجمہ: "اللہ کے دوست کی نشانیاں ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے اخلاق، اعمال امر و نہی میں آپ ﷺ پیروی کرتا ہو۔

۲: حضرت شیخ ابوالحسن نُوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

"مَنْ عَمِلَ عَمَلًا عَلَى غَيْرِ اتِّبَاعِ سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَعَمَلُهُ بَاطِلٌ۔"

ترجمہ: "جس شخص نے خلاف سنت حضور ﷺ کے کوئی کام کیا اس کا وہ کام باطل ہے۔"

۳: حضرت شیخ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

”من لم یحفظ القرآن ولم یکتب الحدیث لا یقتدی بہذا المرء لان ہذا مقید بالکتاب والسنۃ۔“

ترجمہ: ”جو شخص قرآن وسنت کا واقف نہیں اس کی پیروی ناجائز ہے۔ اس لیے کہ فقر کا علم قرآن وسنت کے ساتھ مقید ہے۔(رسالہ قشیریہ)

۴: ”مذہبنا ہذا مقید باصول الکتاب والسنۃ۔“

ترجمہ: ”ہمارا طریقہ درویشی کتاب وسنت کا پابند ہے۔(رسالہ قشیریہ)

۵: ”الطریق کلھا مَسْدُوْدٌ علی الخلق اِلّا من اقتدا اثر الرسول ﷺ“

ترجمہ: ”مخلوق پر تمام راستے بند ہیں بجز اس کے کہ سنت رسول پر چلے۔“(رسالہ قشیریہ)

۶: فقر تصوّف کی بنیاد اور ادب شریعت کی پابندی پر ہے۔(رسالہ قشیریہ)

۷: حضرت شیخ شہاب الدّین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

”جو شخص جس قدر حضور کا پیرو ہے۔ وہ اسی قدر زیادہ محبت الٰہی کا سرمایہ دار ہے۔

(عوارف المعارف)

۸: حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

”اُوصِیکَ بتقویِ اللہ فطاعتہ لزوم ظاہر الشریعۃ۔“

ترجمہ: ”میں تمہیں خدا کے تقویٰ اور ظاہری شریعت کی وصیت کرتا ہوں۔“(فتوح الغیب)

۹: حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

ایک بزرگ کی شہرت پر آپ اس کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے اور مسجد میں انتظار کرنے لگے۔ جب وہ بزرگ مسجد میں آیئے تو مسجد میں بایاں پاؤں داخل کیا آپ

اس کی بے احتیاطی اور خلاف شرع عمل کو دیکھ کر واپس چلے گئے اور فرمایا جو شخص شریعت کا ایک ادب ملحوظ نہیں رکھ سکتا وہ اسرار حق کا امین کیسے ہو سکتا ہے۔ اولیاء اللہ کی یہ پہچان ہے کہ وہ شریعت کا پابند ہو۔ خلاف شرع نہ ولی ہو سکتا ہے اور نہ ہی شرعاً اس کی پیروی جائز ہے۔ اس لیے حضور ﷺ کی محبت اور مکمل پیروی ولی اللہ کی پہچان ہے۔

علم پڑھنے سے نہیں بنتا ولی
جب تلک دل میں نہ ہو حُبِّ نبی ﷺ

۱۰: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

کسی پیر کا مسلک دین نہیں ہو سکتا۔ کتاب و سنت کی محبت کے بغیر چارہ نہیں۔

۱۱: حضرت شیخ حسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

اگر کسی شخص کو دیکھو کہ خداوند تعالیٰ کے ساتھ ایسی حرکت کا دعویٰ کرتا ہے جس کی کوئی دلیل نہیں اور ظاہری احکام کی پابندی اس کی شہادت نہیں دیتیں تو اس کے دعوؤں پر اعتماد نہ کرو۔

۱۲: حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

اے بھائی اگر تو فقراء کے درجات و مراتب کا فرق جاننا چاہتا ہے تو یہ دیکھ کہ وہ کہاں تک شریعت کے پیرو ہیں۔ شریعت ہی وہ کسوٹی ہے جس پر کسی فقیر کی حقیقت پرکھی جاتی ہے۔

۱۳: حضرت علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

ماضی میں صوفیائے کرام قرآن و حدیث اور فقہ و تفسیر کے عالم ہوتے تھے۔ اس لیے وہ شریعت حضور ﷺ کے پیروکار تھے۔

۱۴: حضرت شیخ نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

پیر اس شان کا ہونا چاہیے کہ وہ شریعت و طریقت کا عالم ہو۔ جب اس کے اندر یہ خصوصیت ہو گی تو اس سے خلاف شرع کوئی فعل نہ ہو گا۔

۱۵: حضرت شیخ فرید الدّین گنج شکر پاک پتنی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

جاہل پیر مسخرہ شیطان ہوتا ہے۔ اس کی نگاہ شریعت اور حقیقت میں امتیاز کرنے سے قاصر رہتی ہے۔

۱۶: حضرت داتا گنج بخش علی ھجویری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

جسے شریعت کا علم نہیں اس کا دل جہالت کے مرض میں مبتلا ہے۔

۱۷: حضرت شیخ فرید الدّین عطا رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

ہمیشہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کر، تاکہ ان کی شریعت کا نور تیری رہنمائی کرے۔

۱۸: حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

جس نے بھی پیغمبر خدا کے خلاف راہ اختیار کی وہ ہرگز منزل مقصود تک نہ پہنچا۔

خلاف پیغمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

خلاصہ مطلب:۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملی پیروی اور شرعی پابندی فقر و درویشی کی کسوٹی ہے۔ جس کی اتباع فلاح دارین اور نجات اخروی کا ضامن ہے۔ بر عکس اس کے جاہل اور خلاف شرع پیروں کی تقلید پیروی شیطانی ہے جس کا انجام جہنم کا بدترین مقام ہے۔

الجنس یمیل الی الجنس کے تحت گمراہ کی طرح ان کے گمراہ پیر بھی ہیں۔ جن کا لوگوں سے اور ان کا لوگوں سے میل جول فقط دینوی اعراض و مقاصد کی بنا پر ہے۔ زیں سبب صاحب الغرض مجنونٌ کے تحت ایسے لوگوں ان کے گرویدہ بھی رہتے ہیں۔ اس لیے عوام غیر شرع لغزش در رسومات کے ساتھ الجنس مع الجنس کی طرح ایسے پیر بھی غیر شرع لغزشوں کا شکار ہوتے ہیں۔ اقوال بزرگان کی روشنی میں ایسے لوگ خود گمراہ

ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہی کی طرف لے جارہے ہیں۔ لہٰذا جو کام بھی کسی نام نہاد پیر کا حضور ﷺ کے قول و فعل کے خلاف ہو اسے ہر گز نہ قبول کریں۔

کیونکہ جو شخص قرآن و سنت کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ اللہ کا دوست نہیں۔ وہ شیطان کا ساتھی ہے اور دوسروں کو بھی شیطانی گروہ میں شامل کرتا ہے پس حضور ﷺ کی تابعداری کو لائحہ عمل بنایا جائے۔ جو یقیناً نجات دارین کا ذریعہ ہے۔

اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہو تمامی کا
گلے میں ڈال لو پٹہ محمد ﷺ کی غلامی کا

شیخ کامل کے تعلق سے اصلاحِ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہوتا ہے

جسم انسانی روح وبدن اور نفس و قلب سے مرکب ہے۔ جسمانی امراض کے معالجہ کے لیے جس طرح طبیب کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ ہمیں طور روحانی معالج کا ہونا ضروری ہے۔ چونکہ امراض باطن مین نفس اور قلب دونوں مبتلا ہوتے ہیں۔ جن سے شرعی کوتاہیاں سرزد ہوتی ہیں۔ ان کی اصلاح پیر کامل کی تبلیغ وہدایت سے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ معرفت الٰہی کی شعاعیں حضور ﷺ کے واسطہ سے بزرگانِ دین تک پہنچتی ہیں۔ جن کے تعلق اور پیروی سے اصلاح نفس اور اطاعت دین کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ تصوّف کمال شرع کا نام ہے اور طریقت جزو شرع ہے۔ اس لیے شریعت اور طریقت کو جدا سمجھنا جاہل اور بے دین لوگوں کا کام ہے۔ کیونکہ اتباع شرعی کے بغیر عند اللہ ہرگز مقبولیت حاصل نہیں ہوسکتی۔ جس کی تائید پر سعدی علیہ الرحمۃ کا قول پیش خدمت ہے۔

محال است سعدی کہ راہ صفا

تواں رفت جز در پے مصطفیٰ ﷺ

ترجمہ: ”اے سعدیؒ راہِ صفا حاصل کرنا اور اُس پر چلنا سوائے مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کرنے کے محال ہے۔“

شیخ مرید کے لیے بمنزلہ مشاطہ[1] کے ہے۔ جس طرح مشاطہ دلہن کو سجا کر شوہر کے قرب و التفات کے لائق بنا دیتی ہے۔ اس طرح شیخ اپنے مرید کے ظاہر و باطن کی درستی اور آراستگی کے بعد محبوب حقیقی کے قرب و معرفت کی نعمت سے بہرہ ور فرماتا ہے۔

محققین تصوّف کی رو سے نسبت باطنی اور اس کا معالجہ بجز شیخ کامل کے تعلق کے ناممکن ہے۔ چنانچہ حضرت بایزبسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بدکارہ عورت کی اصلاح نفس کے لیے اسے پاکیزگیِ بدن کے بعد پاکیزہ لباس پہنا کر حضور خداوند تعالیٰ میں پیش کر کے یوں التجا کی:۔

ہر چہ کارم بود آخر کردہ مش
وز زنا سوئے نماز آوردہ مش
پس رجوع قلب ایں کار ترا
قلب ہا قلب طفیل مصطفیٰ

ترجمہ: ”میرا جو کام تھا وہ میں نے کر دیا۔ اور زنا کی جانب سے موڑ کر اُسے نماز کی طرف لے آیا پس اُس کے دِل کا پھیرنا اب تیرا کام ہے۔ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے طفیل اُس کا دِل تو حق کی طرف مائل کر دے۔ خداوند تعالیٰ میں نے اپنی کوشش سے اسے بدکاری سے ہٹا کر تیرے حضور پیش کر دیا۔ اب اس دل کے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے واسطہ سے بدل دینا تیرا کام ہے۔“

---

[1] قدیم زمانے میں دلہن کو آراستہ و پیراستہ کرنے والی عورت کو ”مشّاطہ“ کہا جاتا تھا۔ مشّاطہ جس طرح دلہن کو سجا سنوار کر حسن و زینت سے آراستہ کرتی اور اُسے ایک نئی شان عطا کرتی ہے، اسی طرح شیخِ کامل بھی اپنے مرید کے باطن، اخلاق، اعمال اور روح کی تربیت و اصلاح فرما کر اُسے قربِ الٰہی اور معرفتِ ربانی کے لائق بناتا ہے۔
اسی مناسبت سے شیخ کو مرید کے لیے بمنزلہ ”مشّاطہ“ قرار دیا جاتا ہے کہ وہ اس کے ظاہر و باطن کو سنوار کر اُسے روحانی جمال سے مزین کر دیتا ہے۔

آپ کی توجہ و کمالیت سے اس عورت کا دل برائی سے ہٹ کر عبادت الٰہی میں لگ گیا اور صالحہ و پارسا عورت بن گئی۔

چونکہ پیر کامل شرعی پابندی کے تحت قربِ خداوند تعالیٰ کی روحانی دولت سے مالا مال ہوتا ہے اس کی نظر سے دنیا کی محبت اُٹھ جاتی ہے اور توجہ الی اللہ کا ذوق دامن گیر ہوتا ہے۔ اس لیے ان کی صحبت سے اصلاح نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہو کر نفس امارہ کی سرکشی مغلوب ہو جاتی اور زہد و اتقاء کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اس کے دل کی تاریکی نور ایمان سے بدل کر رغبت دنیا کی جگہ محبت الٰہی کا شوق موجزن ہوتا ہے۔ اگر قرب الٰہی کا لطف حاصل کرنا ہو تو شیخ کامل کی صحبت حاصل کر۔ جس کے فیض اثر سے نیرنگئی ایمان کی دولت اور قرب خدا اور سول ﷺ حاصل ہوگا۔

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا
او نشیند در حضورِ اولیاء
گر تو سنگ خارہ مرمر شدی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شدی

ترجمہ: ”جو کوئی خدا کے ساتھ ہمنشیں ہونا چاہتا ہے۔ وہ اولیائے کرام کی صحبت (مجلس) میں بیٹھے۔ اگر تو سنگ مَرمَر کی طرح سخت پتھر ہی کیوں نہ ہو۔ جب تو کسی صاحبِ دل کے پاس پہنچے گا تو گوہر بن جائے گا۔“

مرشد کی راہبری نفس سرکش کی فنا اور حیات بقاباللہ کا عملی درس ہے

مرشد کامل بحر معرفت کے اسرار نہانی سے خبردار ہوتا ہے۔ وہ دم زدن میں عالم روحانی کی سیر کراتا ہے۔ جیسے ماہر نقاش اپنی ہنرمندی سے دلفریب نقش و نگار بنا کر عوام سے داد تحسین حاصل کرتا ہے۔ ایسے ہی مرشد خدا بین مرید کے دل پر عشق الٰہی کے نقش بناتا ہے جس کے اثر سے وہ دنیاداری سے نفور ہو کر دینداری و درویشی قبول کر لیتا ہے۔ عنایت الٰہی اور توجہ مرشد سے اس کے وجود سے حرص و طمع اور غیر شرعی حرکات یکسر ختم ہو جاتی ہیں۔

مرشد کامل کے ذکر لسانی اللہ اللہ کرنے میں یہ کمال ہے کہ اس کی بیعت کرنے والا "ومن دخل ھذا الباب کان آمنا" کے تحت دارالامان الٰہی میں داخل ہو جاتا ہے۔ جیسے خانہ کعبہ میں داخل ہونے والا شخص امن میں ہو جاتا ہے اسی طرح مرشد کامل کی بیعت سے اس کی ساعت بھر کی صحبت صد سالہ طاعت بے ریا میں بدل جاتی ہے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

مرشد کامل کی نظر کرم سے مرید پر ریاضت کا دروازہ کھل جاتا ہے اور وہ ذکر الٰہی میں مصروف ہو جاتا ہے اور کثرت ذکر کے معمول سے وہ مقبول خداوند تعالیٰ ہو جاتا ہے۔ ذکر اللہ کا کمال یہ ہے کہ کثرت ذکر سے اسم اور جسم ایک ہو جائے جیسے بسم اللہ کی ب سے

الف چھپ جاتا ہے اسی طرح ذاکر کا جسم ذکر اللہ میں چھپ جائے۔

چناں کن اسم در جسم پنہاں
کہ میگرد و الف در بسم پنہاں

طالب اللہ اسم اللہ کو جامہ کی طرح پہنتا ہے گویا وہ جان ہے اور اس کی زندگی ذکر اللہ کا نشان ہے۔ جیسا ہے:۔

"من عرف نفسه فقد عرف ربه ومن عرف نفسه بالفناء فقد عرف ربه بالبقاء۔"(المقاصد الحسنۃ للسخاوی، ص:۴۱۹)

ترجمہ: "جس نے اپنے نفس کی حقیقت جانی اس نے اپنے رب کو پہنچانا جس نے اپنے نفس کو پہنچانا، فنا کے ساتھ اس نے اپنے رب کو جانا، بقا کے ساتھ۔"

پس ثابت ہوا کہ اللہ کے ذکر کی پابندی حصول بیعت کا حقیقی مقصد ہے۔ مرشد کامل تو اللہ کے طالب کا ہاتھ پکڑ کر اسے منزل مقصود تک پہنچا سکتا ہے جسے یہ قدرت حاصل نہیں وہ مرشد ناقص ہے اس کی دست گیری ضلالت ورسوائی ہے۔ چونکہ پیر کامل کی بیعت موجب راہبری ہے۔ اس لیے کسی مرد کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہئے تا کہ بوقت مصیبت اس کی راہبری (دستگیری) کر سکے۔

دست مردے گیر تا مردے شدی
جز بمرداں نیست راہ راہبری

ترجمہ: "کسی کامل مرد کا ہاتھ پکڑ لے تا کہ تو خود مرد بن جائے۔
"کیونکہ مردانِ خدا کے بغیر رہبری کی راہ نہیں مل سکتی۔

انسان اشرف المخلوقات میں سے ہے مگر نفس امارہ کی حقیقت کو نہ سمجھنے اور اس کی پیروی کے باعث وہ ذلیل وخوار ہو رہا ہے۔ مرشد کی راہبری سے نفس سرکش کا درس سیکھ،

پھر تجھے بقا باللہ کا منصب حاصل ہو گا، کیونکہ تو ہستی دلربا اور روح جانفزاء ہے۔ مگر اپنی ہستی سے بے خبر اور اپنے آپ سے چھپا ہوا ہے۔ تو اپنے کمال سے ناواقف ہے۔ تجھے چاہئے کہ سیپ سے موتی کی طرح باہر نکل اور نفس کے اس سربستہ صندوق کو کھول کر عرفان کی سر بلندی حاصل کر۔ تو اسرار قدرت کا عجوبہ ہے۔ مگر اپنی غفلت وجہالت سے اپنے مقام سے دور ہے۔

شاعر خوش بیان نے مقام انسان کو کیا خوب پیرائے میں پیش کیا ہے:۔

نظر سوئے خود کن کہ تو جان دلربائی
مفگن خاک خود را کہ تو روح جانفزائی
تو ز چشم خود نہانی تو کمال خود چہ دانی
چوں دُر از صدف بر آ کہ تو گوہر بے بہائی

ترجمہ: ”تو اپنی طرف نگاہ کر کہ تو دل ربائی اور محبوبیت کی جان ہے۔“ اپنے آپ کو خاک میں نہ گرا کیونکہ تو جان فزائی اور حقیقی زندگی کی روح ہے۔ تو اپنی نگاہ سے خود پوشیدہ ہے تجھے اپنا کمال کیسے معلوم ہو گا۔ موتی کی طرح سیپی سے باہر آ (پھر معلوم ہو گا) کہ تو ایک گوہر بے بہا ہے۔

”وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيْتَ“ (سورۃ الکھف، آیت: ۲۴) کے شان نزول میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ سے یہودیوں نے امتحاناً اصحاب کہف کا حال دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے اس خیال سے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھ کر بتاؤں گا۔ فرمایا کل بتاؤں گا۔ اتفاقاً اٹھارہ روز کے بعد نزول وحی ہوا اور آپ نے اصحاب کہف کا مفصل واقعہ سنایا۔ بروئے حدیث حضور ﷺ کو اِن شاء اللہ کہنے کی تاکید کی گئی ہے۔ جو ذکر الٰہی کا معمولی حصہ ہے۔ گویا خداوند تعالیٰ کو کسی صورت میں تغافل عبادت پسند نہیں۔ کیونکہ ذکر الٰہی سے ہی زہد وعبادت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جسے اپنانا فنافی اللہ کا لاثانی مقام ہے۔ جس

کے متعلق خاقانی علیہ الرحمۃ جیسے بزرگ نے فرمایا کہ مجھے عرصہ تیس سال کے بعد یہ راز معلوم ہوا ہے کہ دم بھر ذکر الٰہی کی مشغولی ملک سلیمان سے بہتر ہے۔ مگر حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ نے فرمایا میرے نزدیک صدیوں یاد خدا میں مصروف رہ کر مقام فنا فی اللہ حاصل ہوتا ہے اور خاقانی اس راز سے ناواقف ہے۔

بسی صد سالہا باید، فنا فی اللہ شود فانی!

ولے نامحرم است آنجا غلط گفت است خاقانی

ترجمہ: ''اگرچہ سینکڑوں سال بھی گزر جائیں اور انسان فنا فی اللہ کے مقام تک پہنچ کر اپنی ہستی مٹادے تب بھی وہ اپنی بشریت سے کلی طور پر آزاد نہیں ہوتا اور اس راز معرفت میں ہر ایک کی رسائی نہیں، خاقانی نے اس نقطے میں غلطی کی ہے۔''

پیر کامل قیامت میں بھی اپنے متعلقین کی معاونت کریں گے

پیر کامل استمداد قدرت الٰہی سے مرید کی راہبری اور کٹھن منازل بسہولت سر کرنے کا ذریعہ ہے۔ جیسے دریا عبور کرنے کے کے مختلف ذریعے ہیں۔ تیر کر، کشتی سے اور جہاز سے ہر ایک انسان ان میں سے جہاز کو ہی جلدی سفر طے کرنے کا ذریعہ سمجھتا ہے۔ بے شک انسان اعمال و پرہیز گاری کی محنت شاقہ سے مقصد و مدعا تک پہنچ سکتا ہے۔ مگر بلاواسطہ راہبر کامل کے وہ منٹوں کا سفر مہینوں بلکہ سالوں میں طے کر سکے گا۔ مگر پھر بھی خطرات شیطانی سے دوچار ہونے کا اندیشہ اسے دامن گیر ہی رہے گا۔ لیکن راہبر روحانی کی تیز رو برق رفتاری اور محفوظ نگرانی سے وہ چشم زدن میں اس منزل کو عبور کرے گا۔ لیکن ہر کام توجہ اور عقیدت مندی سے حاصل ہو گا۔ اس لیے ذکر حق میں توجہ دل اور رجوع دل کے لیے توجہ پیر اور لطافت پیر کے لیے ارادت مرید کامیابی روح کا فوری اور مؤثر ذریعہ ہے جس کے لیے اعتقاد کامل کی ضرورت ہے۔

کیونکہ اعتقاد ''کم ینفعکم'' تمہارے اعتقاد تمہارے لیے نفع بخش ہیں۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام کو استمداد الٰہی پر کامل بھروسہ تھا۔ جس کی وجہ سے وہ نارِ نمرود سے بے خوف و خطر تھے۔ عہد حاضرہ کے مسلمان اگر آج بھی ابراہیم علیہ السلام کا سا اعتقاد اور ایمان پیدا کر لیں۔ تو آگ میں انداز گلستاں پیدا ہو سکتا ہے اور ان کی مشکلات یقیناً دور ہو سکتی ہیں۔

آج بھی ہو جو براھیم سا ایمان پیدا
آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستان پیدا

پیر کامل کا قیامت میں ساتھ ہونا:۔

”یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ ﴿۳۶﴾“

ترجمہ: ”اس دن آدمی اپنے بھائی سے بھاگے گا۔ اور اپنی ماں اور اپنے باپ۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے۔“ (سورۃ عبس، آیت: ۳۴تا۳۶)

لیکن پیر کامل ایسے مشکل وقت میں بھی اپنے مریدین کے دوست ہوں گے۔

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ

ترجمہ: ”سب دوست قیامت کے دن دشمن ہو جائیں گے۔ مگر پرہیز گار اس دن بھی دوست ہی رہیں گے۔“ (سورۃ الزخرف، آیت: ۶۷)

دوستو نفس کی شرارتوں اور فریب سے بچنا بہت مشکل ہے۔ بقول حضرت شیخ الاکبر علیہ الرحمۃ انسان کو ساری عمر مجاہدہ نفس میں گزارنے کی سب تدبیریں چھوڑ کر کسی پاکیزہ ہستی کے ساتھ زندگی گزارنا عین سعادت ہے۔ کیونکہ ان کی روحانی کڑی سے وابستہ ہو کر انسان خدا رسیدہ ہو سکتا ہے۔

حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ نے کیا خوب تشریح کی ہے:۔

کامل مرشد ایسا ہووئے جہیڑا دھوبی وانگن چھٹے ہو
نال نگاہ دے پاک کریندا وچ سجی صابون نہ گھتے ہو
میلیاں تھیں کریندا اچٹا وچ ذرا میل نہ رکھے ہو!!
ایسا مرشد ہووئے باہو جہیڑا لوں لوں دے وچ وسے ہو

یقین محکم اور عمل صالح کی پیروی سے ایمان کامل حاصل ہوتا ہے

اعتقاد اور یقین ایک ہی مقصد کی دو مضبوط کڑیاں ہیں۔ سب سے پہلی کڑی تو خیالی تصویر کا نقشہ ہے اور دوسری کڑی نقشہ جمانے کا اقرار پختہ ہے۔ جب تک اعتقاد پختہ نہ ہو۔ یقین قریب بھی نہیں آسکتا۔ لہٰذا پختہ اعتقاد کے بعد یقین سونے پر سہاگہ کا کام دیتا ہے۔ پھر اعتقاد و یقین کامل ہو کر ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ جس سے مقصد کی مضبوطی ہوتی ہے۔ ثابت ہوا کہ اعتقاد و یقین کے پیوند اور جوڑوں کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔

"اقرار باللسان و تصدیق بالقلب۔"

ذات باری تعالیٰ کا اقرار تو زبان سے ہی ہوتا ہے مگر اس کی تصدیق کے لیے دل کے یقین کی ضرورت ہے۔ یا اس دعویٰ ایمان پر یوں غور فرمایئے کہ کسی بھی دعویٰ کے لیے گواہان اس کی مضبوطی و استحکام کے لیے قابل بھروسہ سمجھے جاتے ہیں۔ اس لیے دعویٰ ایمان باری تعالیٰ کے لیے اعتقاد اس کا اقرار ہے اور اس پر گواہان یقین و عمل ہیں۔ جن کی تصدیق دل سے ہوتی ہے۔

شاعر مشرق علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کے نظریہ سے نفس سرکشی کی مغلوبیت اور جہاد فتوح عالم کے لیے یقین و عمل کی پختگی کو کامیابی کا سربستہ راز سمجھا گیا ہے۔

یقین محکم عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیریں

گویا ایمان مجسمہ ہے اعتقاد و عمل کا۔ کیونکہ اعتقاد کے بغیر عمل بے سود اور عمل نہ ہو تو اعتقاد بے حقیقت، ثابت ہوا کہ اعتقاد و عمل دونوں کا وجود ایمان کے لیے لازم وملزوم ہے۔

اعتقاد خلوص نیت کا نام ہے۔ جو کام بھی خلوص و محبت سے کیا جائے اس کا انجام بہتر ہوتا ہے۔ ورنہ صرف خلوص نیت بلا عمل کی اکیلے کوئی فضیلت نہیں۔ اس طرح وہ اپنے منصب اقتدار کو کھو بیٹھی ہے۔ عمل کی سربلندی کے متعلق حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

اسلام نام ہے تسلیم کا اور تسلیم نام ہے یقین کا اور یقین نام ہے تصدیق کا اور تصدیق نام ہے اقرار کا اور اقرار نام ہے عمل کا، جس کی تائید علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے یوں کی

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

سبحان اللہ کتنی بلند منزل ہے عمل کی۔ بہر صورت حصول ایمان کے لیے دو چیزیں پیش نظر رکھنا ضروری ہیں۔ وہ ہیں اعتقاد و عمل، پیروی عمل سے ابلیس پیدائشی جن ہوتے ہوئے مقربین میں شامل تھا۔ جوں جوں وہ عبادت کو فروغ دیتا گیا قدرت اس کے درجہ کو بلند کرتی رہی۔ لیکن جونہی اس کے اعتقاد میں فرق آیا اور اس نے حکم خداوندی کو ٹھکرا کر تکبر و غرور کے طور پر نافرمانی کی اس پر عتاب الٰہی نازل ہوا۔

"فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۗ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ"

ترجمہ: "شیطان نے تکبر کی بنا پر آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور کافر ہو گیا۔" (سورۃ البقرہ، آیت:۳۴)

قرآن مجید میں بد اعتقاد اور ریاکار لوگوں کو کثرتِ عبادت کے باوجود دوزخ میں اوندھے منہ ڈالا جائیگا گویا ایمان کامل کے لیے اعتقاد اور عمل صالح بلا ریاکاری کا ہونا ضروری

ہے۔ ورنہ عبادت ریاکاری عنداللہ نامقبول ہو گی۔

بہ زمین سجدہ کردم ززمین صدا بر آمد
کہ مرا خراب کردی ز سجدہ ریائی

ترجمہ: ”میں نے زمین پر سجدہ کیا تو زمین سے یہ آواز آئی۔ کہ تو نے ریاکاری کے سجدے سے مجھے خراب کر دیا۔

مریدومراداورمحب وحبیب کاعرفانی موازنہ

اہل طریقت کی اصطلاح میں طالب حق کو مرید اور ذات الٰہی کو مراد کہتے ہیں۔ اس حالت میں مُرید صادق کا ارادہ زہد و عبادت اور یاد الٰہی میں جستجوئے حق تعالیٰ ہوتا ہے۔ اس کا مقصود ذات وحدہ لاشریک ہے۔ زیں سبب طالب حق تعالیٰ کو مرید اور ذات حق تعالیٰ کو مراد کہتے ہیں۔

اس لیے اللہ تعالیٰ کے تعلق سے یہ دولت روحانی حاصل ہوتی ہے۔

ذات اوگر مونس جانت بود
ہر دو عالم زیر فرمانت بود

اگر یہ مقصد اپنی عقل و فراست کی راہ نمائی سے حل ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں کے مبعوث فرمانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ گو عقل سلیم ہستی باری تعالیٰ کا اقرار تو کر لیتی ہے مگر بدوں راہبر کامل وذات کاملہ وصفات عالیہ کے مدارج سمجھنے کے باوجود قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتی ہوئی ناکام ونامراد رہتی ہے۔ ثابت ہوا کہ عرفان باری تعالیٰ بلاواسطہ راہبر حاصل کرنا خام ہے۔ اور ایسی فرسودہ تگ ودو کا نتیجہ صرف ناکامی ہی رہا ہے اس بھنور کے اندر ہزاروں کشتیاں داخل ہوئیں (اور نیچے غرق ہو گئیں) لیکن اُن میں سے کوئی تختہ دوبارہ کنارے پر ظاہر نہ ہو سکا۔

دریں ورطہ کشتی فروشد ہزار
کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

تنویر عقل کے لیے ہر دورِ ابتلا میں انبیاء و مصلحین کی راہبری سے یہ کٹھن منزلیں

سر کی گئی ہیں۔ جس کی تدلیل وضاحت میں "الشیخ فی قومہٖ کا النبی فی امتہٖ" (المقاصد الحسنۃ، حدیث نمبر ۶۰۹ صفحہ نمبر ۲۵۷ دار الکتب العلمیہ بیروت) کی روشن مثال موجود ہے۔ نیز محبت الٰہی محبت رسول سے حاصل ہوتی ہے۔

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ"

ترجمہ: "اے نبی لوگوں کو بتلائیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کے خواہشمند ہو تو میری تابعداری کرو اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔"

(سورۃ آل عمران، آیت:۳۱)

گویا اللہ کی محبت اس کے حبیب کی محبت سے حاصل ہوتی ہے اور اس کی دوستی و رضامندی بھی حضرت محمد ﷺ کی دوستی سے وابستہ ہے۔

حبیب حق تعالیٰ کی دوستی دنیا بھر کی محبوب ترین چیزوں سے بڑھ کر ہے جو ایمان کامل کا ذریعہ ہے۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے:۔

"وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔"

ترجمہ: حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ میں اسے اس کے والد، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"

(مشکوٰۃ شریف، حدیث:۷)

سچ ہے ایمانِ کامل کے لیے محبت رسول کا ہونا ضروری ہے۔

جو دل سے محمد ﷺ پر قربان نہیں ہوتا
کامل تو کبھی اس کا ایمان نہیں ہوتا

طالب حق تعالیٰ عرفان خدا سے عاجز ہو کر جستجوئے مراد کے لیے راہبر مقصود کا متلاشی رہتا ہے۔ جب وہ کسی خدا رسیدہ بزرگ سے تعلق پیدا کر لیتا ہے تو اصطلاح عوام میں اس بزرگ کا وہ مجازاً مرید کہا جاتا ہے اسی طرح راہبر طریقت کو ذریعہ مراد کہنا درست ہے۔ ورنہ حقیقی مراد تو بجائے خداوندا تعالیٰ کے کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا۔ پیر کامل کے تعلق سے راہبری اسلام اصلاح بدکاری اور حضور خداوند تعالیٰ کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ ایسے اصول کی وابستگی کا نام مرید اور ترسیل حق تعالیٰ کو مراد کہا جاتا ہے۔ بزرگان وصالحین سے تعلق رکھنا، انہیں ملنا اور ان کے دیدار سے شرف حاصل کرنا یقیناً کفارہ گناہ ہے اور اس سے نیکی کی رغبت حاصل ہوتی ہے۔

ہر کہ بیند روئے پاکاں صبح و شام
آتش دوزخ بود بروئے حرام

ترجمہ: ''جو کوئی صبح و شام نیک لوگوں کا دیدار کرتا ہے۔ دوزخ کی آگ اُس پر حرام ہو جاتی ہے۔''

ارادت مرید اور اس کے قصد و عمل کی اصلاح

مرید کی ارادت کا مطلب اپنی عادت کو چھوڑ کر دل کو اللہ تعالیٰ کی طلب میں لگانے کے ہیں۔ جب انسان اپنی وہ عادات چھوڑ دے گا جو دنیا و آخرت کی لذات کہلاتی ہیں تو اس کی ارادت کامل ہو جائیگی۔ یہی ارادت ہر معاملے میں سب سے مقدم اور مقبول روحانیت ہے۔ قصد پختہ ارادے کا نام ہے اور عمل ارادت کا اعلیٰ مقام ہے۔ لہٰذا ارادت مرید سالک کا ابتدائی اور بنیادی مقام ہے۔ خداوند تعالیٰ نے حضور ﷺ کو فرمایا:۔

”وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَیْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَیْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَیْهِمْ مِّنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ“ (سورۃ الانعام، آیت:۵۲)

ترجمہ: ”اور ان لوگوں کو اپنی مجلس سے نہ نکالنا جو صبح و شام اپنے پروردگار کو اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے پکارتے رہتے ہیں۔ ان کے حساب میں جو اعمال ہیں ان میں سے کسی کی ذمہ داری تم پر نہیں ہے، اور تمہارے حساب میں جو اعمال ہیں ان میں سے کسی کی ذمہ داری ان پر نہیں ہے جس کی وجہ سے تم انہیں نکال باہر کرو، اور ظالموں میں شامل ہو جاؤ۔“

اللہ تعالیٰ نے حضور کو قصد نیک اور عمل صالح کی پیروی کرنے والوں کو دھتکارنے اور اپنے در سے دور کرنے سے منع فرمایا ہے، اور دوسری آیت میں فرمایا کہ:۔

”وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ

وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِيْدُ
زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ
ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا"

ترجمہ: ”اور اپنے آپ کو استقامت سے ان لوگوں کے ساتھ رکھو جو صبح و شام اپنے ربّ کو اس لیے پکارتے ہیں کہ وہ اس کی خوشنودی کے طلبگار ہیں۔ اور تمہاری آنکھیں دنیوی زندگی کی خوبصورتی کی تلاش میں ایسے لوگوں سے ہٹنے نہ پائیں۔ اور کسی ایسے شخص کا کہنا نہ مانو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا ہے۔“ (سورۃ الکھف، آیت:۲۸)

مرید کے لیے ضروری ہے کہ گزشتہ گناہوں کی مغفرت اور آئندہ گناہوں سے محافظت کرے۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچانے والی عبادت کے سوا کسی اور مقصد کے پورا ہونے کا انتظار نہ کرے۔ تمام حرکات و سکنات میں اللہ تعالیٰ سے راضی رہے اور مشائخ عظام اور ابدال کرام کی نظر میں محبوب ہو جانے کو پسند کرے۔ کیونکہ عقل و خرد والے دوستوں کے گروہ میں داخل ہونے کا شوق رکھتے ہیں۔

مگر اہل خرد وہی ہیں جو من جانب اللہ فہم رکھتے ہوں اور خوف آخرت سے آگاہ رہتے ہوں اس وقت دل و ضمیر اور نیت میں سب کی صفائی ہو جائے گی۔ مرید کا دل جب تک تمام خواہشات اور اغراض دینوی سے خالی ہو کر مذکورہ بالا مقصد و مطالب سے پاک نہ ہو گا اس کی ارادت کمال تک نہ پہنچ سکے گی اور وہ اپنے مقصد و عمل میں ہرگز کامیاب نہ ہو سکے گا۔ مکمل کامیابی اور بہتری اسی میں ہے کہ وہ نفس امارہ کی برائیوں سے دور ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت و رضامندی میں مصروف رہے اندریں حالات مرید کو اگر کوئی مشکل درپیش ہو تو اسے مرشد کے پاس جانا چاہئے۔ کیونکہ مرشد کامل اس کے عقیدے کو درست کر کے اس کی ہر مشکل کو ایک لحظہ میں حل کر سکتا ہے اور اسے وحدت خدا سے آشنا کر سکتا

ہے۔

بر در مرشد بروتا صبح و شام
تاترا حاصل شود مطلب تمام
گنج بخشد مرشد از فضلش عطا
شد نصیب طالباں وحدت خدا

ترجمہ: صبح و شام اپنے مرشد کے در پر جایا کر۔" "تا کہ تجھے اپنا مطلب و مقصد پورا حاصل ہو جائے۔" "مرشد اپنے فضل سے خزانے عطا فرماتا ہے۔" اور طالبین حق کو وحدتِ خدا نصیب ہوتی ہے۔

شیخ کو مرید کی اصلاح وادب آموزی شفیق ومُربی کی طرح کرنی چاہیے

شیخ پر لازم ہے کہ مرید کی خیر خواہی کے لیے اس کو محبت کی آنکھ سے دیکھے۔ اگر ریاضت کی برداشت سے مرید عاجز آجائے تو مہربان ماں اور شفیق باپ کی طرح اس کی تربیت کرے۔ اس پر ناقابل برداشت بوجھ ہر گز نہ ڈالے۔ اس کی خواہش کو ترک اور شرعی پیروی کا حکم دے۔ تاکہ وہ طبعی خواہشات کی قید سے چھوٹ کر شرعی قیود میں داخل ہو جائے۔ مرید میں اگر شروع ہی سے مجاہدہ کی سچائی اور پختگی نظر آئے تو خدا داد نورِ فراست اور من جانب اللہ مکاشفہ سے اس کے عطیۂ فیض میں در گزر سے کام لے مرید سے نفع اندوز ہونا شیخ کے لیے جائز نہیں نہ مرید کے مال سے نہ اس کی خدمت سے بلکہ ادب آموزی کے عوض اللہ تعالیٰ سے بھی تمنا نہ کرے، جیسا کہ خدا کی بے لوث عبادت کرنی چاہیے۔

سوداگری نہیں، یہ عبادت خدا کی ہے
او بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

شیخ کو چاہیے کہ محض اللہ کے حکم کی تعمیل اور انعام خداوندی کے حصول کے لیے مرید کی تربیت کرے مرید اللہ کا بھیجا ہوا تحفہ ہے۔ اس کو قبول کرنے کی شکل یہی ہے کہ اس کے ساتھ بھلائی کی جائے۔ اس کو ادب الٰہی سکھایا جائے۔ اس کی روحانی اور اخلاقی تربیت کی جائے۔ شیخ کو چاہیے کہ پوری قوت کے ساتھ مرید کو تربیت دے اگر مرید سے

اطاعت الٰہی میں کوئی خلل یا سستی ہو جائے تو اس کے لیے تنہائی میں استغفار کرے، مرید کی راز کی نگہداشت کرے جو اسے انکشاف یا علم لدنی سے معلوم ہو کیونکہ نیکوکار کے سینے اسرار کی قبریں ہوتے ہیں اس لیے شیخ کو مریدوں کے لیے راحت کدہ، خزانہ راز، تحفظ نگاہ اسرار پناہ گاہ اور مقام حفاظت ہونا چاہیے۔ مرید کو اصولی و فروعی ارتکاب گمراہی اور خود پسندی سے بچائے۔ اس کے افعال واحوال کو اس کی نظر میں حقیر کر کے دکھائے تاکہ وہ تباہ نہ ہو جائے گمراہی اور خود پسندی بندہ کو اللہ تعالیٰ کی نظر سے گرا دیتی ہے۔ اگر عوام کو مفاسد و مصالح کی نصیحت کرنے کا ارادہ ہو تو عمومی طور پر بلا کسی تعین کے ہدایت کرے۔ اگر بدخلقی یا سختی سے پیش آئے گا تو ان کے دلوں میں نفرت پیدا ہو گی، محبت اولیاء کا جو تخم مریدوں کے دلوں میں بویا جاتا ہے یہ عمل اس کے منافی ہوتا ہے اور اہل طریقت کی نظر میں یہ عمل مریدوں پر تہمت تراشی قرار پاتا ہے۔ لہٰذا احتیاط کی جائے۔ اگر مغلوب الحال ہو جائے تو مریدوں سے الگ ہو کر نفس کو ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رکھے اور اپنے لیے کسی ایسے شیخ کی طلب کرے جو اس کو مؤدب و مہذب و درست کرے۔ گویا شیخ کے لیے محبت و شفقت کے پیرائے میں مریدوں کی اصلاح کرنی چاہیے۔ حضور ﷺ نے حسن اخلاق سے تو دنیائے آمریت کے آہنی قلعے مسمار کر دیئے تھے۔ شیخ کی تبلیغ وہدایت سے عوام کی کیونکر نہ اصلاح ہو گی۔ اخلاق کی تسخیر عجیب ہے اسے ہر صورت معمول زندگی بنایا جائے۔

کچھ انکے خلق نے کرلی کچھ انکے پیار نے کرلی
مسخر اس طرح دنیا شہہ ابرار نے کرلی

صحبت شیخ سے حسن اخلاق اور کردار صالح پیدا ہوتا ہے

بزرگان دین کی صحبت و محبت سے اخلاقی ترغیب و تربیت حاصل ہوتی ہے۔ جس سے اپنی اور دوسروں کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ صوفیائے کرام کے حالات اور ارشادات سے ثابت ہوتا ہے کہ تصوّف نفوس انسانی کو مادی نجاستوں سے پاک کرنے اور اعلیٰ اخلاق و کردار پیدا کرنے کی عظیم الشان تحریک تھی۔ جس کی بدولت بنی نوع انسان نے حقیقی انسانیت حاصل کی۔

سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید کو تاکیداً فرمایا کہ جو بات اپنے لیے پسند نہیں کرتا وہ دوسروں کے لیے پسند نہ کر اوروں کے لیے اس بات کی خواہش کر جس کی تجھے خواہش ہے وہ مرید مدت کے بعد کسی وظیفہ کی جستجو میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے پھر مذکورہ ہدایت کی اور اس کے پیروی کے بعد دوسرے درس کا وعدہ فرمایا۔

ارتقاء جسمی کا انحصار انہی اصولوں کی پابندی سے ہے اس کے بعد ارتقاء روحانی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جو ایمان باللہ اور محبت الٰہی سے متعلق ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیف جلیلہ احیاء العلوم میں فرمایا کہ انسان حسن خلق سے وہ درجہ پاتا ہے جو دن بھر روزہ رکھنے اور رات بھر عبادت کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔

”ان الرجل لیدرك بحسن خلقه درجة قائم اللیل و

صائم النہار۔ ‘‘[1] (احیاء العلوم)

تصوّف کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کرے۔ دوسروں کو مادی نجاستوں کی آلودگی سے پاک وصاف کرے۔ بنی نوع انسان کے ساتھ تعلقات میں شگفتگی پیدا کرنا اور ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنا، برائی سے بچانا اور بھلائی کی طرف بلانا یہ وہ کام ہیں جو عبادات سے زیادہ اہم ہیں۔

عطا کن شور رومی سوز خسرو
عطا کن صدق اخلاق سنائی

ترجمہ: ’’رومی کا شور اور خسرو کا سوز عطا کر۔ سنائی کے اخلاق کا صدق عطا فرما۔‘‘

حضرت نظام الدّین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کثرت سے نماز پڑھنا اور وظائف میں بکثرت مشغول رہنا قرآن مجید کی تلاوت میں زیادہ مصروف رہنا یہ سب کام چنداں مشکل نہیں ہیں۔ ہر باہمت شخص کر سکتا ہے۔ بلکہ ایک بڑھیا بھی کر سکتی ہے۔ روزہ پر مداومت کر سکتی ہے۔ تہجد گزاری میں مصروف رہ سکتی ہے۔ قرآن مجید کے سپارے تلاوت کر سکتی ہے لیکن مردانِ خدا کا کام کچھ اور ہے۔ (سیرۃ الاولیاء، ص:۴۵)

خواجہ نور محمد مہاروی علیہ الرحمۃ احباب کی معیت میں رونق پذیر محفل تھے۔ اتفاقاً ایک سبزی فروش نے سنگتروں کی آواز دی۔ حضور نے دوستوں سے دریافت کیا۔ تم میں سے کس نے سبزی فروش کے مقصد کو سمجھا ہے۔ سب نے خاموشی اختیار کی تو جناب نے فرمایا اس کا روحانی مقصد یہ ہے، سنگترہ۔ جو شخص اچھے سنگ میں شامل ہوا وہ تر گیا:۔

---

① اسی طرح کی ایک حدیث مبارکہ سنن ابی داؤد میں بھی مذکور ہے۔ ’’عن عائشة قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول ’’إن المؤمن لَيُدرِكُ بحسن خلقه درجة الصائم القائم‘‘ (سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۴۷۹۸) ترجمہ: اُمُ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ مؤمن اپنی خوش اخلاقی سے روزے دار اور رات کو قیام کرنے والے کا درجہ پالیتا ہے۔

سامعین نے حضور کے ارشاد روحانی کی ترجمانی سے فیض یاب ہو کر سر بلندی حاصل کی۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے اچھی صحبت کی ترغیب دی ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

ترجمہ: "نیک لوگوں کی صحبت تجھے صالح بنا دے گی۔" "برے لوگوں کی صحبت تجھے برا بنادے گی۔"

قرآن مجید اور حدیث حضور ﷺ سے حسن اخلاق پر زور تلقین کی گئی ہے۔

"وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ" (سورۃ البقرہ، آیت:۱۲۹)

ترجمہ: "نبی لوگوں کو پاک کرتا ہے اور انہیں حکمت اور قرآن مجید سکھاتا ہے۔"

ارشاد نبوی ﷺ ہے:۔

"واکمل المومنین ایماناً احسنهم خلقا۔" (سنن ترمذی، حدیث:۲۶۱۲)

ترجمہ: "مسلمانوں میں کامل ایمان اس کا ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔ تمام مذہبی عبادات کا مقصد یہی ہے کہ انسان میں اچھے اخلاق پیدا ہوں۔ بالخصوص نماز میں یہ صفت کاملہ موجود ہے۔"

"اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ" (سورۃ العنکبوت، آیت:۴۵)

ترجمہ: "بے شک نماز انسان کو برائی اور عیب سے روکتی ہے۔"

نیز فقر و تصوّف کا جو نقشہ علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے کھینچا ہے بلحاظ روح تصوّف کے قابل تقلید ہے۔ جسے اپنانے سے شان شبیری و اسرار جہانگیری حاصل ہوتا ہے۔

اک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نخچیری
اک فقر سے کھلتے ہیں اسرار جہانگیری
اک فقر سے قوموں میں مسکینی و دل گیری
اک فقر سے مٹی میں خاصیت اکسیری
اک فقر ہے شبیری اس فقر میں ہے میری
میراث مسلمانی سرمایہ شبیریؐ

تصور شیخ سے حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حب خدا کی روحانی دولت حاصل ہوتی ہے

ہر ایک کام کرنے سے پہلے دل میں اس کا تصور رکھا جاتا ہے اور پھر تصور کے ذریعے محبت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر یہی جذبہ محبت کسی کام کی تکمیل کا از خود راہبر بن جاتا ہے۔ جس سے ہر کام کی باحسن طریقہ تکمیل ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کا تصور شیخ ابتدائی زینہ ہے۔ گویا یہ مقام مشکل ضرور ہے مگر آنکھیں بند کر کے مرشد کی شکل و صورت پر نظر رکھنے سے آہستہ آہستہ مرشد کی شکل نظر آنے لگتی ہے اور اپنا وجود بوجہ عقیدت مندی مرشد کے وجود میں محو ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ اس حالت میں مرید کوسوں دوری پر مرشد کی ہم کلامی کا فیض پاتا ہے اور اسی نقطہ کمال سے جمال حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور انوار حق تعالیٰ سے سرفراز اور زہد و تقویٰ سے بلند پروازی حاصل کرتا ہے۔

اللہ کا ذکر تصور شیخ کی معیت میں کیا جائے تو دل کو لطف اندوزی اور درجات روحانی حاصل ہوتے ہیں لیکن یہ مقام ہر انسان کا نہیں مخصوص لوگ ہیں جو اس منصب جلیلہ پر پہنچتے ہیں۔ مگر

"ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ"

ترجمہ: "یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔" (سورۃ الجمعہ، آیت:۴)

اگر اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو جائے تو بخت خفتہ بیدار ہو جاتا ہے اور مرشد کی وساطت سے لطافت حق تعالیٰ کی سربلندی مل جاتی ہے۔ کلام موسیٰ علیہ السلام جو تصور حق تعالیٰ میں بے خود تھے۔ تجلی طورِ آگ کا بہانہ تھا وہاں جا کر جمال یار کے دیدار اور پیغمبری کی سرفرازی حاصل کی۔

آگ لینے کو گئے بخش دی پیغمبری
طور پر ان کو بلا کر کیا ہی رتبہ کر دیا

تصور کی دو قسمیں ہیں۔ شہودی اور وجودی۔

تصور شہودی مرشد کی شکل و صورت سامنے دیکھنے کا نام ہے اور تصور وجودی اپنے وجود میں مرشد کا وجود دیکھنے کے ہیں۔ یہ تصور کا درجہ کمال ہے۔

تصور شہودی تو برے کاموں سے روکتا ہے مگر تصور وجودی ذات مرشد میں سراپا فنا ہونے کے باعث پیروی مرشد کامل ہوتا ہے۔

جس سے بدکاری و گمراہی کا خطرہ دور ہو کر اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ دامن گیر ہوتا ہے۔ دل کی صفائی، توجہ ذاتِ الٰہی اور کمال عبادت کے لیے اگر مراقبہ و تصور کیا جائے تو ان میں لاثانی کمال حاصل ہوتا ہے۔

تصور شیخ صحابہ کا معمول تھا۔ جو حدیث حضور ﷺ سے ظاہر ہے۔

"کانی انظر الی رسول اللہ ﷺ علی المنبر و علیہ عمامۃ سوداء "وقد ارخیٰ طرفیھا بین کتفیہ۔" (سنن ابن ماجہ، حدیث:۳۵۸۷)

ترجمہ: "حارث بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے نبی ﷺ کا یوں تصور پکا ہوا تھا گویا میں دیکھ رہا ہوں حضور کی طرف آپ ممبر پر تشریف فرما ہیں اور سیاہ پگڑی باندھے ہوئے ہیں جس کے دونوں پلے حضور ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔"

دوسری حدیث میں ارشاد ہے:۔

”قال فکانی انظر الی سوا کہ تحت شفتہٖ۔“(مسلم شریف،حدیث:
۱۷۳۳)

ترجمہ:”ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہ میں حضور کو لبوں میں
مسواک لیے ہوئے کا تصور کرتا ہوں۔“

خیر القرون سے حضور ﷺ سے حلیہ مبارک کو تصور میں رکھنے کا ثبوت ملتا ہے۔بقول امام غزالی علیہ الرحمۃ ہدیہ درود سلام میں حضور ﷺ کا تصور کیا جاتا ہے۔نیز مصیبت و تکالیف دنیا و عقبیٰ کی نجات و شفاعت اور عذاب الٰہی سے محفوظ ہونے کی آپ کے تصور سے دعائیں کی جاتی ہیں۔صوفیائے کرام بلاناغہ وظائف میں حضور ﷺ کا تصور رکھتے ہیں۔نیز پیر کامل کا تعلق اس لیے ہوتا ہے کہ ان کے توسل سے حضور ﷺ تک رسائی ہو اور پھر حضور کے واسطہ سے حق تعالیٰ کی بارگاہ میں رسائی میں دشواری نہ ہو۔ صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کا معمول یہی رہا ہے جس کی وجہ سے وہ مقرب خداوند تعالیٰ تھے اور ان کے امور خیر انجام پذیر ہوتے تھے۔فدایان حضور روضہ مبارک کے قریب بعید ہر جگہ حضور ﷺ کا تصور رکھتے ہوئے آپ کو اپنا پیشوا اور راہنما خیال کرتے تھے۔حضور ﷺ سے وابستہ ہو کر مسلمان اللہ تعالیٰ کا حقیقی مطیع و فرمانبردار رہتا ہے اور اسے بارگاہ الٰہی میں مستجاب الدعوات ہونے کا مقام مل جاتا ہے۔جیسا کہ بجلی کے مین پاور کا تعلق سب اسٹیشن کی تاروں وغیرہ سے ہوتا ہوا گھروں تک پہنچتا ہے مگر اس سارے تعلق کا مقصد فقط روشنی ہے۔اگر سب کا تعلق مکمل ہو گیا تو روشنی پہنچے گی ورنہ کسی ایک تار یا کسی جگہ سے بھی خرابی ہو جانے سے باہمی تعلق ٹوٹ جائیگا اور روشنی میسر نہ ہو سکے گی۔قیاس بریں تصور شیخ سے حضور کا تعلق اور حضور ﷺ کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ تک کنکشن مکمل جاتا ہے اور تجلیات و عنایات ذات پُر صفات سے قلب و جگر منور اور ایمان کامل ہو جاتا ہے جس کی تاکید قرآن مجید میں خصوصیت سے فرمائی گئی ہے۔

”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ“ (سورۃ آل عمران، آیت:۲۰۰)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! صبر کرو اللہ سے ڈرو ور نیک لوگوں سے تعلق پیدا کرو تاکہ تم بہتری حاصل کر سکو۔ استدلال مذکورہ سے رابطہ شیخ اور اس کے تصور کا درس حاصل ہوتا ہے۔ جو مجیب کاشفِ مدعائے ذات باری تعالیٰ ہے۔“

دست شیخ از غائباں کوتا نیست
دست او جز قبضہ اللہ نیست

ترجمہ: ”شیخ کا ہاتھ غائبین سے کوتاہ نہیں۔“ (دور والوں تک اُس کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے) اس کا ہاتھ سوائے اللہ کے قبضہ کے نہیں۔“ (ان کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے)

پیران صالحین کی پیروی اختیار کرو اور گمراہ لوگوں کے فریب سے بچنے کی کوشش کرو

صوفیائے کرام کے نزدیک سلوک کی راہ وہ شخص طے کر سکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ میں قرآن اور بائیں ہاتھ میں حضور ﷺ کی سنت ہو۔ تاکہ ان دو شمعوں کی روشنی میں چلنے سے نہ تو وہ شکوک و شبہات کے گڑھے میں گرے اور نہ بدعت کی اندھیروں میں ٹامک ٹوئیاں مارے۔ دینوی اغراض مندوں نے پیٹ پرستی اور عزت و بڑائی کی خاطر جاہل عوام میں مشہور کر رکھا ہے کہ شریعت کی راہ اور ہے اور فقیری کی راہ اور۔ ایسے لوگ دشمن اسلام ہیں۔ عوام کو فریب دے کر گمراہ کر رہے ہیں۔ عوام کی نفسیاتی عیاشی کے ماحول میں انہوں نے اپنی مطلب بر آوری کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ شکاری شکار کے ہم مثل آواز میں اسے فریب دے کر پھنساتا ہے۔ ایسے غیر شرع لوگوں کی پیروی شرعاً حرام ہے۔ مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے ایسے مکاروں کی کیا خوب نقاب کشی کی ہے۔

کار شیطان مے کند نامش ولی
گر ولی این ست لعنت بر ولی

ترجمہ: ”کام شیطان کا کرتا ہے نام اُس کا ولی ہوتا ہے۔“
”اگر ولی یہی ہے تو ایسے ولی پر لعنت ہے۔“

حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ نے ہم شکل چیزوں کے خطرناک فریب کے متعلق فرمایا:۔ ایک گڈریا تھا جس کی بھیڑوں کے گلے میں دو بھیڑیے آیا کرتے

تھے اور بھیڑوں کو ہلاک کیا کرتے۔ ایک روز گڈریا اپنے باپ کے پاس گیا اور کہنے لگا دو بھیڑیے آتے ہیں اور بھیڑوں کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ ایک تو اپنی شکل پر ہے اور دوسرے کی شکل بھیڑوں کی طرح ہے۔ اگر میں ان پر قابو پاؤں تو پہلے کون سے بھیڑیے کو ہلاک کر دوں۔ باپ نے کہا کہ پہلے اس کو مارنا جس کی شکل بھیڑوں کی مانند ہے۔ اس لیے کہ وہ زیادہ سخت دشمن ہے کیونکہ وہ بھیڑوں کے مشابہ ہے اور بھیڑیں اس کے دھوکہ میں آجاتی ہیں۔

مظالم چنگیز و ہلاکو خان نے مسلمانوں کے فناوزوال کی اس قدر پریشانی پیدا کر ڈالی کے زہد و اتقاء اور پارسائی کا جذبہ ٹھنڈا پڑ گیا جس کے تاثر سے مسلمان در گور اور مسلمانی در کتاب ہو کر رہ گئی۔ مسلمان تبلیغ دین اور جہاد اسلام کے نمایاں کارناموں سے دل چھوڑ بیٹھے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اغیار و مخالفین نے ہر مقام پر آدبوچا اور اسلام برائے نام کھوکھلا ڈھانچہ بن کر رہ گیا۔ حالانکہ جہاد حُسین اور قربانی شبیر مسلمانوں کے بیدار و ہوشیار اور اسلام کو عملی زندگی بخشنے کے لیے انمٹ کارنامہ اور زندہ جاوید مثال ہے۔ اسلامی خیر خواہی کے جذبہ سے بے راہ رو مسلمانوں کو تباہی و بربادی سے بچانے کے لیے میدان عمل میں نکل کر خواب گراں کی مدہوشی و تغافل سے بیدار کر کے انہیں حقیقی تابندگی اور اسوہ حسنہ حضور ﷺ کی ترغیب دلائیں۔ ایسے ہی پیران خانقاہ رہبانیت کی بجائے عوام کو درس شبیری جہاد حسین کی سرفروشی کا ذوق و شوق دلانے کی امید کی جاسکتی ہے۔

جیسا کہ اقبال علیہ الرحمۃ نے غفلت مسلمانوں کو ہوشیاری و درس بیداری کا پیغام دیا ہے۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری
تیرے دین وادب سے آرہی ہے بوئے رہبانی
یہی ہے مرنے والی امتوں کا عالم پیری

فقر و درویشی کا مقصد رقص و راہبانی نہیں بلکہ لا الہ الا اللہ کی پاسبانی ہے

تصوّف کے معنی شرعی روشنی میں اللہ کے ذکر سے نفس کو پاک کر کے کمال پیدا کرنے کے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صوفیاء کا زائد از فرائض ریاضت و مجاہدات اللہ کا ذکر اختیار کرنے کے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد حق تعالیٰ سے ظاہر ہے:۔

"اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ" (سورۃ الرعد، آیت:۲۸)

ترجمہ: "مومنوں کے دل اللہ کے ذکر سے تسکین پاتے ہیں۔"

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ کی تفسیر روح البیان کے مطابق کثرت ذکر الٰہی سے مومنوں کو حقیقی راحت و تسکین ہوتی ہے جو کہ شاعر مشرق علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کے بقول مال و دولت اولاد اور خانگی وزیبائی سے بڑھ کر ہے۔

نہ دنیا سے نہ دولت سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

بزرگان و صالحین کی مقبولیت و سرفرازی کا راز شرعی پیروی میں پوشیدہ ہے۔ کیونکہ وہ ذکر حق کی محویت سے باطن کو صاف کرتے ہیں۔ بدوں صفائے باطن اور خلاف شرع کاموں کو چھوڑنے کے تصوّف ایک کھوکھلا ڈھانچہ رہ جاتا ہے۔ جو دکھلاوے کا نمائشی بورڈ اور جاہل عوام کی فریب دہی کا جال ہے کہ لوگ ظاہری فریب سے متاثر ہو کر ابلیسی جال میں پھنس جاتے ہیں اور جہنم کے بدترین مقام کا شکار ہو جاتے ہیں۔

حضور ﷺ سے روگردانی کے باعث آج سینکڑوں لوگ لبادۂ تصوّف اوڑھے در بدر پھرتے دکھائی دیتے ہیں، جن کی بداعمالیوں نے مشائخِ کرام اور پیران عظام کے روحانی مشن اور اسوہ حسنہ آنحضرت ﷺ کو داغدار بنا رکھا ہے۔

دراصل شریعت محمدیہ ایسی کسوٹی ہے جس پر کھوٹا اور کھرا پرکھا جا سکتا ہے۔ ورنہ دھوکے باز فریبی لوگ تو بھولے بھٹکوں سادہ لوح عوام کو ابلیسی جال میں پھنسا رہے ہیں جس کی حقیقت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی ملاحظہ فرمایئے:۔

زانکہ صیاد آورد بانگ صفیر
تا فریبد مرغ را آں مرغ گیر

(مولانا روم)

جیسے شکاری آواز فریب سے پرندوں کو شکار کرتا ہے ایسے گمراہ پیر جاہل عوام کو ان کے ہی پسندیدہ بھیس میں بہروپیا بن کر انہیں شکار کرتا ہے۔ برادران اسلام تصوّف کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے انسان کی دلی کثافت دھل کر آئینہ شفاف کی طرح دل کمالات و فضائل کا عکس بن جاتا ہے۔

لیکن بجائے عبادت نشیلے دور کی گمراہانہ ریاضت اسلام سے کنارہ کش ہو جاتا ہے، اسلام کا ہرگز یہ مقصد نہیں بلکہ درس اسلام کی شان یہ ہے کہ لَا اِلٰہ کی پاسبانی و پیروی سے سرفرازی حاصل کی جائے کیونکہ:۔

"لا رھبانیۃ فی الاسلام۔"

ترجمہ: "اسلام میں نفس پر جبر و تشدد اور فاقہ کشی جائز نہیں۔"

شان روحانیت تو یہ ہے کہ شرعی امورات کے تحت دنیا میں رہ کر جائز اصولوں کو اپنائے اور خلاف شرع کاموں سے نفس سرکش کو روکے۔

یہ کام بدن کی عریانی زخموں سے لہولہانی اور رقص و سرود کی محافل گرمانے سے نہیں حاصل ہوتا، بلکہ لا الہ کی شرعی عاملیت میں بسر ہونے سے ملتا ہے جس کی عملی پیروی

کے اندر دنیائے انسانیت کا پورا جہاں گم ہے۔

علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے اس کی کیا خوب تشریح کی ہے:۔

ہر کہ حرفے لَااِلٰہ از بر کند
عالمے راگم بخویش اندر کند
فقر جوع ورقص وعریانی کجاست
فقر سلطانی است رہبانی کجاست

ترجمہ: ”جو کوئی لَااِلٰہ کا حرف اور کلمہ یاد کرلیتا ہے۔“ ”وہ سارے جہاں کو اپنے اندر گم کرلیتا ہے۔“ ”بھوک رقص اور عریاں و ننگا ہونا کہاں فقر ہے۔“ ”فقر ایک سلطانی و بادشاہی ہے اس میں رہبانیت کہاں سے۔“

توکل کی فضیلت اور متوکلین پر اللہ تعالیٰ کی عنایت وشفقت

”وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ“

ترجمہ: ”اور اللہ ہی پر مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہیے۔“ (سورۃ توبہ، آیت:۵۱)

گویا انسان خدا پر توکل کرنے سے ایماندار ہو سکتا ہے۔ نیز توکل شاہراہ تصوّف کا پانچواں مقام۔ جس میں اسباب ظاہری وباطنی کے ہر ایک سبب میں مسبب حقیقی پر نظر رکھنی چاہئے۔ اسے یہاں تک کمال ہو کہ امور میں غیر اللہ کی بجائے خدائے وحدہٗ لاشریک پر نظر ہو۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ! ”ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے، صحابہ نے عرض کیا وہ کون لوگ ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! ”جو لوگ اپنے کاموں میں خدا پر بھروسہ اور توکل رکھتے ہوں گے۔“ (صحیح بخاری، حدیث:۵۷۰۵)

دوسری جگہ فرمایا! ”اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو کہ جس طرح توکل کرنے کا حق ہے تو حق تعالیٰ تمہیں اس طرح روزی پہنچائے گا جس طرح پرندوں کو روزی پہنچاتا ہے۔ کہ صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو سیر ہو کر واپس آتے ہیں، جو شخص دنیا کی پناہ چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے حوالے کر دیتا ہے اور جو شخص سب کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی سب مشکلیں آسان کر دیتا ہے۔“ (ترمذی شریف، حدیث: ۲۳۴۴)

متوکلین خداوند تعالیٰ کے واقعات ذیل سے سبق حاصل کریں:۔

ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں جلانے کے لیے نمرود نے بہت بڑا الاؤ تیار کیا مگر آپ نے بے خوف ہو کر فرمایا:۔

"حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ۔"

ترجمہ: "مجھے اللہ کا بھروسہ کافی ہے، جو میرے آقا اور مدد گار ہے۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حالات سے متاثر ہو کر ہر قسم کی مخلوقات آبی و بادی اور خاکی نے اپنی اپنی خدمات پیش کیں، لیکن آپ نے فرمایا مجھے تمہاری مدد کی ضرورت نہیں میرے مولا کو میرے حال کا خوب علم ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ خداوند تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا کہ "یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ" "اے آگ ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی پہنچانے والی ہو جا۔ اللہ پر توکل رکھنا بہتر ہے۔ اس لیے کہ خدا وسائل کا محتاج نہیں، بلکہ تمام وسائل اس کے محتاج ہیں۔ اس لیے مخلوق پر بھروسہ کرنا اور خالق سے منہ پھیر لینا سخت گستاخی ہے۔ توکل ایمان راسخ کا بلند پایہ مقام ہے۔ جب یہ یقین ہو جائے کہ حق تعالیٰ ہمارا والی و مولیٰ، معین و نصیر اور ہم پر رحیم و کریم ہے تو پھر دنیا کی کوئی چیز بھی ہمیں خوف زدہ نہیں کر سکتی، دنیا میں رہ کر اسباب ضرور اختیار کرو مگر انکو کامیابی کا ذریعہ مت سمجھو کیونکہ کامیابی اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیار میں رکھی ہے جیسا کہ دوائی کا استعمال کرنا ہمارا کام۔ مگر شفایابی اس کا ہرگز کام نہیں ہے۔ اس لیے ڈاکٹر و حکماء کو فقط بھروسہ خدا پر علاج کرنا چاہئے۔

ہمارا تو ہے کام کرنا دوا کا
شفا بخشنا کام ہے کبریا کا

۲: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرانے کے لیے فرعون بے عون نے ستر ہزار بے گناہ بچے اس لیے قتل کروادیئے کہ کہیں ان میں موسیٰ علیہ السلام پیدا نہ ہو جائیں۔ مگر خداوند تعالیٰ نے اسی سرکش کے گھر میں آپ کی پرورش کا اہتمام کر دیا۔ مگر حضور کے قتل کرنے کے لیے اسباب ظاہری کے باوجود خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل ہونے سے بچالیا اور ہزاروں بچوں کے قتل عام میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے کلیم اللہ کو پیدا فرمایا۔

صد ہزاراں طفل کُشت آں کینہ کش

واں کہ اُو می جُست اندر خانہ اش

ترجمہ: ”وہ ظالمِ کینہ پرور بنی اسرائیل کے بے شمار معصوم بچوں کا خون بہاتا رہا، حالاں کہ جس ہستی کے خوف میں وہ یہ سب کچھ کر رہا تھا، وہی اس کے محل اور گھر کی آغوش میں موجود تھی۔“

توکل کے متعلق بزرگان دین کے ارشادات:۔

۱: جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے فرمایا توکل تو یہ ہے کہ بندہ ہمہ تن اپنے پروردگار کی عنایت وشفقت کی طرف متوجہ ہو اور دوسروں پر بھروسہ کرنا چھوڑ دے۔

۲: بہلول دانا علیہ الرحمۃ سے کسی نے پوچھا کہ بندہ متوکل کب ہوتا ہے تو انہوں نے کہا کہ جب اس کا دل خلق اللہ سے منزلوں دور اور اللہ تعالیٰ کے بالکل قریب ہو جاتا ہے۔

۳: ابو موسیٰ نے عبد الرحمٰن بن یحییٰ علیہ الرحمۃ سے توکل کی کیفیت پوچھی تو انہوں نے کہا کہ اگر تم اژدھے کہ منہ میں ہاتھ ڈالو تو کلائی تک اس کے منہ میں اتر جائے تب بھی سوائے خدا کے کسی سے نہ ڈرو۔

۴: یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمۃ سے پوچھا گیا کہ آدمی کب متوکل ہوتا ہے انہوں نے

کہا کہ جب وہ حق تعالیٰ کی وکالت پر راضی ہو جائے۔

۵: سہیل بن عبد اللہ علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ بندہ کا توکل اس حد تک درست ہو اگر آسمان مثل تانبے کے ہو جائے اور زمین مثل لوہے کے بن جائے تو نہ آسمان سے پانی برسے اور نہ زمین سے اناج پیدا ہو تو وہ یقین رکھے کہ خدا اس کو ہرگز نہ بھولے گا۔ کیونکہ روزی اس نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔

من نہ گنجم در زمین و آسمان
لیک گنجم در قلوب مومناں۔

ترجمہ: ”میں زمین و آسمان میں نہیں سماتا۔ ”لیکن میں مومنوں کے دل میں سما جاتا ہوں۔“

طریقت کا مطلب سیرت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی تابعداری ہے

قطب الاقطاب حضرت خواجہ بختیار کاکی اوشی اچشتی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

انسان کا کمال چار چیزوں پر موقوف ہے، کم کھائے، کم سوئے، کم بولے اور خلقت سے کم میل جول رکھے۔ اگر درویش خلقت کو دکھلاوے کے لیے عمدہ لباس پہنے تو سمجھ لو کہ وہ درویش نہیں بلکہ راہ سلوک کا راہزن ہے۔ جو راہ سلوک میں دروغ گو ہے۔ جو درویش دولت مندوں کا ہم نشین ہو وہ درویش نہیں طریقت کا مرتد ہے جو درویش نفسانی خواہش کے مطابق خوب دل کھول کر سوتا ہے تو یقین کر لو کہ اس میں کوئی صفت سلوک نہیں ہے۔ جب لطف الٰہی کی نسیم چلتی ہے تو لاکھوں شرابیوں کو بخش دیتی ہے اور درویش بنا دیتی ہے جب قہر الٰہی کی ہوا چلتی ہے تو لاکھوں درویشوں کو راندہ درگاہ بنا دیتی ہے اور سب کو شراب خانوں میں دھکیل دیتی ہے۔ پس اے بھائی اس راہ میں بے فکر نہیں رہنا چاہئے۔

حضرت شیخ فرید الدّین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

امام الاعظم علیہ الرحمۃ کی عادت تھی کہ جو شخص آپ کے ہاں بطور مہمان وارد ہوتا تو خود اس کے ہاتھ دھلواتے اور فرماتے یہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اور دوسرے پیغمبروں کی سنت ہے۔

امام مالک علیہ الرحمۃ خود مہمانوں کے ہاتھ دھلواتے اور اپنے ہاتھ سے پانی پلایا کرتے تھے پس جہاں تک ہو سکے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی پیروی کرو تاکہ حشر کے دن

حضور ﷺ کے سامنے ندامت نہ ہو۔

سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت نظام الدّین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے:۔

”اللہ تعالیٰ نے اس بوڑھے کی عزت کا حکم دیا جس کے بال سفید ہو گئے ہیں۔ توریت میں فرمان خداوندی ہے۔ اے موسیٰ! بوڑھوں کی عزت کرو جب یہ دیکھو کہ جوان بوڑھوں کے آگے چلتے ہیں یا ان سے پہلے پانی پیتے ہیں تو سمجھ لو کہ خلقت سے راحت دور ہو چکی ہے اور شہر میں خیریت نہیں ہے۔“

ہمسایہ تم سے قرض مانگے تو اسے قرض دے دو۔ اگر اسے کوئی ضرورت پیش آئے تو اسے پورا کر دو۔ وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو۔ اگر کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو اسے تسلی دو اور جب مر جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھو اور اس کے ساتھ قبرستان تک جاؤ جو شخص کسی بیمار کی مزاج پرسی کے لیے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں ستر ہزار نیکیاں لکھی جائیں اور ستر ہزار برائیاں دور کی جائیں اور ہر قدم کے بدلے ایک سال کی ایسی عبادت کا ثواب لکھا جائے جس میں دن کو روزہ رکھا جاتا ہے اور رات کو کھڑے ہو کر عبادت کی جاتی ہے جب بیمار کے ہاں جائیں تو اسے صدقہ دینے کی ترغیب دیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے ”الصدقة رد البلاء“ صدقہ دینے سے تکلیف دور ہو جاتی ہے اور غضب الٰہی مٹ جاتا ہے۔ مذکورہ خصائل مہمان نوازی کے ساتھ شانِ اسلامی اُجاگر ہوتی ہے۔ جس کی پیروی سے فقراء اولیا نے اپنے دامن اُمید بھر لیے اور اپنے متعلقین کو بھی اس کے اپنانے کی تاکید و تلقین فرماتے رہتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ اہل اسلام کو اسوۂ حسنہ حضور ﷺ اور بزرگوں کی سیرت سے بہرہ ور فرما کر دولت اسلام و ایمان کے لازوال خزینے سے مالا مال فرمائے۔

خداوندا مسلمانوں میں پہلی شان پیدا کر
وہی اِسلام پیدا کر وہی ایمان پیدا کر

حب خدا سے رحمت الٰہی اور حب دنیا سے تذلیل وگمراہی حاصل ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ کی محبت انسان کی روحانی ترقی کا ابتدائی زینہ ہے جس کے زریں اصول کی پابندی سے وہ نفس سرکش کی ہلاکت اور خداوند تعالیٰ کی عبادت وریاضت سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۖ"

ترجمہ: "ہر گز تم بھلائی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک تم اپنی پسندیدہ چیزوں کوراہ خدا میں خرچ نہ کرو۔" (سورۃ آل عمران، آیت:۹۲)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ارشاد ہے تاوقتیکہ تو اپنی اولاد کو یتیم اور اپنی عورتوں کو بیوہ نہ کرے گا۔ زمین میں کتوں کی طرح نہ لوٹے گا اور اپنے گھر بار کو خدا کی راہ میں قربان نہیں کرے گا۔ حب خدا کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ محبت دو قسم سے خالی نہیں، ۱: محبت دین اور ۲: محبت دنیا۔

محبت دین سے خدا اور رسول سے متعلق اور پیروی کا شوق موجزن ہوتا ہے جس کی پہچان اس آیت قرآن سے ظاہر ہے۔

خدا کے دوستوں کی پہچان: "يُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ"

ترجمہ: "انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں اور ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔" (سورۃ البقرۃ، آیت:۱۶۵)

چونکہ دل مقام ربی کا مسکن ہے۔اس لیے اس میں خدا کی محبت کا ہونا ضروری ہے۔ جو حب نبی سے حاصل ہوتی ہے جس کی بڑائی اقبال علیہ الرحمۃ کے قول سے ظاہر ہے۔

در دل مسلم مقام مصطفیٰ ﷺ است
آبروئے ماز نام مصطفیٰ ﷺ است

ترجمہ: "مسلمان کے دِل میں مقام مصطفیٰ ﷺ ہے۔(جو مصطفیٰ ﷺ کا احترام و تعظیم کرتا ہے)اور ہماری آبرو و عزت مصطفیٰ ﷺ کے نام کی برکت سے ہے۔"

محبت دنیا کا شیدائی گمراہی و بدکاری کا شکار ہوتا ہے اور جس دل میں حب دنیا ہو حضور ﷺ نے اس کو بیت الکلب سے یاد فرمایا ہے۔

"لا تدخل الملائکۃ بیتاً الکلب فیہ۔"(صحیح بخاری، حدیث:۳۳۲۲)

ترجمہ:"جس گھر میں کتا ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہو سکتے۔"

اس لیے ہوا و ہوس سے بھرا ہو دل مثل بیت الکلب کے ہے۔ جس میں رحمت الٰہی کا نزول نہیں ہوتا۔ انسان بلحاظ شرافت مانند فرشتہ کے ہے اور نفس سرکش مثل کتے کے ہے۔ اگر دل میں یاد خدا اور ذکر الٰہی ہو تو یہی دل رحمت خداوندی سے بقعہ نور بن جاتا ہے۔ لیکن خواہشات نفسانی دل میں جاگزین ہونے کے سبب اللہ کی یاد سے غافل ولا پرواہ ہو کر کتے کی طرح رحمت خدا سے محروم ہو جاتا ہے۔ یہیں پر ختم نہیں متواتر گمراہی و بد عملی کے تحت اس کے حواس خمسہ کردار لعینی سے سر بمہر ہو جاتے ہیں۔ اس کا دل نیکی کو قبول کرنے سے عاری، عقل سمجھنے سے اور آنکھیں دیکھنے سے قاصر ہو جاتی ہیں۔

وہ ہوا و بخل، حرص و حسد، تکبر و غرور جیسی بری حرکتوں کا مرتکب ہو کر راندہ بارگاہ الٰہی ہو جاتا ہے۔ جس کی بنا پر قابیل نے ہابیل کو قتل کر ڈالا جس سے دنیا بھر میں قتل کی ابتدا ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام سے صادر ہونے والا ترک اولیٰ مشیت الٰہی

کے تحت زمین پر نزول کا سبب بنا اور یوں انسان کی زندگی، امتحان، محنت اور سعیِ مسلسل کا میدان قرار پائی۔

ابلیس نے غرور و تکبر کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ جس کے سبب وہ حضور حق تعالیٰ سے ہمیشہ کے لیے دور ہو گیا اور قیامت تک اس کی توبہ معذرت نامقبول کر دی گئی۔ آج انسان انہیں برائیوں اور گمراہیوں سے اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت سے محروم ہو گیا ہے۔

اندریں حالات ایک دل میں یا تو خداوند تعالیٰ کی محبت یا شیطان کی محبت رہ سکتی ہے۔ دو متضاد چیزیں ایک دل میں ہرگز نہیں رہ سکتیں۔ جیسے دوست اور دشمن ایک گھر میں نہیں رہ سکتے۔

"علی هذا القیاس حب الدنیا والدین لا یسع فی قلب واحد کالماء والنار فی اناء واحد۔"

ترجمہ: "ایک دل میں دین اور دنیا کی محبت نہیں آسکتی۔ جیسے ایک برتن میں آگ اور پانی جمع نہیں ہو سکتے۔ اس لیے جب تک دل میں صفائی اور محبت الٰہی نہ ہو۔ اس کے لیے محبت دنیا گمراہی اور ضلالت کی موجب ہو گی۔"

انسان دنیا میں محدود سانس کا پتلا ہے اسے ساعت بھر بھی غفلت ولا پرواہی نہیں گزارنی چاہیئے۔

"الانفاس معدودات وکل نفس یخرج بغیر ذکر الله فهو میت۔"

ترجمہ: "انسان کی سانسیں گنتی کی ہیں اور جو سانس بغیر ذکر اللہ کے نکلے وہ مردہ ہے۔"

نگہدار فرصتکہ عالم دمے است
دمے پیش دانا بہ از عالمے است
مکن عمر ضائع بہ فسوس و حیف!
کہ فرصت عزیز است والوقت سیف

ترجمہ: ”فرصت کے لمحات کی قدر و حفاظت کرو کہ یہ جہان فانی صرف ایک سانس کی مہلت کے برابر ہے۔“

داناکے سامنے ایک دم سارے عالم سے بہتر ہے۔

افسوس اور غم کے ساتھ اپنی عمر کو ضائع نہ کر اس لیے کہ فرصت اور مہلت بہت عزیز اور نادر ہے اور وقت تلوار کی طرح اُسے کاٹنے والی ہے۔

ذکر طیب کے معمول سے دل کی صفائی اور فضائل کبریائی حاصل ہوتی ہے

کلمہ طیبہ حصول ایمان کا ذریعہ ہے جس کی پیروی سے دل کی صفائی اور کمال ایمان کی سربلندی حاصل ہوتی ہے۔ دل مثل آئینہ کے ہے، جو برائی کے گرد و غبار سے زنگ آلود اور بے کار بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن یہی دل ذکر الٰہی کی پابندی سے پاک و صاف ہو کر عکس جمال یار کے دیدار سے شرف بار ہو سکتا ہے۔ بروئے تصوّف دل کی تین قسمیں ہیں:۔

"القلوب ثلاثۃ، قلب سلیم و قلب منیب و قلب شہید۔"

دل کی تین قسمیں ہیں، قلب سلیم، قلب منیب، قلب شہید۔

"اما قلب السلیم فھو لیس فیہ الا معرفت اللہ۔"

قلب سلیم میں صرف معرفت الٰہی ہوتی ہے۔

"اما م قلب المنیب فھو الذی اناب من کل شیء الی اللہ۔"

قلب منیب وہ دل ہے جو تمام چیزوں سے منہ موڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

"واما قلب الشھید فھو الذی یشاھد اللہ فی کل شیء۔"

قلب شہید وہ دل ہے جو ہر چیز میں خداوند تعالیٰ کو دیکھتا ہے، دل کی صفائی کا مطلب خواہشاتِ نفس کی خلاف ورزی ہے اور ایک دل کو قابو میں لانا حج اکبر سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ کعبہ تو بنائے خلیل اللہ ہے اور دل جائے قیام اللہ ہے۔ اگر قیام الٰہی بے کدورت ہو تو

بیت اللہ میں جمال الٰہی کے دیدار سے لطف اندوزی و سعادت مندی نصیب ہو گی۔

جس کی بڑائی حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے یوں فرمائی ہے:۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

وز ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است۔

کعبہ بنگاہ خلیل آذر است

دل گزرگاہ جلیل اکبر است

ترجمہ: "ایک دل کو اپنے ہاتھ میں قابو کر اس لیے کہ یہ حج اکبر ہے۔

اور ہزار کعبہ سے ایک دِل بہتر ہے۔ خلیل کی نگاہ میں کعبہ آذر ہے۔

دِل جلیل اکبر (خداوند تعالیٰ) کی گزر گاہ ہے۔"

حضور ﷺ نے کلمہ طیبہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کو افضل الذکر فرمایا ہے۔ جو شخص بعد نماز بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھے اس پر آتش دوزخ حرام اور بہشت مقام ہونے کا وعدہ فرمایا ہے۔ کلمہ شریف کے چوبیس حروف ہیں اور شب و روز کی بھی چوبیس گھڑیاں ہیں۔ جب بندہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو ہر حرف کے بدلے ایک ساعت کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کلمہ طیبہ پڑھتا ہے وہ میرے قلعے میں آجاتا ہے اور میرے عذاب سے بے خوف ہو جاتا ہے، جو شخص ایک نیک نشست میں کلمہ طیبہ چالیس بار پڑھتا ہے اس کے ستر برس کے گناہ بخشے جاتے ہیں تمام علوم کی ابتداء وانتہاء کلمہ طیبہ میں ہے۔ کتب مشائخ کلمہ کی شرح ہیں۔ جن میں ارشاد ہے کہ دوست تیرے ہمراہ ہے مگر تجھے دل کی آنکھیں چاہئیں۔ جس دل کے آئینہ میں زنگار اور کدورت ہو اسے کیا روشنی ہو گی۔ اس لیے دل بے کدورت اور صاف رہنا چاہئے۔ صاف اور بے کدورت دل میں خطرات پیدا نہیں ہوتے۔

جو شخص عمر بھر سو دفعہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے گھر کے سات آدمیوں کو دوزخ سے نجات دے گا۔ جب کوئی شخص کلمہ شریف پڑھتا

ہے تو وہ اوپر جا کر ہفت افلاک اور عرش کا ستون ہلاتا ہے جو رَبّ العالمین سے اس کی بخشش چاہتا ہے اور خداوند تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔ کلمہ شریف بہشت کی کنجی ہے۔

حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے جو شخص کلمہ پڑھتا ہے دوزخ اُسے نہیں جلا سکتی۔ مگر اس کے لیے تصدیق قلب چاہیے۔

چنانچہ ارشاد ہے: "اقرار باللسان و تصدیق بالقلب۔"

زبان سے توحید و رسالت کا اقرار اور دل سے اس کی تصدیق کرنی ضروری ہے۔ معلوم ہوا کہ قلبی تصدیق ذکرِ الٰہی سے حاصل ہوتی ہے اور ذکر قلبی شیخ و مرشد کے واسطہ سے ملتا ہے۔ لیکن شیخ اس درجہ کا ہو کہ "یحیی القلب و یمیت النفس" جو دل کو زندہ اور نفس کو ہلاک کر ڈالے۔ جس طرح زبان بلند آواز سے کلمہ پڑھتی ہے اسی طرح دل بھی بلند آواز سے ذکر کرے اللہ صیقل قلب ہے۔ جس کے متعلق حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کا ارشاد: "لکل شئی صقالۃ و صقالۃ القلوب ذکر اللہ" (مشکواۃ شریف، حدیث:۲۲۸۶)

"ہر چیز کے لیے صفائی ضروری ہے لیکن دل کی صفائی کلمہ طیبہ سے ہوتی ہے۔"

جس کی صوفیاء و مشائخ خاص طور پر پابندی کرتے اور اپنے مریدوں کو بھی اس کی تاکید کرتے ہیں۔ ذکر الٰہی وہ باکمال دولت ہے جس سے دل کی صفائی اور عکس جمال یار کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔ جس کے لیے شیشہ و تصویر کی بجائے قلبی تنویر کی ضرورت ہے۔

صاف دل کو شیشہ و تنویر کی حاجت نہیں
جب تصور جم گیا تصویر کی حاجت نہیں

صوفیائے کرام خواہشات نفسانیہ کی لذات سے بیزار اور معرفت روحانیہ کے دلدار ہوتے ہیں

۱: حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:۔

"الصوفیہ هم الذین صفت ارواحهم فصاروا فی الصف الاول بین یدی الحق۔" صوفی وہ لوگ ہیں جن کی روحیں بشریت کی تیرگی اور فسق وفجور کی آلودگیوں سے پاک ہو کر آسمانی آفات سے محفوظ رہتی ہیں۔ یہی اولیاء اور صلحاء کی پہلی صف میں متمکن ہوتے ہیں، جو ذاتِ خداوندی کے عرفان سے مشرف ہوتے ہیں اور مشاہدہ کی روحانی لذتوں میں محو رہتے ہیں۔

۲: حضرت ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ کا ارشاد:

"الصُّوفِیُّ الَّذِی لَا یَمْلِكُ وَلَا یُمْلَكُ۔" صوفی وہ ہے جو کائنات عالم میں سے کسی شے کی ملکیت کا شوق نہ رکھے اور بارگاہ ربی کو سجدہ گاہ شوق بنائے۔ اس سے مراد فنا دنیا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی فانی صفت نہ تو حقیقی طور پر مالک ہوتا ہے اور نہ مملوک۔ صوفی وہ ہے جسے دنیا کے مال ومتاع سے کوئی چیز درکار نہیں۔ ایسے ہی عقبیٰ کی تمام ممکن چیزوں کو وہ اپنی ملکیت نہیں گردانتا۔ کیونکہ اس کے نزدیک یہ بھی اتباع نفس اور پیروی لذات کی ایک صورت ہے، جو کمالِ توحید کے معنوی تقاضوں کے خلاف ہے۔ بہر کیف وہ اپنے دل ودماغ کو غیر اللہ کی گرفت سے کسی حیثیت سے بھی قریب نہیں آنے دیتا وہ اپنے ارادہ وخواہش کو غیر اللہ سے بالکل منقطع رکھتا ہے۔

بر درت سائم جبیں راایں جبیں تو دادہ
مے نہ زیبد کہ بسائم ایں جبیں راہر درے

ترجمہ: ”تیرے در اور تیری چوکھٹ پر میں نے اپنی پیشانی رکھی ہے اس لیے کہ یہ پیشانی تیری عطا کردہ ہے۔ یہ بات زیب نہیں دیتی کہ میں اپنی اس پیشانی کو ہر کسی کے در پر جھکاؤں۔

۳: ابن الجلالی دمشقی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:۔

”التصوّف حقیقیۃٌ لا رسم۔“ تصوّف حقیقت ہے رسم نہیں۔ اس لیے حقیقت و معرفت ہی اس کا صحیح فہم و ادراک کر کے اس کی صفات کو محفوظ کر سکتے ہیں حقیقت اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے، اور تصوّف مخلوقات سے اعراض کرنے کا نام ہے۔ اس لیے رسم ورواج کی پیروی اس کے لیے منافی ہے۔

۴: ابو عمر دمشقی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:۔

”التصوّف رویۃ الکونین بعین النقص بل غض الطرف عن الکون۔“

صاحب تصوّف توحید کے تقاضوں کے تحت دونوں جہاں میں نقائص و مصائب دیکھتا ہے۔ بلکہ اپنی آنکھوں کو کائنات عالم سے پھیر کر ذاتِ خداوندی پر مرکوز رکھتا ہے اور صفائی باطن میں کوشاں رہتا ہے۔ اس لیے کہ کائنات کا وجود اس کی توجہ و نگاہ سے قائم ہے۔ در حقیقت اسی مخصوص صفت سے بصیرت ربانی کی بقا ہے۔ بالفاظ دیگر مادیات و مخلوقات سے نظر ہٹا کر ہی وہ خداوند کریم کو دیکھ سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنے آپ کو بصارت ناقصہ سے دیکھتا ہے اور دوسرا اپنے آپ سے آنکھ بند کر لیتا ہے اور ذات حق تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔ اصحاب معانی کے نزدیک یہ طریق تصوّف بہت بلند درجہ رکھتا ہے جو بے مثل اسراروں کا حامل ہے۔

۵: حضرت خضری علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:۔

”التصوّف صفاء السر من کدرۃ المخالفۃ۔“ تصوّف کے معنی اپنے باطن

کو غیر اللہ کی کدورت سے پاک وصاف رکھنے اور خلاف شرع چیزوں سے پرہیز کرنے کے ہیں۔اس لیے صوفی اپنے دل کو شرک وفسق کی آفات سے نگاہ رکھے تا کہ خداوند تعالیٰ کی دوستی کی موافقت نصیب ہو۔

۶: حضرت داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمۃ کا ارشاد:۔

صوفی صفا کی صفات کا مظہر ہے جب اہل تصوّف اپنے معاملات اور اپنے اخلاق وخیالات کو مہذب بنا کر صفائے قلب حاصل کرتے ہیں۔ طبیعتوں کی آفتوں اور دل کی مکروہ خواہشات سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں اور کثافت وکدورت سے اپنے باطن کو پاک صاف کرتے ہیں تو صوفی کہلاتے ہیں۔

بہر کیف صوفی کی بنیادی اور حقیقی صفت یہ ہے کہ وہ اتباع شریعت اور مداومت ذکر حق سے صفائی باطن اور تزکیہ قلب پیدا کرے،یہی اسلام کا اصلی منشاء ہے، جن لوگوں نے اس کی تحصیل کی ہے انہوں نے بے انداز روحانی وباطنی فوائد اٹھائے ہیں۔تصوّف کے لیے اصول ذیل کی پابندی لازمی ہے۔

۱: نفس کی مثال شیطان کی سی ہے، نفس کی مخالفت سب عبادتوں کی اصل اور مجاہدوں کا کمال ہے۔

۲: صوفی وہ ہے جس کی گفتار اور کردار مشابہت بہتر ہو اور وہ اپنے اخلاق کو بہتر بنائے۔

۳: جوانوں کو چاہیئے کہ وہ بوڑھوں کا پاس خاطر رکھیں کیونکہ ان کے گناہ مقابلتاً کم ہوتے ہیں اور بوڑھوں کا ادب جوانوں کے لیے لازم ہے کیونکہ وہ مقابلتاً زیادہ متقی عابد اور تجربہ کار ہوتے ہیں۔

۴: دولت ایک عذاب ہے، اس سے غرباء ومساکین اور یتامیٰ وغیرہ کی امداد کرنا بہترین توشہ عقبیٰ ہے۔

۵: غافل امراء، سست فقراء اور جاہل درویشوں کی صحبت سے پرہیز کرنا

عبادت میں شامل ہے۔

۶: دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں، توبہ گناہ کو، چغلی عمل کو، غم عمر کو، صدقہ بلا کو غصہ عقل کو، پشیمانی سخاوت کو، تکبر علم کو نیکی بد کو، جھوٹ رزق کو، ظلم عدل کو۔

۸: **حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:۔**

اگر کوئی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت معنوی حاصل کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہراً وباطناً پیروی کر کے اسے حاصل کرے۔ کیونکہ بغیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کے اس کا حاصل ہونا امر محال ہے۔ اگر کوئی بغیر متابعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس کا اعتبار نہ کرنا چاہئے۔

۹: **شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری علیہ الرحمۃ کا ارشادہ:۔**

اگر کوئی شخص آسمان سے اڑتا ہوا آئے، لاکھو مرید پیچھے لگا لائے، دریا پر سے گزرے مگر اس کا مسلک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے مخالف ہو تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا منع ہے۔ اس کی بیعت حرام ہے، اگر ہو جائے تو توڑنا عین فرض ہے، ورنہ خود بھی جہنم میں جائے گا اور اپنے پیچھے چلنے والوں کو بھی جہنم رسید کرے گا۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است

ترجمہ: ”مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام تک اپنے آپ کو پہنچا اس لیے کہ دین سراسر انہی کی ذات پاک ہے۔ اگر تو وہاں تک نہیں پہنچا تو (تیری ساری زندگی اور سارے اعمال) ابولہب جیسے ہیں۔ (اور تیرا کردار ابولہب والا ہو جائے گا)“

بزرگان طریقت ثمرہ عبادت کی بنا پر ظہور کرامت سے پرہیز کرتے ہیں

اہل طریقت کے لیے قرآن و سنت کو دو بازوؤں کی طرح بنالینا چاہیے۔ سچائی اور پرہیز گاری کو معمول زندگی بنایا جائے ہوا و ہوس گمراہ کن پھندے ہیں، نفسانی لذتیں اور خواہشیں ایمان کی تباہی کا سبب ہیں۔ ان سب چیزوں کو ضبط میں لانے سے ایمان کی عمارت سر بلند ہوتی ہے اور نیکی و عبادت میں کوشاں رہنے سے خداوند تعالیٰ کی طرف سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔

خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

”وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ط“

ترجمہ: ”جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم اپنے راستے ان کو بتادیتے ہیں۔“ (سورۃ العنکبوت، آیت:۶۹)

بقول شخصے ”من طلب فقد وجد“ جو شخص طلب اور کوشش کرتا ہے مقصد کو پالیتا ہے گویا اعتقادی پختگی سے علم حقیقت حاصل ہوتا ہے اور اس کی جدوجہد میں مصروف رہنے سے راہِ حقیقت میں چلنا میسر ہوتا ہے۔ اس کے بعد وہ حضور خداوند تعالیٰ میں سچے دل سے عہد کرتا ہے کہ جب تک بارگاہ خداوندی تک نہ پہنچے گا۔ اس کے حکم کے خلاف قدم نہ رکھے گا۔ راہ سلوک میں مرید کو کسی ملامت گر کے برا کہنے سے اپنے مقصد سے ہر گز نہ لوٹنا چاہئے۔ کیونکہ اہل صدق کا قدم پیچھے کو نہیں ہٹتا۔ نہ کرامت کی وجہ سے راستہ میں

کہیں توقف کرے اور کرامت کو خدا کی طرف سے اپنی کوشش کا عوض نہ سمجھ بیٹھے۔ جیسا کہ عوام کو اپنی طرف پھیرنے اور توجہ دلانے کے لیے غیر شرعی پیر کرامت کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں۔

کرامت عطیہ خدا ہے اسے عبادت کا معاوضہ سمجھنا اللہ کی رحمت و شفقت کا راستہ بند کرنے کے مترادف ہے۔ اس کی نمائش و ظہور کی بجائے مخفی رکھنا بہتر ہے۔ تاکہ اللہ کی رحمت کا فیض بدستور جاری رہے۔ مزید تشریح محی الدّین ابن عربی کے حوالہ سے کرامت عوام میں کر دی گئی ہے۔ اگلے درس کے مطالعہ سے استفادہ کریں اور مریدین کو دعا و ہدایت سے محروم نہ رکھا جائے۔ خدا تک پہنچنے سے پہلے کرامت ایک حجاب ہوتی ہے۔ لیکن بارگاہ الٰہی کی مقبولیت کے بعد کرامت خداداد قدرت کا فیض ہے، جو بدستور جاری و ساری رہتا ہے صاحب کرامت بزرگ کا کلام حکمت کاملہ ہو جاتا ہے۔ اس کے حرکات و سکنات اور زندگی کی ہر رفتار حصول عبرت کا درس ہوتے ہیں۔ دانش و فہم کو حیران بنا دینے والے افعال الٰہی کا اس کے اندر اور اس کے اوپر ظہور کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ لیکن جاہل عوام پر اس کے ظہور سے کرامت بند ہونے کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ کرامت اسرار الٰہی کا بھید ہے اس کی حفاظت عاشقان الٰہی کے سینوں میں ہو سکتی ہے۔ جسے پردہ راز میں رکھنا شرط ولایت ہے۔ لیکن ظہور معجزات نبوت و رسالت کا خاصہ ہے۔ اس سے نبوت اور ولایت میں امتیاز ہوتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:۔

آپ کے پاس ایک شخص بیعت کے لیے گیا جس کے نزدیک ظہور کرامت بزرگی کا ذریعہ تھا۔ آپ کی خدمت میں دس سال تک رہا۔ لیکن بلا بیعت کیے واپس چلا آیا۔ آپ نے وجہ دریافت کی تو اس نے عرض کی کہ میں نے اس عرصہ میں آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ اس لیے بیعت نہیں کی۔ آپ نے فرمایا اس دوران میں میرا کوئی خلاف شرع

کام دیکھا؟ اس نے عرض کی کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا شرعی پابندی ہی میری سب سے بڑی کرامت ہے۔ لہٰذا اتباع سنت ہی بزرگی و کرامت کا اعلیٰ معیار ہے۔ اسی زینہ عمل سے صالحین امت کو خداوند تعالیٰ کی حضوری حاصل ہے۔ شرعی پابندی اور ظہور کرامت کی پردہ داری اہل فقر میں بلند پایہ مقام ہے جس سے روح مومن کی قوت کا معیار پر کھا جاتا ہے۔

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روح قرآنی
یہی مقام ہے مومن کی قوتوں کا معیار
اسی مقام سے آدم ہے ظلِ سبحانی

عوام کو ہدایت اور تبلیغ کے ذریعہ راہ راست پر لانا اسلام کا بنیادی مقصد ہے۔ اس کے ذریعے بدکاری سے نفرت اور نیکی کی رغبت بڑھتی ہے۔ لوگوں کو دین اسلام کی عملی زیب و زینت سے سنوارنا تصوّف و فقر کی نمایاں کارکردگی اور فیض روحانی ہے۔ کیونکہ بزرگان دین مانند مشاطہ کے ہیں۔ لوگوں کی برائی کو نیکی میں بدلنا اور عملی خرابی کو شرعی زیبائش دینا بزرگان کا انتہائی کمال ہے۔ امید ہے کہ صالحین حضرات کا یہ معمول خیر اور ان کے اثرات وبرکات عوام کے لیے تا قیامت جاری رہیں گے۔ جن کے معمول سے اسلام کو حیاتِ تابندگی اور زیب امتیازگی حاصل ہوگی۔ یہ اہل روحانیت مشاطہ صنعت کا کمال ہے کہ روئے بد کو زینتِ ابد سے بدل رہے ہیں۔

کمال صنعت مشاطہ شائد
کہ روئے زشت راز یبا نمائد

ترجمہ: ”بدصورت کے لیے کنگھی مارنے کی صنعت کا کمال چاہیے کیونکہ کنگھی مارنے سے بدنما صورت بھی زیب و زینت والی ہو جاتی ہے۔“

کرامت وبزرگی اور کشف والہام میں شرعی پابندی ضروری ہے

عوام وقتی مصائب سے دوچار ہو کر تغافل عبادت ربی کے باوجود سہارا مشکلات کے لیے اکثر کشف و کرامت کے متلاشی رہتے ہیں لیکن اولیاء اللہ کی بڑی کرامت احترام شریعت اور اتباع سنت حضور ﷺ کی پیروی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کون سی کرامت ہو سکتی ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب وعزت حاصل ہو۔ علمائے اہل سنت کرامت اولیاء بمقتضائے شریعت انبیاء علیہم التحیۃ والسلام کے بالاتفاق قائل ہیں۔ جن کی دو مشہور قسمیں خرقِ عادت اور کرامت کی تشریح برائے استفادہ عوام پیش کی جاتی ہے۔

خرقِ عادت طالب حق کی حوصلہ افزائی کا نام ہے جو مختلف صورتوں میں شامل حال ہوتی ہے یہ کرامت ہی کی قسم ہے جس کی وضاحت دلائل ذیل سے ظاہر ہے۔

۱: حضور ﷺ کا ارشاد گرامی:۔

”قال النبی علیہ السلام لو رایت رجلا یطِیْرُ فی الھوا او یمشی علی الماء اویاکل النار ویغوت عنہ فرض من فرائض اللہ تعالیٰ اوسنۃ الرسول ﷺ لیس عابد فاعلم اَنَّہٗ شیطان کذاب فی دعواہٗ لیس لہ کرامۃ ولہ سحر۔“ (فتاویٰ جامع الفوائد)

ترجمہ: ”حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر تم کسی کو ہوا پر اڑتے پانی پر چلتے اور آگ کھانے والا دیکھو مگر اس سے اللہ تعالیٰ کے فرائض اور

حضور ﷺ کی سنت فوت ہو جائیں تو وہ بزرگ نہیں اسے شیطان جانو، وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔ اس کی کرامت نہیں یہ اس کا جادو ہے۔"

۲: مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:۔

ظہور خوارق از ارکان ولایت است نہ از شرائط آں، بداینں کہ ظہور خوراق و کرامت شرائط ولایت نیست۔ (مکتوب مجدد الف ثانی، جلد ا، صفحہ:۱۲۸)

ترجمہ: "خرق عادت کا ظہور نہ تو ارکان ولایت ہے ار نہ اس کے شرائط میں سے ہے اس لیے ظہور خوارق و کرامت شرط ولایت نہیں ہیں۔"

۳: شیخ شہاب الدّین سہر وردی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:۔

"والحکمۃ فیہ ان یزداد جایری من خرق العادات والا ثار القدرۃ یقیناً فیتقوی عزمہ الزھد فی الدنیا والخروج من دواعی الھویٰ۔" (عوارف المعارف)

ترجمہ: "اس میں حکمت یہ ہے کہ خوارق عادت وآثار قدرت کے مشاہدہ سے یقین میں زیادتی ہو تا کہ زہد فی الدنیا اور خواہشات سے نکلنے پر ان کا عزم پختہ ہو۔"

۴: شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:۔

عوام کے دلوں میں یہ بات جم گئی ہے کہ جس کو خرق عادت ہو وہ ولی ہے، حالانکہ یہ غلط ہے، کیونکہ خرق عادت کبھی ساحر، راہب اور کاہن سے بھی ہو سکتی ہے، جو لوگ خرق عادت کو ولایت کی دلیل مانتے ہیں اگر وہ اور امر و نہی شرعیہ کا پابند ہو تو خرق عادت دلیل

ولایت ہے ورنہ نہیں۔(فتح الباری، حافظ ابن حجر عسقلانی)

۵:خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کا ارشاد:۔

جو شخص مسند شیخ پر رونق افروز ہو، لیکن اس کا عمل نہ تو رسول اللہ ﷺ کے موافق ہو اور نہ وہ پابند شریعت ہو پس اس سے دور رہو۔ بلکہ جس شہر میں وہ شخص ہے اس شہر میں نہ رہو۔ مبادہ تمہارا دل اس کی طرف متوجہ ہو۔ اور عظیم خلل واقع ہے۔ مختصر یہ کہ ولایت کا حقیقی معیار اتباع شریعت ہے۔ جو متبع شریعت ہو وہی اللہ کا سچا ولی، فقیر اور درویش ہے۔(مکتوبات خواجہ محمد معصوم)

۶:کرامت کی تشریح بارشاد حضرت شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ:۔

کرامت عنایت ربی کا نام ہے، جو اعمال صالح کا نتیجہ ہے۔ تاوقتیکہ وصول الی اللہ میسر نہ آجائے کرامت خدا سے حجاب ہے۔(غنیۃ الطالبین)

۷:شیخ محی الدّین ابن عربی علیہ الرحمۃ کا ارشاد:۔

آپ کے نزدیک کرامت کی دو قسمیں ہیں، کرامت خواص اور کرامت عوام۔

کرامت خواص: خداوند تعالیٰ کی اس عنایت کا نام ہے جس کسی بندے پر اس شکل میں نمودار ہو کہ طاعت الٰہیہ کی خلوت ہر حالت میں یکساں لطف میسر آئے۔ تمام حالات میں تسلیم ورضا کی قوت پیدا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے سعادت ابدیہ کی بشارتیں نصیب ہوں۔

کرامت عوام: اس سے مراد خرق عادت ہے۔ اہل اللہ اس سے اس لیے اجتناب کرتے ہیں کہ کرامت کا ظہور اعمال کا معاوضہ نہ بن جائے۔ کیونکہ جزائے اعمال کا محل تو دار آخرت ہے۔ اگر دنیا میں عمل کی جزامل جائے تو یوم جزا سے محرومی کا اندیشہ ہے۔ نیز ارباب عقول کی رو سے کبھی کشف و کرامت اسباب طبعی کے ماتحت بھی ہوتے ہیں۔ اس لیے صدق ولایت کے لیے ان کا ظہور دلیل نہیں ہو سکتا۔(شیخ محی الدّین ابن عربی)

۸: شیخ بو علی سینا کا ارشاد:۔

شیخ نے اپنی کتاب میں خرق عادت کو اسباب طبعی لکھا ہے۔ اگر وہ قول و فعل، ظاہر و باطن اور اعتقاد کے لحاظ سے پابند شرع اسلام ہے تو بے شک وہ اللہ کا ولی کہلانے کا مستحق ہے۔ اگر وہ شریعت کا پابند نہیں تو اس سے خواہ کیسے ہی عجائب و غرائب کیوں نہ ظاہر ہوں وہ ہرگز صاحب ولایت نہیں ہو سکتا۔

کشف والہام کی تشریح:۔

کشف کے معنی کھولنے کے ہیں۔ کلام معرفت میں نور باطن کے ذریعہ دریافت شدہ روحانی واقعات و حقائق کے ادراک کو کشف کہتے ہیں۔ جو ذہنی اور علامات کی صورت میں واقع ہوتے ہیں اور شہود بالواسطہ ادراک ہے۔ ذات وصفات خداوندی کا الہام ولی اللہ میں عالم بالا میں سے کسی بات کے پیدا ہونے کے ہیں۔ جو اولیاء اللہ کے لیے مخصوص ہے۔ مگر خاصہ نبوت کے خلاف نہ ہو۔ چونکہ پوری تحقیق نہیں ہوتی لہٰذا اس کی پیروی سب پر لازم نہیں بلکہ اسکا لزوم صرف ان کے لیے ہے جنہیں یہ مقام حاصل ہے۔ (مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

کشف والہام کی روحانی مثالیں:۔

شاہ ہند فیروز شاہ تغلق کے عہد میں شاہی خزانہ محافظین کی نگرانی میں جنگل سرہند سے گزر رہا تھا۔ اس وقت سرہند شریف بیابان ویرانہ تھا۔ قافلہ میں سے صاحب کشف بزرگ نے یہاں پر ولی اللہ کے پیدا ہونے کی خبر دی تھی۔ یہاں شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے سرہند کو زینتِ روحانی نصیب ہوئی اور عملاً شاہی حکم سے امام رفیع الدّین اجدادِ مجدد کی سرپرستی میں سرہند کی تعمیر ہوئی۔ (شیخ مجدد کا نظریہ توحید، صفحہ ۱۵:)

حضرت جامی علیہ الرحمۃ کو خواجہ عبید اللہ احرارؒ سے فیض کرامت:۔

حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ نے "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" کے تحت خواجہ عبید اللہ احرار کے زہد و اتقاء کی شہرت سن کر بیعت کے لیے تیار ہو گئے۔ مگر آپ کی شاہانہ عمارت کو دیکھ کر یہ مصرعہ کہتے ہوئے واپس چلے آئے۔

نہ مرد آنکس کہ دنیا دوست دارد

ترجمہ: "وہ شخص مرد نہیں جو دُنیا کو دوست رکھتا ہو۔"

جامی علیہ الرحمۃ نے خواب میں دیکھا، قیامت برپا ہے، نفسا نفسی کا عالم ہے۔ مگر آپ جنتی قرار دیئے جاتے ہیں۔ وہاں ایک قرض خواہ آپ سے قرض کا مطالبہ کرتا ہے، آپ کے پاس رقم نہ ہونے کی وجہ سے آپ کی نیکیاں قرض خواہ کو مل جاتی ہیں۔ اتفاقاً حضرت عبید اللہ احرار وہاں سے گزرتے ہیں۔ حضرت جامی علیہ الرحمۃ سے حیرانی کا سبب پوچھ کر قرض خواہ کو اپنے خانہ میں سے رقم مطلوبہ ادا کر دیتے ہیں اتنے میں جامی بیدار ہو جاتے ہیں۔ خوابیدہ کیفیت سے نادم مگر فیض سے متاثر ہو کر خواجہ عبید اللہ احرار سے بیعت ہو جاتے ہیں اور اپنے مصرعہ مذکور کے ساتھ دوسرا مصرعہ یوں چسپاں کرتے ہیں۔

نہ مرد آنکس کہ دنیا دوست دارد
اگر دارد برائے دوست دارد

ترجمہ: "وہ شخص مرد نہیں جو دُنیا کو دوست رکھتا ہو۔" "اگر وہ (دنیا و دولت) رکھتا بھی ہے تو اپنے دوست کے لیے رکھتا ہے۔"

خلاصہ مطلب:۔

طالبان خدا جب راہ سلوک میں قدم رکھتے ہیں تو ان کے ساتھ امداد الٰہی مختلف صورتوں خوارق عادت الہام اور کشف کرامت وغیرہ سے شامل حال ہوتی ہے۔ جس سے اُنکی حوصلہ افزائی اور قوت یقین کی روحانی بڑائی ترقی پذیر ہوتی ہے۔ فقر و درویشی کو گو

امارت سے طبعاً سروکار نہیں۔ لیکن عطائے ربی کے طور پر اسباب دنیوی میں ضروریات عوام کے لیے استعمال میں لانا منع نہیں۔ لہٰذا اندوختہ بزرگان برائے مہمانان ومحتاجاں جمع کرنا اور خرچ کرنا کوئی معیوب نہیں۔ جیسا کہ جامی علیہ الرحمۃ کی تکلیف قرض خواہ خواجہ عبید اللہ احرار علیہ الرحمۃ نے کشف قلوب کی روحانیت سے معلوم کرکے ان کا قرضہ ادا کر دیا۔ ثابت ہوا کہ اللہ کے مقبول بندے دلوں کے بھید جانتے ہیں جس کی تائید مولانا رومی علیہ الرحمۃ کے ارشاد سے نمایاں ہے:۔

بندگان خاص علام الغیوب
در جہاں جان جو اسیس القلوب
در دروں دل در آید چوں خیال
پیش شاں مکشوف باشد سرّ حال

ترجمہ: ”غیب کو جاننے والے رب تعالیٰ کے خاص بندے۔ جہاں میں دِلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔ جب دِل کے اندر کوئی خیال پیدا ہوتا ہے۔ تو ان کے سامنے سارا راز ظاہر ہو جاتا ہے۔“ (کوئی راز ان سے پوشیدہ نہیں رہتا)

بزرگان غلبہ دردِ عشق کے لیے شرعی پابندی کے تحت سماع ونعت خوانی مباح ہے

مسئلہ سماع میں علمائے متاخرین ومشائخ اہل درد غلبہ حال بزرگان کے لیے قیود شرع کے تحت سننے کے دلائل ذیل لکھتے ہیں:

۱: ”اعلم ان السماع الذی یختلف علمائنا فی حقه وهو ما کان علی سبیل اللهو واللعب کما سمع الفساق وشاربی الخمر وتارك الصلوٰة. فاما من یسمع الغناء وهو صالح و دائم الصلوٰة لا تارك الورد وقرأت القرآن فله حلال بلا خلاف بین علمائنا رحمهم الله.“(شرح البزدوی)

جو سماع لھو لعب کے طور پر سنا جائے جیسا کے مرتکبان فسق شرابی اور بے نماز لوگ سنتے ہیں اس کے حق میں ہمارے علماء کا اختلاف ہے۔ لیکن ہمیشہ نماز اور قرآن مجید پڑھنے والے بزرگان کے لیے بلا اختلاف جائز ہے۔

۲: ”اما من کان من اهل الصلوٰة وأهلُ القرآن من جملة الصالحین فسماعه حلال بِلا خلاف بین علمائنا رحمهم الله. اذ لایرون بذالك السماع الا وجه الله وحضوره بذکرون الله و خوف الاخرة وکل ذالك

محمود غیر مذموم۔ "(شرح الکافی)

سماع نمازی و قرآن خوان تمام صالحین کے لیے حلال ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی و حضوری خوفِ آخرت اور بجائے برائی کے اچھی باتوں کاذکر ہو۔

۳: **"وفیہ دلیل لساد اتنا الصوفیۃ الذین یقصدون بسماعھا امورھم اعلم بھا فلا یبادر بالانکار کیلا یحرم برکتھم۔ فانھم السادات الاخیار امدنا اللہ تعالیٰ واعدا دعلینا من صالح دعواتھم وبرکاتھم۔"**

"اور اس میں ہمارے سادات صوفیاء کے لیے دلیل ہے جو اپنے سماع سے وہ امور قصد کرتے ہیں جنکو وہ خود اچھا جانتے ہیں پس ان حجرات پر انکار کرنے میں عجلت نہیں کرنی چاہیے۔ تاکہ ان کی برکت سے تم محروم نہ ہو۔" (فتاویٰ شامی، جلد پنجم، صفحہ:۳۰۷)

۴: **حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت معین الدّین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی شمولیت سماع:۔**

"قصہ ملاقات خواجہ بزرگ باحضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ایں کاتب حروف از زبان بعض شقات چناں شنیدہ کہ چوں خواجہ بزرگ در قصبہ جیال تشریف آورد حضرت غوث الاعظم برائے وے قوالاں را طلبیدہ ومجلسے ترتیب داد، حضرت خواجہ بزرگ بوجد سماع در آمد و حضرت غوث الاعظم عصا بدست گرفتہ استادہ بودو اشک از چشم

مبارکش مے رفت۔ ناگاہ سر عصائے وے رضی
اللہ عنہ۔ بجنبش در آمدہ۔ خادم گفت کہ چگونہ
باش کہ سر عصائے شما بجنبد۔ آں حضرت
فرمودنے بینی عارف کامل در سماع و رقص
است و از عرش تا سریٰ ہمہ اشیائے
عالم بمتابعت وے در رقص اند منم کہ کہ تمام
عالم رابقوت ولایت خویش نگاہ مے دارم والادریں
حالات وقت روئے دادہ است کہ کونین زیروزبر
گردد۔ دہمہ اشیاء از عرش تا سریٰ از مقام
خویش انتقال کردہ بر رقص در آئندہ ہمسرائے ایں
عارف کامل بگردند وفتنہ وغوغائے عظیم در
عالم واقعہ شود۔

(اقتباس الانوار، ص ۱۳۷، مصنفہ حضرت شیخ محمد اکرم صابری قدوسی براہوی)

اس کاتب حروف نے بعض پختہ زبانوں سے خواجہ معین الدّین اجمیری اور حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کا واقعہ اس طرح سنا جب خواجہ معین الدّین قصبہ جیال میں تشریف لائے تو حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لیے قوالوں کو بلایا اور مجلس مرتب کی۔ حضرت خواجہ کو وجد سماع ہوا۔ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ ہاتھ میں عصا پکڑے کھڑے تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اچانک انکے عصا کو جنبش ہوئی خادم نے وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا تو نہیں دیکھتا کہ عارف کامل سماع ورقص میں ہے اور عرش سے تحت سریٰ تک تمام دنیا کی چیزیں ان کی تابعداری میں رقص میں ہیں۔ میں تمام دنیا کو اپنی قوت ولایت سے نگاہ میں رکھتا ہوں وگرنہ اس حالت میں تمام دنیا زیروزبر ہو جاتی۔ عرش سے تحت سریٰ کی تمام چیزیں اپنے مقام سے منتقل ہو کر رقص میں

آجاتیں اور اس عارف کامل کے ساتھ ہو جاتیں اور دنیا میں بہت بڑا فتنہ د شور برپا ہو جاتا۔

۵: حضرت خواجہ داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ کا ارشاد سماع:۔

"آپ فرماتے ہیں کہ سماع سننے والے دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک وہ جو معنی پر توجہ رکھتے ہیں، اور دوسرے وہ جو صرف آواز کے حسن سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور معنی سے غافل رہتے ہیں۔ ان دونوں صورتوں میں فائدہ بھی ہے اور نقصان بھی، کیونکہ خوش الحان آوازوں کی طرف میلان دراصل ان معانی کے اثر سے پیدا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں ودیعت فرمائے ہیں۔ پس اگر وہ معنی حق اور درست ہوں تو سماع بھی حق ہے، اور اگر معنی باطل ہوں تو سماع بھی باطل شمار ہو گا۔

میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ مبتدیوں (یعنی روحانی راستے کے ابتدائی سالکین) کو سماع سے روکا جائے، اس اندیشے سے کہ کہیں ان کی طبیعت میں اضطراب اور بے اعتدالی پیدا نہ ہو جائے، کیونکہ اس میدان میں بڑے خطرات اور خرابیاں پوشیدہ ہیں۔ مزید یہ کہ بعض اوقات ایسی غیر مناسب صورتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں کہ عورتیں چھتوں یا مکانوں سے اہلِ سماع کو دیکھتی ہیں، جس سے اس عمل کی روحانیت متاثر ہو کر اس پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ اسی طرح نوجوانوں کو بھی بلا ضرورت اس محفل میں شامل نہ کیا جائے، کیونکہ بعض جاہل صوفیوں نے ان امور کو محض رسم و رواج بنا لیا ہے اور حقیقت و صداقت کو پسِ پشت ڈال دیا ہے۔ (کشف المحجوب)

(اس اقتباس میں سماع کی مطلق نفی نہیں، بلکہ اس کے آداب اور شرائط بیان کیے گئے ہیں۔ جب سماع صحیح نیت، درست معانی، اور اہلِ دل کی صحبت میں ہو تو یہ روحانی

ترقی، محبتِ الٰہی اور قلبی رقت کا ذریعہ بنتا ہے۔ تاہم بے احتیاطی، نفس پرستی یا غیر شرعی امور کی آمیزش اسے نقصان دہ بنا دیتی ہے۔)۔"

٦: **حضرت شیخ نظام الدّین اولیاء دھلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد سماع:۔**

سماع جائز است اما بشروط ثلاثہ:۔

ا:طہارت سامع، ۲:طہارت مسمع، ۳:طہارت مسموع۔(فوائد الفواد)

"سماع تین شرط سے جائز ہے سننے اور سنانے والے پاکیزہ حالت میں ہوں۔ سب متبع شریعت اور سب طریقت سے تعلق رکھتے ہوں۔ توحید و سنت اور صالحین امت کے احوال سنائے جائیں۔ غیر شرعی اور مذموم کلام سے اجتناب ضروری ہے۔"

۷: **حضرت پیر پٹھان خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد سماع:۔**

سماع عشق الٰہی رکھنے والوں کے لیے جائز اور خواہش نفس والوں کے لیے منع ہے۔

ایک روز ایک شخص نے حضرت قبلہ قدس سرہ سے پوچھا کہ سماع حلال ہے یا حرام۔ آپ نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھا۔

مردہ نفس دلاں رار وا است
ہر کہ جز ایں است مر اُو را خطا است

"سماع جس کی خواہش نفس مر چکی ہو۔ مگر اس کا دل عشق الٰہی سے زندہ ہو۔ اس کے لیے جائز ہے۔ مگر اس کے علاوہ حالت رکھنے والوں کے لیے سرود سننا غلطی ہے۔ آپ نماز تہجد کے بعد سماع کو عزیز رکھتے تھے۔" (نافع السالکین، ملفوظات خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ)

۸: **سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کا ارشاد سماع:۔**

"جو روحانی سرود ہے وہ عارفوں، عاشقوں، طالبوں، محبوں، واصلوں، غوث، قطب،

اہل حال، مومن مسلمان کے دلوں کو صفائی فیض رحمت اور فضل بے چوں بخشتا ہے۔ اس سرود سے قرب روحانی وربانی حاصل ہوتا ہے اور اس سے عارف عیانی ہر مقام کا تماشہ دیکھتے ہیں۔"

سرود عارفوں کے لیے حالت، محبوں کے لیے طعام، عاشقوں کے لیے وسیلہ اور واصلین کے لیے بمنزلہ شوق ہے۔ سرود کائنات بعض کے لیے فرض، بعض کے لیے سنت اور بعض کے لیے بدعت ہے۔ چنانچہ واصلوں کے لیے فرض ہے۔ طالبوں کے لیے سنت اور عارفوں کے لیے بدعت ہے۔ تو یہ دیکھ کہ تو کس میں سے ہے۔

سرود تین قسم کا ہے۔ ایک میں تو اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد ﷺ کی مدح ہوتی ہے۔ دوسرے میں اصحاب کا شعر، تیسرے میں آیات اسم اعظم ہوتے ہیں۔ جو وجود کا قائل اور نفس امارہ کو فنا کرنے والا ہے پس سننے کے لائق وہ سماع ہے۔ جو شروع ہوتے ہی بیجان کر دے۔ گویا کہ وہ اپنے آپ کو حضور میں لے گیا ہو۔ پس نفسانی چھوڑ کر روحانی جسم میں حاضر ہو اور پھر سرود سنکر زندہ ہو جائے۔

دراصل سرود کا سننا یہ ہے کہ جب آواز کانوں میں آئے تو یکبارگی فنا فی اللہ میں پہنچ جائے اور یہ بات اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کا دل سلیم اور جان سے بے جان ہو کر بحق تسلیم ہو جائے۔ سرود ایک وجد ہے جو خوش آوازی کے ساتھ کلمہ طیبہ پڑھنے سے فیض وفضل اور وحدت بخشتا ہے، مجھے کلمہ طیبہ پڑھنے سے خاص بھید حاصل ہوا ہے۔

آں سرودے را کہ شنوند عاشقاں
عاشقانے کے بود اندر جہاں
راگ تیغِ قاتل است، سرِ پیش نہ
گر تو عاشقِ واصلی، سر را بدہ
چوں تو بے سرمے شوی، بشنو آواز
خوش آوازے، بے سراں را بردہ راز

باہو با سرودِ سامع شد باخدا
ایں مراتب یافتم از مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اگر سہواً کوئی قادری سرود و سماع کے سبب حضوری عشق کے غلبات کی وجہ سے صحو سے سکر میں آجائے۔ تو اس پر تعجب نہ کر۔ کیونکہ اس کے لیے یہ سرود و سماع از روئے نفس و خواہش نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے بھی اسے خدا کی راہ ہاتھ آتی ہے۔ سماع سے مراد وجد و حال طاری کرنے کے لیے گانا، سننا یہ صفیاء کے ہاں رائج ہے۔(عقل بیدار، ص:۳۱تا۳۳، مصنفہ حضرت سلطان باہو۔)

سماع میں سکر وصحو کی تشریح بارشاد شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ:۔

سکر: اس کے معنی ہیں نشہ جو سالک کی ایسی حالت کا نام ہے جس میں وہ عشق الٰہی یا تجلی الٰہی سے مغلوب ہوتا ہے اور اس کا خود اپنے اوپر اختیار اور عقل کم و بیش ضائع ہو جاتے ہیں۔

صحو: سکر کی ضد ہے۔ یہ ایک حالت ہے جس میں سالک کو خود اپنے اور اپنی عقل کے اوپر قابو ہوتا ہے۔ وہ جذبات سے مغلوب نہیں ہوتا۔ حالت صحو حالت سُکر سے ارفع و اعلیٰ سمجھا جاتا ہے۔(شیخ مجدد کا نظریہ توحید، صفحہ:۱۸)

۹: حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد سماع:۔

سخن در مسئلہ سماع مشروع بود فرمودند سماع از لوازم ضروریہ برائے صوفیاء کرام نیست خواجہ باہمچنیں فرمودہ اند کہ سماع چیزے مقصود بالذات برائے اہل اللہ نیست لیکن بر اہل سماع انکار نہ باید کرد۔ چہ اہل سماع بسیارے از اکابر اہل اللہ گزشتہ اند کہ مقتدا بودن ادشاں بدرجہ تواتر رسیدہ است۔ ہر گاہ کہ شاہ نقشبند۔ فرماید کہ نہ ایں کار میکنم نہ انکار میکنم دیگر گفتہ کسے را چہ

حاجت است۔ طریق حق بین بین ایں۔ موداں سو میل کردن افراط و تفریط پیدا کند۔ مسلک انصاف را باید پیمود و زبان طعن رادروں باید کشید۔ ومستان ذوق و شوق از گفت خلقِ نامحرم پرواہ ندارند۔ (ملفوظات طیبہ: ص ۱۱۲، ۱۱۳، حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی)

آپ کی محفل میں مسئلہ سماع پر گفتگو ہو رہی تھی کہ سماع صوفیوں کے لیے ضروری نہیں آپ نے فرمایا گو سماع اہل اللہ کے لیے ضروری نہیں ہے لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بہت سے اکابر اہل اللہ سے میں سے تواتر اس کے پیرو ہوئے ہیں۔ جن کا مقتدا و پیشوا ہونا درجہ تواتر کو پہنچا ہوا ہے۔ جبھی تو سلسلہ نقشبندیہ کا اس سے نہ انکار اور نہ ہی اقرار ہے۔ تو پھر کسی دوسرے کی گفتگو کی ضرورت نہیں۔ طریق حق بیان کرنے میں کمی بیشی نہیں کرنی چاہئے۔ مسلک انصاف کی رو سے زبان طعن بند رکھنی چاہئے۔ کیونکہ مستان ذوق و شوق نامحرم لوگوں کی گفتگو کی پرواہ نہیں کرتے۔

۱۰: حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کے نزدیک اصول سماع:۔

اے عزیز اس بات کو جان کہ سماع میں تین چیزوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ وقت کا، مکان کا، حاضرین محفل سماع کا۔

۱: اس واسطے کہ اگر نماز کا وقت ہو گا یا کھانے کا وقت یا اس وقت جب کہ دل کس سبب سے پراگندہ ہو تو سماع بے فائدہ ہو گا۔

۲: مکان اگر گزر گاہ ہو یا تاریک اور بری جگہ ہو یا کسی ظالم کا مکان ہو تو ان سب صورتوں میں آدمی پریشان ہوتا ہے۔

۳: حاضرین محفل سماع اگر متکبر، دنیادار یا منکر سماع ہوں یا مکلف حاضر ہوں ہر وقت تکلف سے حال اور رقص کرتا ہے یا غافل لوگ حاضر ہوں کہ خیال باطل پر طعنہ سنتے ہیں یا بیہودہ باتیں کرتے ہیں اور ہر طرف دیکھتے ہیں عظمت محفل نہیں کرتے یا محفل میں جواں مرد ہوں اور عورتیں

دیکھنے آئیں، کیونکہ اس صورت میں ایک دوسرے کے خیال سے خالی نہ ہو گا ایسا سماع کچھ کام نہیں آتا۔

۱۱: حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے نزدیک اصول سماع:۔

سماع میں زمان، مکان، اخوان شرط ہیں اور ایسی جگہ بیٹھنا حرام ہے جہاں عورتیں دیکھنے آئیں اور جوان مرد اہل غفلت ہوں جن پر شہوت غالب ہوتی ہے۔ اس واسطے اس وقت سماع جانبین سے شہوت کی آگ تیز کر دے گا اور ہر ایک شہوت سے دیکھے گا اور شاید کہ دل بھی اٹک جائے اور یہ امر فسق و فساد کا باعث ہو جائے۔ ایسا سماع ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ (کیمیائے سعادت، ۲۴۷، ۲۴۸، مصنفہ امام محمد غزالی)

۱۲: آداب سماع بارشاد امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ:۔

اہل سماع جب سماع کے لیے بیٹھیں تو ادب یہ ہے کہ سب سر جھکائیں اور ایک دوسرے کو نہ دیکھیں اور ہر ایک اپنے تئیں اس کے حوالے کر دے۔ درمیان میں بات نہ کریں۔ بلکہ جس طرح نماز تشہد میں بیٹھے ہیں۔ اس طرح مؤدب بیٹھیں اور اپنا دل خدا کے ساتھ رکھیں اور اس امر کے منتظر رہیں کہ کیا بات ہمارے دل پر کھلتی ہے اور اپنے تئیں دیکھتے رہیں۔ صوفیوں کا سماع اصل میں اسی سبب سے تھا اگرچہ اب ان لوگوں کے سبب سے سماع رسم ہو گیا ہے جو ظاہر میں تو صوفیوں کی صورت میں ہیں اور باطن میں ان کے مذاق اور معنی سے مفلس اور بے بہرہ ہیں۔ آتش الٰہی بھڑکانے میں سماع بہت بڑا اثر رکھتا ہے۔

صوفیوں میں کوئی تو ایسا ہوتا ہے کہ سماع میں ایسے مکاشفات ہوتے ہیں۔ اس کے سبب سے وہ اُنس حاصل کرتا ہے جو بے سماع کے نہیں ہوتا۔ وہ احوال لطیف جو عالم غیب سے سماع کی بدولت ان لوگوں پر طاری ہوتے ہیں اسے یہ لوگ وجد کہتے ہیں اور ہوتا یہ ہے کہ ان لوگوں کا دل حالت سماع میں ایسا پاک اور صاف ہو جاتا ہے جیسے چاندی آگ پر رکھنے سے صاف ہو جاتی ہے۔ سماع دل میں آگ لگا دیتا ہے اور سب کدورتوں کو دل سے دور کر

دیتاہے یہ حرارت اور رفع کدورت جو سماع سے حاصل ہوتی ہے۔ بہترین ریاضتوں سے حاصل نہیں ہوتی۔ (اکسیر ہدایت، مترجم کیمیائے سعادت)

۱۳: شہوت انگیز مضامین گانا اور سننا حرام ہے بارشاد شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ:۔

"ومن الناس من یشتری لھو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم ویتخذھا ھزوًا اولئک لھم عذاب مھین۔" (سورۃ لقمان، آیت:۶)

ترجمہ: "کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو بیہودگی کے کھیل خریدتے ہیں تاکہ ناسمجھ لوگوں کو اللہ کے رستے سے بہکائیں اور اللہ کی آیتوں کی ہنسی اڑائیں یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ذلت کی سزا ملے گی۔"

لھوالحدیث کے شان نزول کے متعلق شیخ محقق لکھتے ہیں کہ:۔

شہوت انگیز مضامین کا گانا حرام ہے۔ رہے وہ اشعار کہ جن میں دنیا کی نفرت اور خدا تعالیٰ کی محبت ہے۔ پس جس طرح ان اشعار کا تصنیف کرنا ممنوع نہیں اسی طرح کسی خاص وقت میں انکا سننا بھی ممنوع نہیں۔ خواہ وہ خوش آوازی کے ساتھ ہو یا بغیر اس کے۔ ان احادیث و اقوال پر نظر کر کے جو اس کی اباحت پر اشارہ کرتے ہیں۔ عوارف المعارف اور احیاء العلوم میں اس کا بخوبی فیصلہ کر دیا ہے اور اس کی بھی اباحت اہل اللہ کے لیے مخصوص کی ہے۔ جن پر غلبہ حال اور شوق ہے پھر اس کے لیے مکان اور زمان اور اہل مجلس کے اہل ہونے کی قید لگائی گئی ہے بعض صوفیائے کرام جو راگ سنتے تھے انہی احتیاطوں سے نہ اس طور سے کہ جیسا آج کل مروج ہے اس کے ممنوع ہونے میں کسی اہل علم کو کلام نہیں۔ اس ضمن میں آگے چل کر لکھتے ہیں۔ اس زمان میں بھی ایسے لوگ ہیں جو اسلام اور کارِ خیر سے روکنے کی سینکڑوں تدبیریں کیا کرتے ہیں۔ کہیں اسلام پر جھوٹے

اعتراضات کرتے ہیں۔ کبھی اہل اسلام کے نماز، روزہ پر تمسخر کیا جاتا ہے۔

لیکن ناچ رنگ کی محفلیں کر کے صدہا بندگانِ خدا کو آلودہ کیا جاتا ہے کہیں علوم و اسلام اور علمائے کرام کی توہین کر کے علم دین سے روکا جاتا ہے اور کفار کے لایعنی کلام کی طرف رغبت دلائی جاتی ہے۔

(تفسیر حقانی، جلد ششم، ص۲۹۱، مصنفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ)

(تفسیر احمدی، مصنفہ علامہ جیون اُستاد عالمگیر شاہ ہند)(احیاء العلوم، مصنفہ امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ)

(عوارف المعارف مصنفہ شہاب الدّین سہروردی علیہ الرحمۃ)

فحش شہوت انگیز ہجو یہ مطعون دین مضامین کا سننا حرام ہے، باارشادِ امام غزالی علیہ الرحمۃ:۔

"اے عزیز جان تو کہ سماع جو مباح ہے وہ پانچ سبب سے حرام ہو جاتا ہے۔ ان پانچ سببوں سے عذر کرنا چاہئے۔

پہلا سبب یہ ہے کہ عورت یا مرد سے سُنے کہ وہ محل شہوت ہیں، یہ سماع ہے۔ اگرچہ کسی سننے والے کا دل خدا کے کام میں بھی مستغرق ہو۔ چونکہ شہوت اصل خلقت میں ہے اور اچھی صورت نظر آئے گی۔ تو شیطان اس کی مدد کو اٹھ کھڑا ہو گا اور سماع شہوت کا تابع ہو جائیگا۔ سرود میں فحش ہو یا ہجو یا دین پر طعن ہو۔ جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حق میں رافضیوں کے اشعار یا کسی مشہور و معروف عورت کی تعریف ہو۔ اس واسطے کہ مردوں کے سامنے عورتوں کی صفت نہ کرنا چاہئے اور ایسے سب شعر پڑھنا اور سننا حرام ہے۔ (اکسیر ہدایت، مترجم کیمیائے سعادت۔ ۲۳۹ تا ۲۴۰)

خلاصہ مطلب:۔

سماع غلبہ دردِ عشق الٰہی رکھنے والے بزرگان کے لیے شرعی پابندی کے تحت سننا مباح ہے۔ جیسا کہ بزرگان و علمائے احناف علامہ شامی علیہ الرحمۃ، علامہ جیون علیہ الرحمۃ،

شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ۔ بزرگان و مشائخ حضرت غوث الاعظم، خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری، حضرت داتا گنج بخش لاہور، حضرت شیخ نظام الدّین اولیاء دہلوی، حضرت امام غزالی، حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، حضرت جنید بغدادی، سلطان العارفین حضرت سلطان باہو، حضرت خواجہ شاہ سیلمان تونسوی، حضرت شیخ محمد اکرم صابری قدوسی براہوی، حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے ارشادات و تحقیقات سے مدلل ثبوت فراہم کیا گیا ہے۔ خدارسیدہ بزرگان کے وصال الٰہی کی مختلف منازل ہیں۔ جنہیں وہ شرعی پابندی سے جذبہ دردِ عشق کی مستی میں طے کرتے ہیں۔ کوئی جمال یار کی مستی و مدہوشی میں مہر لبِ سکوت ہو کر یہ مقام عبور کرتا ہے اور کسی کے جذبہ دل کو ذوق سماع سے لذت دیدار یار نصیب ہوتا ہے۔ اہل فقر کے یہ وہ اسرارہائے نہانی ہیں جنکا انکشاف عوام کے دانش و فکر سے بالاتر ہے۔ اسکا جواز مخصوص بزرگان صاحب شریعت کے لیے ثابت ہے۔ جیسا کہ عہدہ حاضرہ کے نامور صاحب شریعت حضرت صاحبزادہ سید غلام محی الدّین شاہ صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین دربار چشتیہ گولڑہ شریف کی محل سماع مقدسہ کا معمول ہے۔ جہاں سامع و مستمع اور مسموع سب متبع شریعت اور اپنے شیخ معظم کے مسلک طریقت سے وابستہ ہو کر توحید و سنت اور صالحین امت منشور رحمت ﷺ کی دلفگار نعت و اسرار دلگداز سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ جس سے شیخ کا غلبہ عشق الٰہی بلند سے بلند تر ہوتا ہے اور مرید ان میں حضور کی محبت و شوق اور بزرگان اہل جذبہ الفت بڑھتا ہے۔ ایسے سماع سے عوام کی گمراہی یقیناً اصولِ شریعت کی پیروی میں بدل سکتی ہے۔ ہمیں طور کی محفل سماع میں بزرگان اہل شریعت کے لیے متشرع قوالان سے پاکیزہ مضامین و اشعار کا سننا مباح ہے۔ لیکن خلاف شرع عوام کا سماع خواہشات نفس کو ابھارنے، غلبہ شہوت بڑھانے، صحابہ و علماء کی توہین کا پرچار کرنے فحش اور لغویات مضامین جہلا میں رائج کرنے، رغبتِ اسلام، نیکی اور عبادت سے لوگوں کو ہٹانے کے موضوع پر ہوتا ہے۔

جیسا کہ غیر شرع ڈوم مراثی اور بھنگی چرسی لوگوں نے ہم جنس رفیقوں کی وساطت

سے سادہ لوح جہلا اور نام نہاد فقراء کو گمراہ کر رکھا ہے۔ جن کی دیکھا دیکھی اس کا نشہ بڑی تیزی سے رگ و پے مسلمانان میں سرائیت کرتا جارہا ہے۔ جس کی فہمید گی سے انسانی عقل و خرد عاجز ہو چکی ہے اور اکثر جگہ علماء و صلحا اور صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کی اعلانیہ تضحیک و ہجو بیان کی جاتی ہے۔ جس کے تاثر سے عوام الناس میں گمراہی و عبادت الٰہی سے بیزاری ہو کر مسجدیں ویران ہو رہی ہیں۔

مسجدیں ویران ہیں لیکن یہ منظر عام ہے
اک امام، اک مقتدی باقی خدا کا نام ہے

صد حیف غیر شرع لوگوں کی عیاشی سے عبادت خانے برباد ہو کر عیش پرستی کے گھر آباد ہوئے ہیں۔ خداوند تعالیٰ کو یاد کرنے کی بجائے ناچ کو وظیفہ عمل بنا گیا۔ جس کے اثر سے ملت اسلامیہ کے اکثر مرد، عورت بچے، بوڑھے سب سرود و نغمہ کے فحاشی گانوں میں مخمور مست الست پھرتے نظر آرہے ہیں اور یہی واہیات گانے بیاہ شادی کی زینت بنا کر انسانیت کا جنازہ نکالا گیا۔ جس سے اسلام کی نازک پود گلی کوچوں اور ہر مقام پر اس وظیفہ شیطانی سے گنگناتی پھر رہی ہے۔ عوام نے اس بدکاری سے بری طرح متاثر ہو کر جس ناگفتہ بہ حالت میں اسلام کا مذاق اڑایا اس کے لیے صالحین اُمت کے دل مضمحل اور آنکھیں پر نم ہیں۔

جہاں قرآن و حدیث اور اسوۂ حسنہ آنحضرت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سننے کا کبھی اتفاق ہوتا تھا وہاں آج فحش گانوں سے ضمیر انسانی پلید کی جارہی ہے اور اس لذیذ رسم قاتل سے مسلمانوں کو ایمان و اسلام کی دولت سے محروم کیا جارہا ہے۔ لہٰذا اس قسم کی محافل جو مسلمانوں کے اخلاق و کردار کے لیے ضرر رساں ہوں اور ان کی شوق عبادت کے بجائے عیاشی و نفس پرستی پیدا ہو۔ بقول علامہ شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی، حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، حضرت جنید بغدادی، حضرت امام غزالی، حضرت داتا گنج بخش لاہوری اور اکابر علماء و بزرگان دین کے نزدیک ایسا سماع اور مجالس قوالی بالکل حرام ہیں۔

بہر صورت شریعت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی تابعداری کو معمولی حیات بنا کر خواہش نفسانی کی بجائے ایمانی دولت وعبادت سے روح کو مسرور کیا جائے۔ کیونکہ عام طور پر نفس کا ہر مطالبہ شیطانی ایما پر ہوتا ہے۔

اس کی خلاف ورزی سے ہی ایمان کی حفاظت اور نجات دارین حاصل ہو سکتی ہے۔ خداوند تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں اور گھروں کو لغو اور بے ہودہ گانوں کی بجائے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ذکر طیبہ سے پاک فرمائے۔ جس سے ہر محفل اور مسجدیں پر رونق نظر آئیں اور اسی زینت اور ذکر خیر سے ہم اس جہان فانی سے دار بقا کو رخصت ہوں۔ خدا کرے صالحین امت اور مجاہدین ملت میں سے کسی کے قوت بازو سے عہدہ حاضرہ کی گمراہی وکج روی پیروی شریعت میں بدل کر دنیا بھر میں شمع اسلام کی درخشانی کا ظہور ہو۔

الٰہی قوم کی حالت دگر گوں ہوتی جاتی ہے
زمانے میں وہی صدیق سا انسان پیدا کر
خداوندا مٹا جاتا ہے اب انصاف دنیا سے
عمر سا پھر کوئی عادل عظیم الشان پیدا کر
ہو جس کے دل میں حب دیں کلام پاک سے تیرے
وہی عثمان سا پھر جامع قرآن پیدا کر
بجے چاروں طرف اسلام کا ڈنکا زمانے میں
علی سا پھر کوئی اسلام میں انسان پیدا کر

سالکان طریقت کے روحانی منازل
بتحقیق مشائخ الافاضل

سالک کی پہلی منزل حضور ﷺ کی تابعداری ہے۔ جسے شریعت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور شریعت کے حقوق ادا کرنے کی برکت سے اس کے دل میں طریقت کی لگن پیدا ہوتی ہے۔ جس سے دل کی صفائی اور اصلاح نفس ہو کر حجاب بشریت فیض روحانیت میں بدل جاتا ہے۔ پس شریعت معاملات کی نگہداشت کرتی ہے اور طریقت باطن کی برائیوں سے پاک رکھتی ہے اور حقیقت حضور ﷺ سے آشنا کرتی ہے۔ جس کی حضوری سے وہ ہر حال میں قدرت الٰہیہ کا مشاہدہ کرتا ہے۔

برو نورش با حضور اشتغال
جز خدا دیگر نہ بیند ہیچ حال

ترجمہ: ''اُس پر حضوری کی حالت میں نور کی شعاعیں ہوتی ہیں اور
اللہ کے سِوا کسی حالت میں غیر کو نہیں دیکھتا۔''

معرفت:۔

روح کی پاکیزگی کا نام ہے۔ سالک کا بلند مقام ہے اس سے دل تمام برائیوں اور کثافت گناہ سے مثل آئینہ ہو جاتا ہے اور اسے دیدار حق تعالیٰ نصیب ہوتا ہے۔

معرفت نور است فقرش با حضور
ہر کہ فقرش مے رسد شد جان غفور

ترجمہ: ''معرفت ایک نور جس کا فقر حضوری کے ساتھ ہے جو اس

کے فقر تک پہنچ جاتا ہے اُس کی جان کی بخشش ہو جاتی ہے۔"

طریقت، حقیقت اور معرفت در اصل شریعت کے اجزاء اور شاخیں ہیں۔ گویا شریعت اصل اور کل اور باقی اس کے جزو ہیں۔ پس جزو کا کل سے الگ ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ اصل شریعت کا حصہ ہیں جب یہ اصل شریعت سے کٹ جائیں تو بے اصل اور نقلی روحانیت بے حقیقت ثابت ہو گی۔ لہٰذا ابنا سپتی پیروں کا معرفت کو شریعت سے الگ کرنا بے معنی ڈھونگ اور گمراہی ثابت ہوا جس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

تصوّف کی تو یہ شان ہے کہ اسے غیر خدا کی بڑائی مطلوب نہیں۔ خدا کرے وہ سر ہی نہ رہے جو اللہ تعالیٰ کے ماسوا مخلوق کی بڑائی کا جذبہ رکھتا ہو۔ وہ آنکھ ہی نہ رہے جو دیدار خدا کے سوا کسی اور کو دیکھے وہ کان ہی نہ رہیں جو غیر خدا کا کلام سنیں۔ وہ زبان ہی نہ ہو جو غیر اللہ کا ذکر کرے۔ وہ قدم ہی نہ رہیں جو خلاف شریعت اٹھیں۔ وہ ہاتھ ہی نہ ہوں جو بُرائی کے لیے استعمال ہوں۔ وہ کمر ہی نہ رہے جو طاغوت فرعونی کے آگے جھکے اور دل ہی نہ ہو جس میں غیر خدا کی آرزو ہو جیسا کہ نظریہ اقبال علیہ الرحمۃ سے ظاہر ہے۔

ما سویٰ اللہ را مسلمان بندہ نیست
پیش فرعونِ سرش افگندہ نیست

ترجمہ: "مسلمان اللہ کے سوا کسی غیر کا بندہ نہیں ہے۔" فرعون کے سامنے اُس کا سر جھکا ہوا نہیں ہے۔

مذکورہ مدارج باشریعت شیخ طریقت کی پیروی سے حاصل ہوتے ہیں جس کی انتہائی عقیدت مندی فنافی الشیخ کہلاتی ہے۔ فنافی الشیخ علم تصوّف کی رو سے بذریعہ شیخ قرب الٰہی حاصل کرنے کا ایک راستہ ہے جس کا زینہ اول فنافی الوجود ہے۔ اس کے بعد فنافی الرسول اور پھر فنافی اللہ کا مقام ہے لیکن ان مراتب کے لیے امور ذیل کا اپنانا ضروری ہے۔ وجود کو پہلے لذت و خواہشات سے فنا کرے اور پھر شیخ کامل کی اتباع کرے اور پھر پیروی حضور ادا کرے۔ اس کے بعد دنیا سے بیگانہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے یگانگت پیدا کر لینا فنافی اللہ کہلاتا ہے۔

یہ مقام بہت اونچی روحانیت کے بزرگوں کا ہے۔ یہاں پہنچ کر دنیاوی تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ دل یادِ خدا میں محو ہو جاتا ہے اور ذات وحدہٗ لاشریک کی مستی و بے خودی طاری ہو جاتی ہے۔

مرشد و مولائی حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کو اس مقام ذی جاہ پر دیکھنے کا ناچیز کو شرف حاصل ہوا۔ لیکن یہ کمال یقین محکم کی لازوال پیروی سے حاصل ہوتا ہے۔

یقیں پیدا کر اے ناداں! یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی، کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری

صوفیاء کے نزدیک یقین کی تین قسمیں ہیں: ۱: علم الیقین ۲: عین الیقین ۳: حق الیقین۔

علم الیقین:۔

کسی چیز کو علم دلیل سے پہچاننے کا نام ہے۔ جیسے مخلوقات دیکھ کر خالق کو جاننا۔ ایسے ہی دھوئیں کو دیکھ کر آگ کا علم ہو جانا۔

عین الیقین:۔

کسی چیز کو آنکھ سے دیکھنے کا نام ہے جیسے آفتاب و ماہتاب کا نورانی مشاہدہ اور جلتی ہوئی آگ کو آنکھوں سے دیکھنا۔

حق الیقین:۔

مشاہدے کے نتیجے کا نام ہے۔ جیسے آفتاب و مہتاب کی روشنی سے یقین کرنا اور آگ میں ہاتھ ڈالنے سے جلن محسوس کرنا۔ کمال یقین سے مقام تصوّف میں خدا کو ماننا اس کی شان و بڑائی کا اعتراف کرنا اور بالمشاہدہ اس کی قدرتِ تجلیات کا تقرب حاصل کرنا سالکین کے روحانی منازل میں بلند پایہ مقام ہے۔

تیری آنکھوں سے جب میں دیکھ لوں تیرا جلوہ!
مجھے حق الیقین لایدرک الابصار ہو جائے

فقر مجذوب کا تعارف اور روحانی تصرف از کرامت حضرت بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ

مجذوب کا معنیٰ حدود شرعی کی رو سے نفس امارہ کی سرکشی پر ضبط پانے دینوی عیش و عشرت کو جذب کرنے، خلاف شرع امورات کو فنا کرنے اور ہمہ وقت یاد الٰہی میں سرمست رہنے کے ہیں۔

ایسا ہی شخص جو دنیا کی خواہشات ولذات سے بے نیاز ہو کر ذات وحدہٗ لاشریک کا نیاز مند ہو جائے وہ "مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" کا مقام ہے جو عشق الٰہی کا انجام ہے۔

"مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا" سے یہ عقدہ کھل گیا
وہ مزا کب زندگی میں جو کہ مر جانے میں ہے

ایسے لوگ جو عشق الٰہی میں بے خود رہتے ہیں۔ غلبہ عشق کے تحت انکا جسم بے جان ڈھانچہ کی طرح ہوتا ہے۔ ان کی گرمی، سردی اور رنج وراحت، عیش و عشرت یکسر ختم ہو جائے اور ان کی زندگی ہوش سبھی دیدار ربی پر منحصر ہو جاتے ہیں۔ جب ان پر دیدارِ الٰہی کی کیفیت غالب آتی ہے تو ان کا ظاہری ڈھانچہ بے خودی، بے حسی اور استغراق کی حالت میں آجاتا ہے، اور ان کے سینے سے ایسی صدائیں بلند ہونے لگتی ہیں جو تجلیاتِ الٰہی کے غلبے اور وارداتِ ربانی کے اثرات کی ترجمان ہوتی ہیں۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعۂ طور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا جاتا ہے کہ ندا آئی: "إِنِّي أَنَا اللهُ" یعنی "بے شک میں ہی اللہ ہوں۔" اگرچہ آواز درخت

کی سمت سے سنائی دے رہی تھی، مگر کلام حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کا تھا۔ ایسے ہی منصور سے غلبہ عشق کی مدہوشی میں کلمہ اناالحق خدا کی آواز تھی نہ کہ منصور کی۔ ورنہ عقل و خرد کی سالمیت کے ہوتے ایسے فاضل کمالیت سے کب انا الحق کی عنانیت بر سرِ پیکار ہو سکتی تھی۔

اسے وضاحت سے سمجھنے کے لیے دھیان فرمایئے۔ گراموفون، میکروفون، ٹیلیفون ریڈیو اور لاؤڈ سپیکر وغیرہ سب بولنے کی مشینیں ہیں۔ مگر ان میں بولنے والا کوئی اور ہے۔ جب طور سینا کے درخت اور مشینوں کی آواز قابل مواخذہ نہیں تو پھر جذبہ مستی میں کسی عاشق بے خود کی ایسی کلام کیسے ناروا ہو سکتی ہے۔

چوں روا باشد انا اللہ از درخت
کے روا نہ بود کہ گوید نیک بخت

ترجمہ: ”جب درخت کی جانب سے اَنا اللہ کہنا جائز و درست ہے۔ تو
ایک نیک (فنافی اللہ) آدمی یہ بات کہدے تو کیوں جائز نہیں ہو گا۔“

عاشقان جانباز نے تو مستی عشق سے سرشار ہو کر لذت شوق دیدار میں دیوانہ وار جو سختیاں جھیلیں انکی روداد سن کر دل کانپ جاتا ہے۔ شمس تبریز نے دیدار الٰہی کی سرمستی میں بدن کی بوٹیاں نچوڑ ڈالیں۔ منصور کی زبان پر اسرارِ انا الحق کی بے خودی میں تختہ دار پر بھی انا الحق کا ورد جاری رہا۔ حضرت سرمد شوق یار میں عہد اورنگزیب عالمگیر میں سولی پر لٹکائے گئے۔ مگر اُف نہ کی۔ حضرت بلال تپتی ریت پر لٹائے گئے اور حضرت حُبیب عشق حبیب میں جلتے تیل میں راکھ کر دیئے گئے اور حضرت اویس قرنی نے حضور ﷺ کے ایک دانت شہید ہونے کی خبر پا کر اپنے بتیس دانت قربان کر ڈالے۔ مگر لب پر حرف شکایت نہ آیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے بدن کیڑوں کے حوالے کر کے صبر کا ثبوت دیا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے شکم ماہی میں ذکر الٰہی جاری رکھا۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے آرے سے بدن چیر دیا مگر لبوں سے اُف تک نہ کی۔ حضرت

اسماعیل علیہ السلام نام خدا پر ذبح ہونے سے نہ گھبرائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نار نمرود میں کود کر خلیل اللہ کا عملی ثبوت پیش کیا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تیروں سے جسم چھلنی ہونے پر بھی عشق الٰہی میں سر بسجود ہو کر رضائے الٰہی پر شاکر رہے۔

ایسے سرفروشان الٰہی کی دعا اور نگاہ سے اوج مقدر کا سنور جانا اور دولت ایمان سے بہرور ہونا مشکل نہیں۔

۱: جس کی تائید مولوی اشرف علی صاحب دیوبندی کی پیدائش سے ظاہر ہے۔ ان کا اقرار ہے کہ میں ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں جس کا نام حافظ غلام مرتضیٰ ہے۔ ان سے کہا گیا کہ اس لڑکی یعنی میری والدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تو انہوں نے فرمایا کہ عمر اور علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتی ہے۔ اب جو اولاد ہو اسے علی کے سپرد کر دینا اس بات کو اور کوئی نہ سمجھا لیکن میری والدہ سمجھ گئیں کہنے لگیں کہ باپ فاروقی اور ماں علوی ہے اور نام بچوں کے والد کے نام پر رکھے جاتے ہیں لیکن اب جو اولاد ہو۔ ماں کے خاندان پر ان کے نام کے ساتھ لفظ علوی رکھا جائے۔ آپ خوش ہوئے اور فرمایا! ”یہی مطلب ہے۔“ پھر آپ نے فرمایا کہ! ”دو لڑکے ہوں گے ایک کا نام اشرف علی خان اور دوسرے کا اکبر علی خان رکھنا۔ ایک ہمارا ہو گا۔ وہ حافظ اور مولوی ہو گا اور ایک دنیادار ہو گا پھر ہم دو بھائی پیدا ہوئے۔ (اضافات یومیہ، ص:۲۰۱، حصہ پنجم اشرف علی تھانوی)

۲: حضرت شیخ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے بے اولاد عورتوں کی اولاد ہو گئی:۔

آپ کے پاس ایک خوبصورت دہی فروش گوجری عورت حاضر ہوئی اور عرض کی کہ یا حضرت بیٹے کی مدت سے آرزو رکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنے محلہ کی بے اولاد عورتوں کو ساتھ لے کر آؤ۔ دوسرے دن وہ عورت اپنی دیگر سہیلیوں کو لے کر آپ کے پاس حاضر ہوئی۔ آپ اس وقت پان کھا رہے تھے۔ پان کا اگال سب کو تھوڑا تھوڑا دیا سب نے کھا لیا مگر ایک عورت نے نفرت کے طور پر

نظر بچا کر پتھر کے پیچھے پھینک دیا۔ سب عورتوں کے لڑکے پیدا ہوئے جب وہ لڑکوں کو لیکر آپ کے پاس حاضر ہوئیں تو اگال پھینکنے والی بے اولاد عورت ایک طرف محروم غمگین کھڑی تھی۔ آپ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا غم نہ کر۔ جہاں اگال پھینکا تھا اس طرف جا کر نظر کر۔ وہ عورت وہاں جا کر کیا دیکھتی ہے کہ ایک چھوٹا سا بچہ پتھر کے قریب پڑا انگوٹھا چوس رہا ہے۔ خدا کی قدرت سے ماں کی چھاتی سے دودھ جاری ہو گیا۔ اس نے بچہ گود میں اٹھالیا اور حضرت کی خدمت میں لائی۔ آپ نے فرمایا جا تجھے تیرا بچہ مبارک ہو۔ (کلام بو علی قلندر)

ایسے لوگ جو دم بھر ذات الٰہی کی یاد سے غافل نہیں ہوتے اور اس کے عشق میں شبانہ روز بے خود رہتے ہیں۔ انکی توجہ سے ناممکن بات کا بن جانا دشوار نہیں ہے۔ جس کی تصریح بو علی قلندر کے کلام سے ظاہر ہے۔

شرابِ شوق او خوردن حلال است
دم بے یادِ او بودن حرام است

ترجمہ: ''اُس کی محبت و شوق کی شراب پینا حلال ہے۔ لیکن ایک سانس برابر اُس کی یاد سے غافل ہونا حرام ہے۔''

۳: حضرت بو علی قلندر علیہ الرحمۃ کی توجہ سے مردہ بچہ زندہ ہو گیا:۔

حضرت بو علی قلندر علیہ الرحمۃ کا وہ خادم جو آپ کو کھانا کھلایا کرتا تھا جوان بیٹے کے مر جانے سے مغموم کھڑا تھا۔ اس نے چشم پُر آب اپنے لخت جگر کی لاش بلا تجہیز و تکفین اپنی پشت سے پیوستہ کئے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو مردہ لڑکے کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں سے باندھ کر اس کے ہاتھوں پر کھانا رکھ کر آواز دی۔ حضرت کھانا حاضر ہے۔ آپ نے فرمایا لا کھائیں گے۔ خدا کی قدرت لفظ لا کا فضائے آسمانی میں گونجنا تھا کہ مردہ لڑکے کے جسم میں جنبش پیدا ہو گئی وہ زندہ ہو گیا اور کھانا لیے ہوئے حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جسے

دیکھ کر عقل حیران تھی۔

فہم نارسا تو ایسے ناممکن مسائل کی عقدہ کشائی کو سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ کیونکہ وہ ایسے عجوبات نادرہ کے مشاہدہ سے ناواقف ہے۔ اس کی سمجھ میں وہی بات آسکتی ہے جو اس نے بنظر خود دیکھی ہو۔ لیکن نبوت و ولایت خداداد قوت ہے جس کے بل بوتے پر ناممکن بات کو کر دکھانا چنداں عجب نہیں۔

خداوند تعالیٰ جب ہر شے پر قادر ہے اور اس کی عطا کردہ قوت کے بل بوتے پر اہل روحانیت کا فیض دنیا میں جاری ہے۔ ایسا مجذوب جس نے عشق الٰہی میں خواہشات کو جذب کر دیا ہو۔ اس کے جذب قدرت سے کسی کی بگڑی کا بن جانا اس کی مجذوبیت کا زندہ و جاوید کرشمہ ہے۔

جذب خود مجذوب کے جاذب کا دیتا ہے پتہ
جو کہے مجذوب کو ناداں وہ دانا نہیں

اولیاء کرام و بزرگان کی روحانیت بھری کرامات و واقعات

عالم توحید کی لطیف فضائیں دنیائے روحانیت کی ترنم ریزیوں سے اطراف شرق و غرب میں مہک رہی ہیں۔ بسا اوقات اہل روحانیت سے تاجداران مادیت نبرد آزما ہوتے رہے مگر بزرگان دین کی خداداد جبروت کے سامنے ان کے منصوبے پاش پاش ہو کر رہ گئے۔ ان مسحور کن عجوبات سے عقل نادیدہ اور فہم نارسیدہ ششدر رتھے۔ مگر مشاہدات و واقعات نے سر تسلیم خم کرادیا۔ آیئے ان عجوبات نادرہ سے آپ کا تعارف کرادوں۔

۱: شعیب علیہ السلام کی توجہ سے موسیٰ کلیم اللہ بن گئے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے ایک قبطی غیر ارادی طور پر ہلاک ہو گیا جس کے بعد آپ مصر سے مدین تشریف لے گئے۔ جنگل میں اتفاقاً ایک بزرگ حضرت شعیب علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ کئی سال آپ کی بکریاں چراتے رہے۔ آپ سے ہی عزت دامادی اور فیض روحانی حاصل ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام کے لیے بظاہر یہ عرصہ ایک چرواہے کی زندگی جیسے تھا مگر درحقیقت اس سے انکی تربیت روحانی وابستہ تھی۔ جس نے بھیڑ بکریاں چرانے والے گدڑیئے کو کلیم اللہ بنادیا۔

جیسے اقبال علیہ الرحمۃ نے یوں عزت افزائی سے یاد کیا:۔

دم عارف نسیم صبح دم ہے
اسی سے ریشہ معنی میں نم ہے

اگر کوئی شعیب آئے میسر
شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

۲: حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے محمود غزنوی نے سومنات فتح کیا:۔

سلطان محمود غزنوی کو صوفیائے کرام سے بے حد عقیدت مندی تھی۔ ان کے زمانہ میں مشہور بزرگ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت کا بہت چرچا تھا۔ سلطان محمود آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا خواہشمند تھا۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چل کر جانا شوکتِ شاہی کے مانع اور انہیں پاس بلانا آداب روحانی کے خلاف تھا۔ اتفاقاً ایک باغی کو سرکوبی کے لیے اسے دارالحکومت غزنی سے باہر جانا پڑا۔ جب وہ قصبہ خرقان کے قریب پہنچے تو اپنے ایلچی کو شرف زیارت خرقانی کے ساتھ انہیں استقبال شاہی کی رغبت باستدلال قرآنی کا حکم دیا گیا۔ ایلچی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آیۃ ”اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ “ پڑھ کر سنائی۔ حضرت خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا محمود سے کہہ دو کہ میں ”اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ “میں مستغرق ہونے کی بنا ”اولی الامر منکم “کی پیروی سے معذور ہوں۔ محمود نے ایلچی کی زبان سے یہ کہانی سنی تو بے تابی سے شوق زیارت کے لیے آپ کے حضور چل دیا۔

لیکن آزمائش کے طور پر اپنا شاہانہ لباس ایاز غلام اور ایاز کا غلامانہ لباس اپنے زیب تن کر لیا۔ نیز دس نوجوان لونڈیاں مردانہ لباس میں لے کر حضرت خاقانی علیہ الرحمۃ کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہو کر السلام علیکم عرض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بلا تعظیم و علیکم السلام کے ساتھ غلامانہ لباس میں ملبوس محمود کو اپنے پاس بٹھا دیا اور آیاز کے شاہی لباس کی بالکل پرواہ نہ کی۔ اور غیر محرم لونڈیوں کو روحانی شناخت سے باہر نکلوا دیا۔ سلطان محمود نے اس رویہ سے متاثر ہو کر شاہی خزانے سے ایک بوری اشرفیوں کی بطور نذرانہ پیش کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بے توجہی سے واپس لوٹا دیا۔ محمود نے دعا کی استدعا کی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

دعائے عافیت کے ساتھ تبرکاً اسے خرقہ روحانیت عنایت فرمایا جسے زیب تن کرتے ہوئے محمود نے بارگاہ الٰہی میں فتح سومنات کی دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے عطیہ خرقہ کی برکت سے اُسے سومنات جیسے مستحکم اور عظیم الشان قلعہ کی فتح و نصرت عطا فرمائی۔

۳: حضرت شیخ بہاؤالدّین زکریا ملتانی علیہ الرحمۃ کی توجہ سے سلطان ناصر الدّین قباچہ نے والئی ملتان کو شکست فاش دی:۔

حضرت شیخ بہاؤالدّین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے حضور ناصر الدّین قباچہ والئی ملتان کی بت پرستی اور کفار کے غلبے سے پریشان ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے امداد باطنی کے لیے حاضر ہوا۔ شیخ ملتانی کے پاس اس وقت ایک تیر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے تیر دے کر فرمایا جاؤ، اسے لشکر مخالف کی طرف پھینک دو۔ خدا کی قدرت حکم کی تعمیل کرتے ہی دشمن پریشان ہو کر بھاگ نکلا۔

۴: حضرت زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے کمال الدّین تاجر کا جہاز تباہی سے بچ گیا:۔

حضرت زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید کمال الدّین مسعود جواہرات کا تاجر تھا۔ یکایک طوفان رونما ہوا اور سمندر تلاطم خیز موجوں میں جوش کھانے لگا۔ مسافر موت کے انتظار میں کھڑے رو رہے تھے اور عورتیں بے ہوش پڑی تھیں۔ تاجر نے غائبانہ عرض کی یا حضرت مدد فرمائیے۔ جہاز تباہی کے قریب آ گیا ہے۔ ابھی پورے الفاظ زبان سے نہ نکلے تھے کہ حضرت زکریا ملتانی جہاز کے ایک کونے سے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ کے لبوں پر تبسم تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پریشان حال مسافروں کو طوفان سے نجات کی خوشخبری دے کر روپوش ہو گئے۔ سمندر ٹھہر گیا۔ جہاز سیدھے راستے پر چل دیا اور طوفان پریشان خواب کی کہانی بن کر رہ گئی۔

۵: حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے موج آور دریا خشک ہو گیا آپ مع جماعت دریا سے پیدل چل کر پار ہو گئے:۔

حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ دریائے سندھ کے کنارے کھڑے پار ہونا چاہتے تھے۔ دریا طغیانی پر تھا۔ حاکم ملتان کے کارندوں نے تمام کشتیاں اپنے قبضے میں کر رکھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے دریا پار ہونے کے لیے کشتی طلب کی۔ انہوں نے نشہ حکمرانی کی مدہوشی کی وجہ سے انکار کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے عبادت الٰہی میں مصروف ہو کر مریدان جماعت سے فرمایا خداوند بحر و بر نے جب فرعون جیسے کافروں کو دریائے نیل سے پار ہونے کا راستہ دے دیا تو ہم کمترین بندگان و غلامان خدا کیونکر راستہ نہ پاس کیں گے۔ یہ فرمانے کے بعد اللہ کا نام لے کر دریا میں قدم رکھا اور ساری جماعت مع چند ہندوؤں کے خشک راستے سے پار ہو گئے اور عقل انسانی اس عجوبہ سے حیران ہو کر رہ گئی۔ (مناقب سلیمانیہ)

۶: حضرت خواجہ محمد فاضل شاہ گڑھی افغاناں رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے میرا بیابان کو میرا شریف کا شرف مل گیا:۔

حضرت خواجہ محمد فاضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ گڑھی افغاناں متصل حسن ابدال خلیفہ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ ہنوز سواری مہیانہ ہونے کے باعث تونسہ شریف سے براستہ میرا تحصیل پنڈی گھیب پیدل سفر کیا کرتے تھے۔ اس وقت میرا جنگل و ویرانہ تھا۔ وہاں سے گزرتے ہوئے خواجہ محمد فاضل شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ روحانی سے یہاں ولی اللہ سے آباد ہونے کی خبر دی تھی۔ خدا کی قدرت وہی میرا آج حضرت خواجہ احمد میروی و مولوی احمد خان رحمۃ اللہ علیہ جیسے بزرگان کی بدولت روحانیت کا مرکز ہے۔ جس کی نورانی کرنیں خواجہ امیر احمد بسالوی اور خواجہ میاں محمد حامد آبادی سے نواح عالم میں ضوفگن ہیں۔

(آثار الصالحین، صفحہ: ۲۴۱، ۲۴۲)

۷: حضرت میاں نامدار علیہ الرحمۃ کی توجہ سے مٹی کے ڈھیلے سونا بن گئے اور تکریم مرشد کے لیے مزار پھر گیا:۔

میاں نامدار رحمۃ اللہ علیہ تحصیل فتح جنگ ضلع کیملپور کی نامور روحانی ہستی ہیں۔ جن کے پاس ایک شخص حصول فیض کے لیے دہلی سے آیا۔ مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کھیت میں ہل چلاتے دیکھ کر واپس چلا آیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے بلا کر مٹی کے چند ڈھیلے دے کر توجہ روحانی فرمائی۔ جس سے تمام ڈھیلے سونا بن گئے اور وہ شخص آپ سے فیض روحانی لے کر چلا آیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کے پیرو مرشد فاتحہ خوانی کے لیے مزار کے پاؤں کی طرف کھڑے ہو گئے تو تکریماً مزار پھر گیا جس کا مشتاقین آج بھی مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ نیز حل مشکلات کے لیے آپ کا کمال فیض اثر رکھتا ہے جو بلاریب مرجع خلائق ہے۔

۸: مرشدی حضرت خواجہ سید غلام محی الدّین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین دربار چشتیہ غوثیہ گولڑہ شریف راولپنڈی:۔

شرف حج بیت اللہ اور زیارت دربار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بذریعہ جہاز کراچی سے رخصت ہوئے۔ بحرین سے چار میل اس طرف پٹرول کی ٹینکی پھٹ گئی۔ پٹرول بہ جانے سے آگ لگنے اور جہاز گر کر تباہ ہونے کا خطرہ لاحق ہوا۔ انچارج جہاز نے وائرلیس کے ذریعے سے کراچی سے مدد طلب کی محکمہ نے جہاز کو سمندر میں پھینکنے کا حکم دیا۔ لیکن انچارج نے جہاز میں قیمتی وجود کے تلف ہونے کو برداشت نہ کیا اور پھر بحرین سے مدد طلب کی۔ انہوں نے بھی معذوری کا اظہار کیا۔

اندریں حالات عملہ جہاز سخت پریشانی سے دوچار مسافران خواب گراں سے سرشار مرشد حضرت خواجہ مدظلہ العالیہ وظیفہ قصیدہ غوثیہ میں مصروف اور حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ خصوصیہ سے ضیابار تھے۔ جن کی قوت روحانیہ سے جہاز بایں ہمہ مشکلات کے صحیح سالم بحرین لنگر انداز ہوا۔ انچارج جہاز اس عجوبہ سے سخت متحیر ہو کر

حضور کی لاثانی کرامت کے اعتراف میں دربار عالیہ گولڑہ شریف آپ کی قدم بوسی اور شرف سعادتمندی کے لیے حاضر ہوا۔

بے شک بزرگان قدرت عطائے ربی سے اپنے اندر لاثانی روحانی کمال رکھتے ہیں۔ جن کی صحبت اور تعلق سے دینی اور دنیوی مشکلات دور ہو کر اخروی سعادتمندی حاصل ہوتی ہے۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

علم شریعت شجر تصوّف کی جڑ ہے جو آبِ روحانیت سے سرسبز وشاداب ہوتی ہے

حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ شجر تصوّف کی جڑ اور اس کی شاخ میوہ دار کو لازمی طور پر علم کے چشمہ سے پانی ملنا چاہئے۔ چونکہ بزرگان اہل علم ہوتے ہیں اس لیے اپنے مریدان کو بھی تحصیل علم کی پے درپے تاکید کرتے ہیں اور مرتے دم تک انکو طلب علم ہی کی ضرورت بیان کرتے رہے ہیں۔ اس اہمیت کی بنا پر ”اطلبوا العلم من المھد إلی اللحد“ کا گہوارے سے لحد یعنی پیدائش سے مرنے تک حاصل کرنے کی تائید کی گئی ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے: ”ان العلم نور من الہ ونور اللہ لا یعطی للعاصی۔“ ”بے شک علم اللہ کے نور میں سے ہے۔ اللہ کا نور گنہگار کو عطا نہیں کیا جاتا۔“

علم ایسی روشنی ہے جس سے دنیا و دین کی راہیں روشن ہوتی ہیں اور جہالت و گمراہی دور ہو کر قلوب نور ایمان سے منور ہو جاتے ہیں۔ اہل فقر کے لیے تو حصول علم کے بغیر منزل فقر کو طے کرنا دشوار گزار ہے۔ اس لیے بزرگوں نے جہالت اور شرکت و بدعت کے بے ہودہ طریقے کبھی اختیار نہیں کیے۔ بلکہ طریقت کے مطالب و معانی میں علم کی روشنی ساتھ لیے ہوئے خلق اللہ کی بہتری کے لیے وہ مضامین لکھے ہیں جو خدا کی طرف سے ان کے دل میں وارد ہوتے ہیں۔ الغرض ایک پختہ اور مستند علم کے بغیر تصوّف کے باطنی اسرار کی تحصیل قطعی ناممکن ہے۔

ثابت ہوا کہ کمال تصوّف کے لیے حصول علم کی اشد ضرورت ہے اور بدوں تحصیل علم تصوّف کی منزل میں قدم رکھنا حماقت ہے۔ علم ایک روشنی ہے جس سے باطنی و روحانی فیض اور اسرار تصوّف حاصل ہوتے ہیں کیونکہ:۔

"شرافت الانسان بالعلم و الادب لابالمال والنسب۔"

ترجمہ: "علم و ادب سے شرافت انسان ہے نہ کہ مال و دولت اور نسب وخاندان سے۔"

علم سے انسان کی ظاہری وباطنی صلاحیت اجاگر ہوتی ہے اور شرعی پیروی اور محبت الٰہی کا جذبہ دل میں پیدا ہوتا ہے۔ جس کے معمول سے دل کی کثافتیں دور ہوکر مثل آئینہ صاف وشفاف ہوجاتا ہے۔ جس کا استدلال حدیث حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ظاہر ہے۔

"لکل شئی صقالۃ وصقالۃ القلب ذکر اللہ۔" (مشکوٰۃ شریف، ص:۱۹۱)

ترجمہ: "ہر ایک چیز کو صفائی کے آلہ سے چمکایا جاتا ہے۔ لیکن دل کی چمک اللہ کے ذکر سے ہوتی ہے جیسا کہ آئینہ زنگ آلود کو صیقل کرنے سے ہر چیز کا عکس دکھائی دیتا ہے۔

بریں مثال انسان اور نور حق تعالیٰ کے درمیان حجاب کثافت حائل ہے۔ جب ذکر الٰہی سے دل کی کثافت دور ہوجاتی ہے تو انوار الٰہی کے عکس سے عجیب انکشاف ظہور پذیر ہوتے ہیں اور انسان مشاہدات قدرت سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ لیکن آج بکثرت لوگ خواہشات نفسانی میں مبتلا اور اطاعت خداوندی سے روگرداں ہیں۔ بااین ہمہ پھر بھی تصوّف کی فیض رسانی سے عوام متاثر اور متلاشی وگرویدہ نظر آتے ہیں۔ جو دنیاوی مطلب براری کے لیے اس کا سہارا لیتے ہیں۔ لیکن اس کی حقیقی روشنی عملی پیروی ہے جس سے وہ کوسوں دور ہیں۔ بے شک علم دین ودنیا کی راہبری کا ذریعہ ہے۔

اس لیے بدوں علم تصوّف گمراہی اور اندھیرا ہے۔ علم سے بحروبر کی بڑائی اور

حقیقت تخلیق خدائی نظر آتی ہے۔ یہ وہ روشنی ہے کہ جس سے خدا اور رسول اور پیروی شریعت و معرفت کے ساتھ سچی انسانیت حاصل ہوتی ہے۔ گویا علم کی بدولت معراج انسانیت خدا شناسی کی فوقیت اور فیض روحانیت کی سربستہ کمالیت اُجاگر ہوتی ہے۔

علم سے ہوتی ہے حاصل اوجِ طور
علم کا چرچا ہے ہر جا قرب و دُور

حضور کی اُمی خصوصیت عملی شریعت سے پیوستہ ہے جس کی شرعی پیروی فیض طریقت کا ابتدائی راستہ ہے

جاہل اور گمراہ لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ "حضور ﷺ اُمی تھے۔ آپ ﷺ علم ظاہر و اکتسابی نہ ہونے کے باجود طریقت میں انبیاء و اولیاء کے پیشوا ہوئے۔ لہٰذا بلا علم شریعت پڑھے اور بدوں پیروی کیے طریقت کی سربلندی حاصل ہو سکتی ہے۔" اس باطل خیال کی بنا پر اکثر عوام نے صوم و صلوٰۃ کی پابندی و اہمیت کو دل سے نکال پھینکا اور اپنے ہم خیال لوگوں کو بھی یہی درس گمراہی دینے لگے۔ برادران اسلام غور فرمایئے۔ حضور ﷺ کی اُمی خصوصیت فیض الہامیت سے متعلق ہے۔ آپ نے تبلیغ اسلام اور شریعت کی پابندی کے جس جانکاہ جدوجہد سے کام لیا اس کے تصور و خیال کو بھی ذہن میں لانا ہمارے لیے مشکل ہے۔ مبلغ شریعت نے احکام شریعت کی عملی مثال پیش کی ہے۔ جس کی پابندی ہمارے لیے واجب العمل ہے۔

اس لیے حضور ﷺ کی اُمی خصوصیت شریعت کے امور ظاہری سے متعلق ہے ورنہ باطن کے تصور سے تو اعمال ظاہری یکسر ختم ہو جاتے ہیں۔ گمراہان کو ضرورت بھی رہی تھی کہ کسی حیلے بہانے صوم و صلوٰۃ سے نجات مل جائے، بس ڈوبتے کو تنکے کا سہارا سے ہزاروں نام نہاد مسلمان عبادت خدا سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ مسجدیں آباد کرنے کے بجائے تکئے شراب خانے اور زنا خانے آباد کر کے شیطان کے پجاری بن گئے۔ حالانکہ ظاہر باطن کی ابتدائی منزل ہے۔ جس سے کسی اچھائی یا برائی کی پہچان ہوتی ہے۔ اگر ظاہر اچھا ہے تو

باطن ضرور اچھا ہو گا اگر ظاہر خراب ہے تو باطن بھی بُرا ہو گا۔

سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

ہر کرا جامہ پارسا بینی

پارسا دان و نیک مرد انکار

ترجمہ: "تو جس کا ظاہر نیکوں جیسا دیکھے۔ اسے نیک اور پرہیز گار سمجھ۔"

علاوہ ازیں کبھی ظاہری علم شریعت کے ہوتے ہوئے بھی جزوی طور پر کسی صاحب طریقت سے فیض حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام جیسی بلند پایہ شخصیت نے چند فیوض حضرت خضر علیہ السلام سے حاصل کیے مگر یہ خداداد عنایت تھی جس کا خضر علیہ السلام نے یوں اعتراف کیا ہے۔

"مَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ط" (سورۃ الکھف، آیت:۸۲)

ترجمہ: "میں نے یہ کام اپنے اختیار سے نہیں کیا۔"

ایسے ہی حضرت شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے حصول فیض کا واقعہ ہے۔ مگر اس جزوی فیض سے علم شریعت جو کل کا درجہ رکھتا ہے۔ ہر گز نظر انداز نہیں ہوتا۔ کیونکہ اصولی طور پر جزو کل کے تابع ہوتی ہے۔ جو اپنی اصلیت علم شریعت اور اس کے عمل ظاہری سے ہر گز جدا نہیں اور نہ جزو کو کل پر اقتدارِ فوقیت حاصل ہے۔ بلکہ عطائے ربی ہے جو انبیاء و اولیاء کو ودیعت کی گئی ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشند خدائے بخشندہ!

ترجمہ: "یہ سعادت زورِ بازو کی بنا پر نہیں حاصل ہوتی۔" "جب تک عطا کرنے والا خدا عطا نہ فرمائے۔"

اللہ تعالیٰ نے وقتی طور پر مسحور خلائق بنانے کے لیے ہر نبی کو جداگانہ معجزہ سے

سر فراز فرمایا۔ ابو البشر آدم علیہ السلام پر ظہور علم فرما کر ان کو مسجود ملائکہ کر دیا۔ ملائکہ جیسے نورانی اور زہد و اتقاء والی مخلوق نے "سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا" کا عذر پیش کیا۔ لیکن وقتی طور پر نوری مخلوق سے تکریم خاکی سے ملائکہ کی نورانیت میں سر مو فرق نہ آیا۔ ثابت ہوا کہ جزوی فیض روحانیت سے علم شریعت کی حیثیت ہر گز کم نہیں ہوتی۔ بلکہ خوبی تو اسی علم کی ہے جو درسی صورت میں حاصل کر کے اس دنیا کو فیض رسانی کی جاتی ہے۔ جیسا کہ احادیث حضور ﷺ سے ظاہر ہے۔

رہا سوال حضور ﷺ کی اُمی ہونے کا یہ آنحضرت کی خصوصیت ہے۔ کسی دوسرے کو آپ کی اس صفت جلیلہ سے مشابہت دینا سخت گستاخی و گمراہی ہے۔ لیکن حضور باوجود فیض اُمی کی بڑائی ہونے کے اصول شریعت ظاہری کے پابند تھے اور دوسروں کو پابندی کی تاعمر ترغیب فرماتے رہے۔ لہٰذا اعمال ظاہری فیض باطنی کا ابتدائی زینہ ہے۔ جس کی پابندی و پیروی کے بعد عظمت باطنی کا مقام حاصل ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کا فرمان ہے:۔

"الشریعة اقوالی والطریقة افعالی والحقیقت احوالی والمعرفة اسراری۔" (کشف الخفاء:۵۱۸/۲)

ترجمہ: "شریعت میرے اقوال ہیں۔ طریقت میرے افعال ہیں۔ حقیقت میرے احوال ہیں اور معرفت میرے اسرار ہیں۔"

احکام شریعت ہمہ اقوال من است
اسرار طریقت ہمہ احوال من است
بیرون ز من حقیقے نیست
عالم تفصیل وآدم وجمال من است

نیز مصنف الاشباہ والنظائر نے بھی اعمال ظاہر کو ہی فوقیت دی ہے۔

"نحن نحکم بالظواهر والله یعلم بالسرائر۔"

ترجمہ: ”ہمارا حکم تو ظاہر سے متعلق ہے۔ باطن کا حال اللہ جانتا ہے۔“

حضور ﷺ اُمی خصوصیت کے ہوتے ہوئے ظاہری شریعت کے لیے مبعوث ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اسرار ابہام کو آپ نے عملی پیروی سے مخلوق پر انکشاف فرمایا۔ اس لیے حضور ﷺ کے متبعین کو بھی مبشر ﷺ کی عملی زندگی کو معمول بنانا چاہیے۔ ورنہ ظاہری شریعت کو چھوڑ کر جو بھیس بھی اختیار کیا جائے گا صریحاً گمراہی اور حضور ﷺ کی نافرمانی ہو گی۔

محمد از تومی خواہم خدا را
خدایا از تو حب مصطفی را

ترجمہ: ”اے محمد ﷺ ہم آپ سے خدا مانگتے ہیں۔ اے خدا تجھ سے ہم حب مصطفیٰ ﷺ مانگتے ہیں۔“

عشق الٰہی کی جان نثاری سے حق تعالیٰ کی رضامندی ودلداری حاصل ہوتی ہے

عشق دینی ہو یا دینوی کسی مخصوص اعلیٰ ہستی سے متعلق ہو۔ یا عام درجہ کی وابستگی ہو اس کے لیے انتہائی محبت کا ولولہ دامن گیر ہونا ضروری ہے۔ جس کے تحت عاشق ہر قسم کی جانثاری اور مصیبت وپریشانی کے لیے ہر قسم کی قربانی پیش کرنا خوش بختی وعزت سمجھتا ہے۔ عاشقان و جانثاران میں خلیل و ذبیح اور شہید کربلا اور منصور اور شبلی و جنید کی سرمستیاں قابل ذکر ہیں۔

نہ من تنہا دریں میخانہ مستم
جنید و شبلی و عطار شُد مست

کمال عشق کا جذبہ تو یہ کہ وہ ذاتی اغراض سے پاک ہو کر خداوند تعالیٰ کی محبت اس کی رضامندی وخوشنودی سے سرشار ہو۔ ورنہ ذاتی مقاصد کا عشق تو عشاق کے منصبِ جلیلہ کے لیے بدنما دھبہ ہے۔ اس کی تشریح کے لیے عشاق کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں:۔

عاشق ذاتی، عاشق صفاتی، عاشق احسانی۔

۱: عاشق ذاتی:۔

عاشق ذاتی وہ ہے جو معشوق کی ذات سے محبت رکھتا ہو۔ اگر معشوق موجود نہ ہو تو بھی اس کے جذبہ عشق میں کمی نہ ہو گی۔ یہ عشق کا بلند ترین مقام ہے۔ جیسا کہ مجنوں لیلیٰ کے عشق میں زمین پر عشق ومحبت اور دل کی تسکین کے لیے لیلیٰ کا نام لکھ رہا تھا لوگوں نے تعجب خیز منظر دیکھ کر دریافت کیا تو مجنوں نے عشق کا واقعہ یوں بیان کیا۔

گفت مشق نام لیلیٰ مے کنم
خاطر خود را تسلی مے دہم

ترجمہ: ”اس نے کہا میں لیلیٰ کے نام کی مشق کر رہا ہوں اور اپنے دِل کو تسلی دے رہا ہوں۔“

۲: عاشق صفاتی:۔

عاشق صفاتی وہ ہے جو معشوق کے صفات حسن و جمال پر فریفتہ ہو۔ یہ عشق کا متوسط پہلو ہے۔ اس میں ذات موصوف سے براہ راست تعلق نہیں لیکن صفاتِ موصوف سے اس کا تعلق پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے شوق دیدار میں خدا کو ”رب آرنی انظر الیك“ کہا اور خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو ”لن ترانی“ کا جواب دیا۔ جو عاشقانہ ناز برداری اور دیدار شوق بڑھانے کے لیے تھا۔ جو معشوقانہ رسم ہے۔ یہ باتیں حسن و جمال الٰہی کے تحت ہوئیں۔ ایسے ہی عاشق صفاتی معشوق کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر وقتی مصائب کی پرواہ نہیں کرتے۔ کسی عاشق نے کیا خوب کہا ہے:۔

موسیٰ نیم کہ ترسم ازناز لَنْ تَرَانِیْ
اے بے خبر چہ دانی رازیست صد نہانی

ترجمہ: ”میں موسیٰ نہیں ہوں کہ لن ترانی کے ناز سے مجھے ڈر لگے۔“
”اے بے خبر تجھے کیا خبر یہاں سینکڑوں پوشیدہ راز ہیں۔

۳: عاشق احسانی:۔

یہ تیسرے درجے کا عشق ہے جس کا ذات اور صفات سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ نتیجہ صفات سے غرض رکھتا ہے۔ یہ عشق کا کمزور پہلو ہے۔ حقیقی عشاق تو عشق صفاتی اور عشق احسانی کو درجہ عشق میں گناہ سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ کمال عشق وجود ہستی کو مٹانے سے حاصل ہوتا ہے۔

تو مباش اصلاً کمال ایں است وبس
تو درو گم شو وصال ایں است وبس

عشق ذاتی و حقیقی واقعاتی روشنی میں:۔

امام حسن بصری اور مالک بن دینار علیہ الرحمۃ نے رابعہ بصریہ سے عرض کی عشق حقیقی کیا چیز ہے۔ آپ نے ہر چند اعراض کیا۔ لیکن جب اصرار و تقاضا سے مجبور کی گئیں تو فرمایا اپنے خیال کا اظہار فرمایئے۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

”لم یصدق فی دعواہ من لم یصبر علی ضرب مولاہ۔“

ترجمہ: ”دعویٰ عشق میں وہ شخص کبھی سچا نہیں ہو سکتا جو اپنے مولا کی تکلیف پر صبر نہ کرے۔“

رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا یہ دعویٰ عشق نہیں بلکہ شرک ہے۔ پھر آپ نے مالک بن دینار سے عشق حقیقی کا مطلب دریافت کیا۔ انہوں نے فرمایا:۔

”لم یصدق فی دعواہ من لم یشکر علی ضرب مولاہ۔“

ترجمہ: ”وہ شخص کبھی دعویٰ محبت میں سچا نہیں ہو سکتا جو اپنے مولیٰ کی تکلیف پر شکر نہ کرے۔“

رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا یہ بھی شرک ہے۔ اس لیے کہ عاشق کے صبر و شکر دونوں حالتوں میں اس کا وجود اور ہستی ثابت ہوتی ہے جو دعویٰ عشق کے منافی ہے۔ عشق کے معنی تو وجود ہستی کو مٹا دینے کے ہیں۔ جیسے اکاس بیل تنا اور برگ و ثمر نہیں رکھتی۔

البتہ اس کے تنے ظہور پذیر ہوتے ہیں جن کی گرمی عشق سے متعلقہ درخت بھی سوکھ جاتا ہے۔ گویا عشق فنا و قربانی اور وجود ہستی مٹا دینے کا نام ہے کیونکہ عاشق اپنی ہستی ذات باری تعالیٰ میں فنا کر کے منصب بقا اور کمال عشق کا عروج حاصل کرتا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کی عرض دربار ربی پر غور فرمایئے:۔

"یارب کیف السبیل الیک۔"

ترجمہ: "اے خداوند تعالیٰ آپ تک پہنچنے کا کیا طریق ہے۔"

حق تعالیٰ سے یوں جواب ملا:۔

دع نفسك و تعال

اپنے نفس کو چھوڑ دیجئے اور آجایئے۔

گویا وجود وہستی نفس سے تعلق رکھتے ہیں مگر عاشق حقیقی انہیں مٹا کر حق تعالیٰ سے مل جانے کی آرزو رکھتا ہے۔ جو عارفانِ روحانی علیہم الرحمۃ کی عملی زندگی سے آشکار ہے۔ جس سے ہستی نفس گم ہو کر رفعت مقام ادب حاصل ہوتا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ مے آید جنید و بایزید ایں جا!

ترجمہ: "آسمان کے نیچے عرش سے بھی زیادہ وہ نازک ایک ادب کی جگہ ہے۔ جہاں جنید بغدادیؒ اور بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے نفس اور اپنی ہستی کو فنا کر کے اور گم کر کے آتے ہیں۔"

رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا نے عشق حقیقی کی یوں تشریح فرمائی:۔

"لم یصدق فی دعواہ من لم یحس الم الضرب فی مشاھدۃ مولاہ۔"

دعویٰ عشق میں وہی سچا ہے جو مشاہدہ معشوق میں ضرب تکلیف کا احساس نہ رکھتا ہو۔

جیسے دیدار حسن یوسف علیہ السلام کی مدہوشی میں زنان مصر نے بجائے سیب تراشی کے اپنی انگلیاں کاٹ لیں۔ لیکن انہیں انگلیاں کٹنے اور تکلیف کا احساس تک نہ ہوا۔ وہی عورتیں جو عشق زلیخا پر طعنہ زن تھیں۔ اپنی زبانِ حال سے یوں پکار اٹھیں۔

"وَقَطَّعۡنَ اَیۡدِیَهُنَّ وَقُلۡنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ؕ اِنۡ هٰذَاۤ

اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ۔ "(سورۃ یوسف، آیت:۳۱)
جب ان عورتوں کے ہاتھ کٹے تو تعجب سے کہنے لگیں یہ انسان نہیں
ہے بلکہ یہ بزرگ فرشتہ ہے۔

کمال عشق کی حقیقت یہ ہے کہ اس کی مدہوشی میں احساس تکلیف کا وہم و گمان تک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ زنان مصر کی حسن یوسف سے مدہوشی میں انگلیاں کٹ گئیں اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔

قیاس بریں غلبہ عشق لیلیٰ میں مجنوں نے اس کی گلی سے آنے والے کتوں کی پابوسی شوق محبت کا شرف حاصل کیا۔ جو نگاہ مخلوق میں ایک حیرت انگیز تماشہ تھا۔ مگر عاشق کو عشق حقیقی کی رو سے سرور لطف حاصل ہو رہا تھا۔

پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفت ایں چہ بود
گفت گاہے گاہے ایں سگ در کوئے لیلیٰ رفتہ بود!

ترجمہ: "مجنوں نے کتے کے پاؤں کو بوسہ دیا تو لوگوں نے پوچھا یہ کیا (ماجرا تھا) آپ نے یہ کیا کیا تو مجنوں نے جواب دیا۔ کبھی کبھار یہ کتا لیلیٰ کی گلی میں جاتا رہتا ہے اس لیے میں نے اسے بوسہ دیا۔"

مذکورہ دلائل کی روشنی میں عشق ذاتی و حقیقی بلند مقام رکھتے ہیں۔ جس کے جذبہ اثر سے عاشق وجود و ہستی گم کر کے دعویٰ عشق میں فنا ہو کر معشوق کے منظور نظر ہوتا ہے۔

لیکن عشق الٰہی کا مقام لیلیٰ سے بلند و بالا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت پیدا کریں۔ کیونکہ یہی عشق غیر فانی اور اس کا نتیجہ اثر جاودانی ہے۔

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود
کوئی گشتن بہر او اولیٰ بود

ترجمہ: "مولیٰ کا عشق لیلیٰ سے کب کم تر ہو سکتا ہے۔ اُس کے واسطے اُس کی گلی میں گھومنا بھی بہت بہتر ہوتا ہے۔"

علم باطن اکتسابی ہو یا وہبی، اُس کے ظہور عمل کے لیے شرعی پیروی ضروری ہے

علم ظاہر اور باطن کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق:۔

علم ظاہر سے مراد تفسیر، حدیث، فقہ اور علم کلام ہے۔ علمائے ظاہر وہ ہیں جو معنی قرآن وحدیث اور اس کی صورت لفظی سے ہدایت اخذ کرتے ہیں۔

علم باطن وہ معرفت ہے جو متصوّفانہ جدوجہد سے حاصل ہوتی ہے۔ جو خدا اور حقائق مکنونہ کا بلاواسطہ شہود حاصل کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ علمائے باطن کہلاتے ہیں۔

(مجدد دالف ثانی)

لیکن بروئے تحقیق ظاہر و باطن سے بلحاظ اثرات ایسے پیوستہ ہے، جیسے سورج روشنی اور جسم روح سے۔ اعمال ظاہری، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ذکر الٰہی کی پابندی سے روح باطن میں لطافت وچمک پیدا ہوتی ہے۔ مگر گمراہ لوگوں کا اعلان ہے کہ ہم دکھلاوے کی بندگی نہیں کرتے۔ بلکہ پوشیدہ حضوری عبادت کرتے ہیں۔ مسجدوں میں نماز پڑھنے کے بجائے روزانہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھتے ہیں عقل سلیم رکھنے والے حضرات غور فرمائیں۔

شرعی قیود اصول شریعت اور قوانین حکومت جملہ ظاہریت پر عائد ہوتے ہیں۔ جیسے زانی کو زنا کرتے، چور کو چوری کرتے دیکھ کر مجرم قرار دیا جاتا ہے نہ کہ اس کے باطن کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ ایسے ہی نماز کی ادائیگی کے لیے وضو وطہارت اور رکوع وسجود ظاہر

آداب کی پابندی کرنے والے کو نمازی کہا جاتا ہے۔ نہ کہ صرف زبانی دعویدار کو نمازی سمجھا جاتا ہے۔ عاشق خدا اور محب رسول کا دعویدار تو ظاہری اعمال شریعت کا پابند ہوتا ہے۔ کیونکہ عاشق معشوق کے اصول وضوابط کا بدل وجاں عملی احترام کرتا ہے۔ ظاہری محبت اور عملاً اس سے نفرت کا دعویٰ محبت میں ہرگز دوستی نہیں ہو سکتی۔

نمے باشد مخالف قول و فعل راستاں باہم
کہ گفتار قلم باشد ز رفتار قلم پیدا

ترجمہ: ”اس لیے کہ قلم کی گفتار قلم کی رفتار سے پیدا ہوتی ہے۔“

”نیز بارشاد سعدی علیہ الرحمۃ: ”ہر چہ در کوزہ باشد آزاں ہماں طرازد۔ کہ جو کچھ کوزے میں ہوتا ہے اس سے وہی ٹپکتا ہے۔“

افسوس محب خدا اور رسول کے کوزہ قلب سے قطرہ عمل تک نہ ٹپکنا انتہائی گمراہی و غداری ہے۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جاہل اور ناداں لوگ تو اپنی ہی جنس بد کا سہارا لے کر اعمال ظاہری نماز روزہ کی بجائے فقط رندانہ نعرہ بازی کو معمول بنا کر باہم دگر بدکاری و فحاشی کی رنگ رلیاں منانے لگے۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

ترجمہ: ”ہم جنس اپنے ہم جنس کے ساتھ پرواز کرتا ہے، کبوتر کبوتر کے ساتھ اور باز باز کے ساتھ (محو پرواز ہوتا ہے)۔“

علامہ رومی علیہ الرحمۃ نے بھی علامت ظاہری کو ذریعہ شناخت سے تعبیر فرمایا ہے:۔

حق چو سیمارا معرف خواندہ است
چشم عارف سوئے سیما ماندہ است

بانگ ہر چیزے رساند زو خبر
ناشناسی بانگ خر از بانگ در

اللہ تعالیٰ نے ظاہری علامت کو معرف فرمایا ہے۔ اس واسطے عارف کی نظر ظاہری علامت پر پڑتی ہے۔ ہر چیز کی آواز اُسی کی خبر پہنچاتی ہے اور آواز سے پہچانی جاتی ہے۔

لہٰذا اعمال ظاہری صوم و صلوٰۃ اور حج و زکوٰۃ کی پابندی سے زہد و پرہیز گاری حاصل ہوتی ہے اور باطن کی صفائی سے یہی امور محبت و خلوص سے سر انجام پاتے ہیں۔ اس لیے ظاہر و باطن دونوں کا شریعت سے پیوستہ ہونا ضروری ہے۔ اگر علم شریعت کو محض علم ظاہر مان لیا جائے اور طریقت کو علم باطن تو علم ظاہر سے علم باطن حاصل ہو سکتا ہے مگر علم ظاہر سے چشم پوشی کرنے سے علم باطن کا حصول ناممکن ہے۔ کیونکہ علم ظاہر بمنزلہ دودھ کے ہے اور علم باطن بمنزلہ مکھن کے۔ ظاہر ہے کہ مکھن بجز دودھ کے نہیں حاصل ہو سکتا۔ اس لیے مسئلہ باطن کے لیے علم ظاہر کا دودھ حاصل کیا جائے۔ جیسا کہ رومی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:۔

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر!
کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر!

ترجمہ: ''علم باطن مکھن کی طرح ہے اور علم ظاہر دودھ کی مانند ہے۔ دودھ کے بغیر مکھن کیسے بن سکتا ہے اور بغیر پیر و مرشد کے کوئی کیسے پیر ہو سکتا ہے۔''

علم ظاہر دودھ ہے اور علم باطن مکھن کے مانند ہے جس طرح دودھ کے بغیر مکھن کا حاصل ہونا محال ہے۔ اسی طرح بلا پیروی شریعت پیر کہلانا مشکل اور گمراہی ہے۔

بعض گمراہ پیر لوگوں کو اپنی وہبی علم کے فریب میں مرید بنانے کا شکار کرتے ہیں۔ بے شک علم وہبی فیض الٰہی ہے۔ مگر شرعی پیروی سے بری الذمہ ہونا ناممکن ہے۔ علم کبھی پڑھنے پڑھانے سے اکتسابی طور پر حاصل ہوتا ہے اور کبھی عطائے ربی سے بے پڑھے بلا اکتسابی کبھی مخصوص بندگان الٰہی کو حاصل ہو سکتا ہے جسے علم وہبی کہتے ہیں۔ بہر صورت

علم ظاہر اکتسابی ہو یا وہبی ہر ایک کے لیے احکام شریعت پر عمل ضروری ہے۔

مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے علم اکتسابی و علم وہبی کو کیا خوب انداز میں پیش کیا ہے۔

اتفاقاً دربار شاہی میں فن نقاشی کے متعلق چینیوں اور رومیوں کا مقابلہ ہوا۔ بادشاہ نے مخصوص مکان کے درمیان پردہ لگا کر فریقین کو الگ الگ ہنر آزمائی کا موقع دیا۔ ایک طرف ماہرین چین نے دیوار پر دلآویز نقش و نگار بنائے دوسری طرف رومیوں نے سطح دیوار کو چوں آئینہ شفاف بنا دیا۔ جس کے سامنے کھڑے ہونے سے عکس جاذب دکھائی دیتا ہے۔ جب فریقین اپنا کمال ہنر ختم کر چکے تو بادشاہ کو ملاحظہ کی پیش کش کی۔ بادشاہ و وزراء نے چینیوں کے نقش و نگار سے متاثر ہو کر بے ساختہ سبحان اللہ کہہ دیا۔

لیکن رومیوں کا کام پردہ حائل کو ہٹا کر دیکھا تو ان کی شفاف کاریگری میں چینیوں کے نقش و نگار منقش ہو گئے۔ جو عکس اصلی سے زیادہ جاذب تھے۔ جس کی حقیقت سے روشناس ہو کر زائرین کو ماشاء اللہ کہنا پڑا۔ جس کی عکاسی فاضل روحانی مولانا رومی علیہ الرحمۃ نے یوں کی ہے:۔

رومیاں آں صوفیانند اے پسر
بے ز تکرار و کتاب و بے ہنر
لیک صیقل کردہ انداں سینہا
پاک زارو حرص و بخل و کینہ ہا!!

ترجمہ: ”صوفیوں کی مثال ان رومیوں کی سی ہے جو تکرار درس اور علم پڑھنے سے قاصر ہیں مگر ان کے سینے عبادت و پرہیز گاری سے صاف، حرص، بخل اور کینہ سے پاک ہیں۔“

اس لیے علم اکتسابی ہو یا وہبی اس کے ظاہری عمل سے ہی اس کا نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ پیروی شریعت کے عمل ظاہری سے قلب و جگر میں صفائی اور چمک پیدا ہو کر زہد و پیرہیز گاری کا عروج حاصل ہوتا ہے۔ اس لیے فریب باطن کی بجائے شرعی عمل

ظاہری کی پیروی ضروری ہے۔ کیونکہ مردان حق، حق پرستی سے ہی رنگ و بو حاصل کرتے ہیں۔

مرد حق از کس نگیرد رنگ و بو
مرد حق از حق پذیرد رنگ و بو
جز حرم منزل نہ دارد کارواں
غیر حق در دل ندارد کارواں

(علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

ترجمہ: ”مردِ حق کسی سے رنگ و بو حاصل نہیں کرتا۔ مردِ حق (صرف) حق سے رنگ و بو قبول کرتا ہے۔ کاروانِ (مردانِ حق) کی منزل سوائے حرم کے نہیں ہے۔ اور یہ کاروان بغیر حق کے دِل میں کچھ نہیں رکھتا۔“

علمائے شریعت کا منصب بوجہ فضیلتِ علم کے ہزار گنا عابد سے افضل ہے

خداوندِ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے قیام اور احکامِ شریعت کی تبلیغ کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام، صلحائے امت اور علمائے ربانیین کو ذریعہ بنایا، جنہوں نے علوم و قوانینِ الٰہیہ کی روشنی میں لوگوں کو دینِ حق سے آگاہ کیا اور رشد و ہدایت کی راہ دکھائی۔

سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے حصول علم کو خدا شناسی کا ذریعہ قرار دیا ہے:۔

پئے علم چوں شمع باید گداخت
کہ بے علم نتوں خدارا شناخت

حصول علم کے لیے شمع کی طرح پگھل جا۔ کیونکہ بے علم خدا کی شان کو نہیں پہچان سکتا۔

"العلماء ورثة الانبياء" (سنن ابی داؤد، حدیث: ۳۶۴۱) علماء کو وراثت انبیاء کا وارث سمجھا گیا ہے۔ چونکہ انبیاء کی وراثت علم و عمل ہے اور اس کا بجز علمائے دین کے اور کوئی اہل نہیں۔ نیز علمی اہمیت کی بنا پر علماء عبادت گزار بے علم سے بہتر ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:۔

"فقيه واحد اشد على الشيطان من الف عابد۔" (سنن ابن ماجہ، حدیث: ۲۲۲)

ترجمہ: "ایک فقیہی عالم شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ طاقت رکھتا

ہے۔"

نیز شیطان بے علم عبادت گزار کی بجائے عالم خفتہ سے اس لیے خوف رکھتا ہے کہ وہ بے علم بزرگ کو تو ورغلا سکتا ہے مگر عالم خفتہ کو بوجہ علم کے دھوکہ نہیں دے سکتا۔ اس لیے عالم کی نیند بے علم عبادت گزار سے بہتر ہے۔ جب عالم کی نیند عبادت میں شامل ہے تو ابلیس نے اپنی نیک نامی کے فریب کو عالمِ خفتہ کی بیداری سے پیش کیا ہے جسے رومی علیہ الرحمۃ یوں بیان فرماتے ہیں:۔

گفت اے تو کیستی نام تو چیست
گفت نامم فاش ابلیس شقیست
گفت بیدارم چرا کردی بجد
را ستگو با من مگو بر عکس ضد
گفت ہنگام نماز آخر رسید
زود بائد سوئے مسجد مے دوید
گر نماز از وقت رفتے مر ترا
ایں جہاں تاریک گشتے مر ترا

ترجمہ: "عالم خفتہ نے نیند سے بیدار ہوتے ہی بیدار کنندہ کا نام پوچھا۔ تو اس نے صاف کہا کہ میرا نام ابلیس ہے۔ عالم نے اس سے دریافت کیا کہ سچ بتا تو نے مجھے کیوں بیدار کیا۔ ابلیس نے کہا نماز کا وقت قضا ہو رہا ہے اور مسجد کی طرف جلدی سے جاؤ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ شیطان کا کام تو ہر ایک کو فریب اور دھوکہ دینا ہے مگر عالم کو وہ ہر گز دھوکہ نہیں دے سکتا۔ جب عالم کا سونا بھی عبادت میں داخل ہے تو اس نے اپنی بدنامی کو نیک نامی میں بدلنے کے لیے عالم خفتہ کو نماز کے لیے جگا دیا۔ اسی تمثیل سے ہر گز یہ گمان نہیں کرنا چاہیے کہ

شیطان نیکی کی طرف رغبت دلاتا ہے کیونکہ شیطان کا کام گمراہ کرنا
ہے نہ کہ نیکی کی طرف رہنمائی کرنا۔"

علماء کو فضیلت قمر سے تشبیہ دی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:۔

"فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلۃ البدر
علی سائر الکواکب۔"

ترجمہ: "عالم کی فضیلت عابد پر ایسی چودھویں رات کی چاند تمام
ستاروں پر۔" (سنن ابی داؤد، حدیث:۳۶۴۱)

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:۔

"من تزھد بغیر علم فقد جن فی آخر عمرہ او تزندق۔"

جو شخص علم کے بغیر زہد و تقویٰ اختیار کرتا ہے، وہ اپنی عمر کے آخری
حصے میں یا تو دیوانگی میں مبتلا ہو جاتا ہے یا پھر الحاد و بے دینی کا شکار ہو
جاتا ہے۔

اگر کوئی گمراہ اپنے ہم جنس لوگوں میں مقبول ہے تو وہ "الجنس یمیل الی الجنس" کی بنا پر چور کا ساتھی چور، زانی کا رفیق زانی اور شرابی کا دوست شرابی ہو گا۔ اس لیے مخالف شریعت اور بدکار انسان کی ہرگز پیروی نہ کی جائے۔ وہ شریعت سے ناواقف اور لاعلمی کی بنا پر خود گمراہ و جہنمی ہے اور دوسروں کو بھی اسی دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا۔

۱: علماء اللہ کا خوف رکھتے ہیں۔

"اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ" تمام انسانوں میں سے علماء ہی اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں۔ (سورۃ الفاطر، آیت:۲۸)

۲: عالموں کے درجے بلند ہوتے ہیں۔

"یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ" اللہ

تعالیٰ مومنوں اور عالموں کے درجوں کو بلند کرتا ہے۔(سورۃ المجادلہ، آیت:۱۱)

۳: عالم جاہل سے بہتر ہے۔

”قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ط“ ”اے نبی لوگوں کو بتلائیں کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔“ (سورۃ الزمر، آیت:۹)

۴: عابد پر عالم کی برتری۔

”فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنا کم۔“

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا ارشاد ہے کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر ہے۔(سنن ترمذی، حدیث:۲۶۸۵)

۵: علماء چودھویں کا چاند ہیں۔

”فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر علی سائر الکواکب۔“

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا کہ علم کی بزرگی عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں کے رات کے چاند کی بزرگی تمام ستاروں پر۔“ (سنن ابی داؤد، حدیث:۳۶۴۱)

۶: علماء کا مرتبہ بلند ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ عام ایمان والوں پر عالم کا مرتبہ سات سو درجے بلند ہوتا ہے۔

۷: حضرت علی المرتضیٰؓ کے نزدیک عالم کی فضیلت ملاحظہ فرمائیں۔

والعلم أشرف شئ ناله رجل من لم یکن فیه علم لم یکن رجلا

تعلم العلم واعمل ما استطعت به فالعلم زین لمن بالعمل قد عمل

جو چیزیں انسان نے حاصل کی ہیں ان سب سے زیادہ شریف اور اعلیٰ علم ہے اور

جس میں علم نہ ہو وہ آدمی ہی نہیں۔ اے بھائی! علم حاصل کر کے اس پر عمل کر کیونکہ علم اسی کے لیے زینت ہے جس نے اپنے علم پر عمل کیا۔

۸: اللہ کے دوست عالم ہیں۔

"فان اللہ ما اتخذ اللہ ولیاً جاھلا" خداوند تعالیٰ کسی جاہل کو دوست نہیں رکھتا۔ (الفتوحات المکیہ، جلد:۳، ص:۹۲)

۹: فیض علم:۔

حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے:۔

"درست العلم حتی صرت قطباً ونلت السعد من مولی الموالی۔"

میں نے علم حاصل کیا جس کی وجہ سے قطب بنا اور مجھے ارادت خداوندی کی سعادت حاصل ہوئی۔ (قصیدہ غوثیہ)

مذکورہ دلائل کی روشنی میں عالم شریعت جاہل طریقت پر اس لیے فوقیت وفضیلت رکھتا ہے کہ وہ علم کی روشنی میں دوسروں کی راہنمائی کرتا ہے اور بھولے بھٹکے گم کردہ راہ لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی مشعل روحانی سے دنیا بھر کی راہنمائی فرمائی اور ایسی ہی صاحب شریعت علماء لوگوں کے لیے نور ہدیٰ ہو سکتے ہیں۔

دکھا دی منزل عرفاں دہر والوں کو
محمد لیکر ایسی شمع نور ہدی آئے

آتش ابراہیمی کی برودت اور عناصر اربعہ کی تابعداری اہل دانش کے لیے سبق آموز ہے

عقل و دانش پر بھروسہ رکھنے اور اسے درجہ یقین و اعتماد کے طور پر دیکھنے والوں کے لیے آگ کی خاصیت جلنا اور جلانا مسلمہ امر ہے۔ مگر ٹھنڈک اور سلامتی کا پیامبر ہو جانا عقل نارسا کے لیے تعجب خیز ہے۔ جو تجلیات قرآن مجید اور عظمت انبیاء سے ظاہر ہے۔

"یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ" (سورۃ الانبیاء، آیت:۶۹)

خداوند تعالیٰ نے اپنے پیارے خلیل کو آتش نمرود سے بچا کر تکبر و آمریت کو چکنا چور فرما کر انہیں درس عبرت بنا دیا کہ حق تعالیٰ سے تعلق رکھنے والوں کو مادی قوت ہرگز بال بیکا نہیں کر سکتی۔ اگر آج بھی ویسے ہی اہل ایماں ہوں تو وہی خدا جس نے آتش نمرودی کو ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈا کر دیا۔ ہمی طور آتش جہنم اور تمام وقتی مصائب سے نجات دے سکتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعہ سے عیسائی اور یہودی سخت حیران و متعجب تھے اور آگ سے مخاطب ہو کر ابراہیم علیہ السلام کے نہ جلنے کا سبب دریافت کرتے تھے۔ جسے رومی علیہ الرحمۃ نے ان کے تکلم کو یوں بیان فرمایا ہے:۔

می، نبخشایی تو بر آتش، پرست
آنک نپرستد ترا، او چون برست؟

جادوی کرد ت کسی یا سیمیاست؟

یا خلافِ طبع تو از بخت ماست؟

اُس نے تجھ پر جادو کر دیا ہے یا کوئی فسون و منتر کیا ہے، بر خلاف طبع کام کرنا ہماری بد بختی کے سبب سے ہے۔

اے آگ تو آتش پرست کو بھی نہیں چھوڑتی۔ لیکن جو تیری پرستش نہیں کرتا وہ کیسے چھوٹ سکتا ہے۔ کس نے تجھ پر جادو کر دیا ہے یا کوئی شعبدہ ہے کہ تیرا خلاف طبع کام ہماری بد بختی کا موجب ہے۔ آگ یہ باتیں سن کر پانی زبان حال سے سائلین کو یوں جواب دیتی ہے۔

گفت آتش من همانم ای شَمن

اندر آتا تو ببینی تابِ من

طبع من دیگر نگشت و عنصرم

تیغ حقّم هم به دستوری بَرم

آگ نے جواب دیا کہ وہی آگ ہوں مجھ میں داخل ہو کر میری گرمی کا حال معلوم کر نہ میری خاصیت بدلی ہے اور نہ میری ماہیت میں کچھ فرق میں آیا اللہ تعالیٰ کی تلوار ہوں اور اس کے حکم سے کاٹ سکتی ہوں۔

ثابت ہوا کہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ عناصر اربعہ آگ، پانی مٹی اور ہوا گو ہماری نظروں میں مردہ ہیں مگر خداوند تعالیٰ کے سامنے سب زندہ مخلوق ہیں۔ ہوا اس کے حکم سے آگ بن جاتی ہے کیونکہ دونوں اسی کے نشہ سے سرمست ہیں جس کی تائید میں مولانا نے فرمایا:۔

باد و خاک و آب و آتش بنده اند

با من و تو مرده با حق زنده، اند

باد آتش می شود از امر حق
ہر دو سرمست آمد ند از خمرِ حق

ترجمہ: ہوا، مٹی، پانی اور آگ (اللہ کے بندے) اور مخلوق ہیں۔ تیرے میرے سامنے مُردہ ہیں اور حق کے ساتھ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا آگ بن جاتی ہے۔ اور دونوں امر حق کی وجہ سے مست ہیں۔

ایسے ہی ہود علیہ السلام کے واقعہ سے ہوا کی عقلمندی اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا ثبوت ملتا ہے۔

واقعہ یوں ہے کہ ہود علیہ السلام کو قوم عاد کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ آپ نے انہیں ایک عرصہ تک تبلیغ حق کی مگر سوائے سترہ آدمیوں کے کسی نے دعوت اسلام کو قبول نہ کیا۔ جب سرکشی و نافرمانی حد سے بڑھ گئی تو خدا کی طرف سے سات راتیں اور آٹھ دن تک تند و تیز ہوا کا عذاب آیا جس سے مکانات اور بستیاں تباہ ہو گئیں۔ مگر اہل اسلام کی حفاظت کے لیے ہود علیہ السلام نے ان کے ارد گرد ایک لکیر کھینچ دی جن کے پاس ہوا پہنچتے ہی نرم اور خوشگوار بن گئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہوا میں شعور اور خداوند تعالیٰ کی فرمانبرداری موجود تھی۔ جس کے تحت وہ مشرکین کے لیے ہلاکت اور مومنین کے لیے موجب نجات بن گئی۔

جس کا تاثر علامہ رومی علیہ الرحمۃ کے بیان سے سنئیے:۔

گر نبودے واقف از حق جان باد
فرق کے کردے میانِ قوم عاد
ہود گرد مومناں خطے کشید
نرم مے شد باد کانجا مے رسید
ہر کہ بیروں بود ازاں خط جملہ را
پارہ بپارہ مے گشت اندر ہوا

ترجمہ: ”اگر ہوا کو حق کی پہچان حاصل نہ ہوتی۔ وہ قوم عاد اور ھود علیہ السلام اور آپ پر ایمان لانے والوں کے درمیان فرق کیسے کرتی۔

حضرت ھود علیہ السلام نے مومنوں کے ارد گرد خط کھینچا ہوا جب وہاں پہنچی تو وہ نرم ہو گئی۔

جو بھی اُس خط سے باہر تھا۔ وہ سب کے سب اُس ہوا کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔(اور ہلاک ہو گئے)۔

نتیجہ یہ نکلا کہ عناصر اربعہ میں عقل و فہم خداوند تعالیٰ اور انبیاء کی تابعداری کا جذبہ موجود ہوتا ہے۔ جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود ٹھنڈی ہو گئی اور ہود علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کے لیے تند و تیز ہوا خوشگوار بن گئی۔ لیکن ان کے مخالفین کو ہلاک کر ڈالا۔ افسوس صد افسوس کہ جمادات تو حکم الٰہی کے تابع ہوں مگر اشرف المخلوقات کا دعویدار گمراہی و نافرمانی کے درپے ہو۔ ذی شعور انسان کو اس سے عبرت حاصل کر کے ہلاکت و ضلالت سے بچنے کے لیے حضور ﷺ کے دامن رحمت میں پناہ گزیں ہونا چاہیے۔

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر و بر در گوشۂ دامان اوست

ترجمہ: ”جس شخص کا سامان اور رخت سفر عشق مصطفی ﷺ ہو۔“
”تو سمندر اور خشکی کا سارا جہاں اُس کے دامن میں موجود ہے۔“

مشائخ عظام عوام کو قرآن سے دم درود کرتے ہیں اور تعویذات لکھ کر فیض بخشتے ہیں

نزول قرآن میں ظہور احکام الٰہی کے علاوہ اور بہت برکتیں ہیں۔ تلاوت قرآن مجید حصول ثواب وبرکت اور غافل دلوں میں رغبت اور محبت الٰہی پیدا کرنے کا عجیب الاثر نسخہ ہے۔ رمضان المبارک اور دوشنبہ میں حفاظ سے قرآن مجید سننے کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نام عجب نعمتوں کا خزانہ ہے۔ جسے اکثر مقامات پر استعمال کرنے سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ کھانے پر بسم اللہ پڑھنا۔ چھینک کے وقت الحمدللہ کہنا۔ السلام علیکم کہنے والے کو وعلیکم السلام کہنا۔ اذان سن کر کلمہ شریف پڑھنا اسی طرح مریض کے لیے دم درود اور تعویذات کے طور پر قرآنی آیات کو استعمال کیا جاتا ہے۔

خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

"وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ"

ترجمہ: "اور ہم قرآن میں وہ چیز اتارتے ہیں جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل، آیت:۸۲)

قرآن مجید میں احکام الٰہی کے ساتھ ساتھ ذات وصفات کی آیتیں موجود ہیں۔ جن کے پڑھنے، دم درود کرنے، دھو کر پلانے سے لوگوں کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور ﷺ کے بال اور لباس کو برکت کے طور پر مریضوں کو دھو کر پلاتے تھے۔

آنحضرت ﷺ مریضوں کو پانی میں انگلیاں ڈبو کر پلاتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دم سے مردے زندہ ہو جاتے اور کوڑی شفایاب ہو جاتے تھے۔

ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ منہ کی سانس طبی قاعدے کی رو سے زہریلی ہوتی ہے اس لیے پانی پر یا کسی کھانے کی چیزوں پر دم کر کے مریضوں کو استعمال کرانا نقصان دہ ہے۔ حالانکہ یہی ڈاکٹر اور طبیب صاحبان مریض کو دق سل وغیرہ مہلک امراض میں خوشگوار ہوا کے لیے مری، ایبٹ آباد اور گلشن چمن کی سیر و سیاحت سے لطف اندوزی کو تسکین امراض سمجھتے ہیں۔ حالانکہ انہی پہاڑوں کے درختوں اور باغات وغیرہ میں مہلک نباتات پائی جاتی ہے۔ مگر ان کو خیال میں لاتے وقت صرف قرآنی آیات کو جراثیم میں ملوث ہونے کا اندیشہ انہیں شدت سے محسوس ہوتا ہے۔ باشعور انسان کے لیے تو اتنا کافی ہے کہ جب ہوائے خوشگوار مہلک نباتات سے گزرنے کے باوجود جراثیم سے ملوث نہیں ہوتی ایسے ہی قرآن مجید کی آیت فیوضات حائل شدہ جراثیم سے زہریلا اثر لینے کے بجائے امراض کو شفا بخشتی ہے۔ کلام مجید کی برکت سے آتش نمرودی ابراہیم علیہ السلام پر گل و گلزار بن گئی۔ حضور ﷺ کی مٹھی بھر ریت سے دشمن کو جری لشکر کے ہوتے ہوئے بھی شکست فاش ہوئی اور حضور ﷺ کی عطا کردہ چھڑیاں لشکر کفار کے لیے تیغ وسناں بن گئیں۔

قرآن مجید آج بھی اپنی برکات وفیوضات کو اپنے دامن رحمت میں لیے مسلمان پر ابر کرم کی طرح نچھاور کر رہا ہے۔ افسوس ہم اس عظیم البرکت تحفہ سے منہ موڑ بیٹھے ہیں۔ حالانکہ یہی قرآن ہماری ظاہری وروحانی امراض کا تیر بہدف معالجہ ہے۔ ہمارے بزرگان دین اس کی بدولت دنیا و دین میں کامراں رہے۔ لیکن ہم اس سے انحراف کی وجہ سے ہر جگہ ذلیل وخوار ہیں۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہو کر

مراقبہ واعتکاف کے روحانی فیوضات وکمالات

مراقبہ محبت الٰہی کا نام ہے جو رقیبوں سے دور کر کے وحدت الٰہی میں پہنچاتا ہے۔ مراقبہ استغراق میں نفس کشی، مشاہدہ حضور، اسرار الٰہی اور مجلس محمدی سے مشرف ہوتا ہے۔

مراقبہ کی درج ذیل اقسام ہیں:۔

۱:مراقبہ ذکر، ۲:مراقبہ فکر، ۳:مراقبہ حضور، ۴:مراقبہ فنافی الشیخ، ۵:مراقبہ فنافی اللہ۔

مراقبہ کرنے والا چشم زدن میں ارض وسما، عرش وکرسی اور لوح وقلم کی سیر کر لیتا ہے۔ اہل مراقبہ جمال الٰہی کے ماسوا اور کچھ نہیں چاہتے۔ ان پر آفتاب ومہتاب اور ستاروں کی طرح تمام عالم کی روشنی جگمگاتی ہے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے سے حجاب اُٹھ جاتے ہیں اور ہر وقت دیدار الٰہی سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

مراقبہ ناسوت سے صاحب مراقبہ کو حب دنیا اور متعلقہ چیزوں کا خیال رہتا ہے۔ اس لیے ذکر اللہ کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ سمجھ لے کہ ابھی اس کے دل میں کثافت باقی ہے۔ ابھی اس کے دل کا زنگ دور نہیں ہوا اور مرشد کامل کی بے توجہی سے ہنوز شیطانی فریب کا شکار ہے۔ اسے چاہئے کہ اس کے لیے درود شریف اور استغفار پڑھے، تاکہ خطرات نفسانی وشیطانی اس کے دل سے دور ہو کر روشن ضمیری حاصل ہو۔ جس شخص پر ذکر الٰہی کا اثر ہوتا ہے۔ اس کے دل میں حب دنیا نہیں رہتی۔ اس کا دل غنی ہو جاتا ہے۔ ظاہری حواس کی بجائے باطنی حواس قلب وجگر کا رجوع الی اللہ ہو جاتا ہے۔ اس کا دل آئینہ

کی طرح بے کدورت اور کشف القلوب ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں قلب میں بھی ایک نور ہے اور دماغ میں بھی نور۔ جب دماغ کی فکر کو قلب سے لگایا جائے تو دوں مل کر نور علی نور ہو جاتے ہیں۔ جس سے قلب و دماغ دونوں میں صفائی پیدا ہو جاتی ہے۔ گویا قلب کے نور نے دماغ کی اور دماغ کے نور نے قلب کی روشنی زیادہ کر دی۔ جس سے وہ نور خداوندی کو پاتا ہے اور اس کے عجیب اثرات سے لطف اندوز ہوتا ہے۔

مراقبہ کرنے کا طریقہ:۔

مراقبہ پاکیزہ بدن اور مصفٰی لباس سے علیحدگی میں کیا جائے۔ ذات باری تعالیٰ کے حضور میں سر کو جس قدر جھکا کر گہرا تعلق پیدا کرے گا اسی قدر مراقبہ سے عمدہ فیض حاصل ہو گا۔ اس ریاضت میں تصور و فکر کی انتہائی پابندی اور مرشد کی راہنمائی میں یہ کام کیا جائے۔ تاکہ مقصود تک پہنچنے میں دشواری نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ نماز فجر کے بعد مسجد میں علیحدہ جگہ یا کسی اور پاکیزہ جگہ طلوع آفتاب تک یہ عمل کیا جائے۔ اہل روحانیت حصول فیض معرفت کے لیے اسے اپناتے رہے ہیں۔

چنانچہ حضرت داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمۃ کے مزار اقدس کے پاس حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ اور حضرت خواجہ فرید الدّین شکر گنج پاکپتنی علیہ الرحمۃ نے مراقبہ کیا۔ جہاں ان کی مستقل یادگار برائے ترغیب زائرین موجود ہے۔ قیاس بریں بزرگان سلف کے محنت شاقہ کے فیض و اثر سے انوار روحانیت کی کرشمہ سازیاں مختلف مزارات پر موجود ہیں۔ دل کی صفائی اور قلب و جگر کی روشنائی کے بعد جو عبادت بھی کی جائے گی اس میں جمال حق تعالیٰ کی عکاسی وضوفشانی جلوہ گر ہو گی۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اعتکاف کی برکتیں:۔

اعتکاف حصول استمداد قرب الٰہی ارواح بزرگان کا توسل، ازالہ مشکلات اور مخصوص حالات سے آگاہی کے لیے پاکیزہ اور تخلیہ میں کیا جاتا ہے جس میں ذکر الٰہی اور مخصوص کلمات پڑھے جاتے ہیں۔ نماز عشاء سے فراغت کے بعد گیارہ بار درود شریف اور درمیان میں کلمات آخر ذیل کو گیارہ بار پڑھ کر دل میں مقصد خیر کا تصور رکھ کر سو جائے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ خواب میں حصوں مراد کی بشارت مل جائیگی۔

درود شریف:"يَا عَلِيمُ عَلِّمْنِي، يَا خَبِيرُ أَخْبِرْنِي، يَا هَادِي اهْدِنِي" درود شریف

اول آخر گیارہ، گیارہ مرتبہ درود شریف اور درمیان میں یہ کلمات بھی گیارہ مرتبہ۔

ترکیب:۔

اول و آخر درود شریف کے لفظ اللہ میں توجہ الی اللہ اور ہم کے میم میں محمد رسول ﷺ کا توسل۔ مظہر ذات وصفات الٰہی اور مختلف اثرات وفیوضات کی افادیت کا اثر رکھتا ہے۔

سلاسل اربعہ میں اذکار جلی و خفی، نفی اثبات اور پاس انفاس کے معمولات

اللہ تعالیٰ کا ذکر عظیم البرکت نعمت ہے۔ جس طرح بھی کیا جائے فائدہ و اثر سے خالی نہیں ہے۔ لیکن بزرگان کے مخصوص طریق پر ادا کرنا زیادہ موثر و مفید ہے۔

ذکر جلی و خفی معمول چشتیہ :۔

دل بائیں چھاتی کے نیچے ہوتا ہے۔ اس کا اوپر کا دروازہ ذکر جلی سے اور نیچے کا ذکر خفی سے کھلتا ہے۔ ذکر جلی کے لیے چار زانوں بیٹھ کر اس رگ کی ماس کو پکڑے۔ جو زانو کے نیچے ران کی جانب اترتی ہے۔ اس طرح سے پکڑنا نفی وسواس اور جمعیت ہمت کو مفید اور دل کو گرم کر دیتا ہے۔ بطریق مذکور رو قبلہ بیٹھ کر حضورِ دل لفظ "لا" کو ناف سے نکالے اور زبان سے کھینچتا ہوا دائیں کندھے تک لے جائے۔ اور لفظ "الہٰ" کا دماغ سے اشارہ کرتے ہوئے یوں تصور کرے کہ غیر خدا کی محبت کو دل سے نکال کر پشت کے پیچھے پھینک رہا ہے۔ پھر "الا اللہ" کی دل پر سختی سے ضرب کرے۔ پاس انفاس یعنی سانس باہر نکلتے وقت ہر چیز کی محبت سوائے خدا کے باطن سے نکالتے ہوئے "لا الہٰ" کہے اور سانس لیتے وقت محبت الٰہی کو جسم میں داخل کرتے ہوئے "الا اللہ" کہے۔

اگر تو پاسداری پاس انفاس
بسلطان رساندت ازیں پاس
تر ایک پند بس در ہر دو عالم
زجانت برنیاید بے خدادم

ترجمہ: ”جب تک تو زندہ ہے اللہ کا ذکر کر یہی ذکر تجھے سلطان بنا
دے گا۔ دو عالم میں تیرے لیے ایک نصیحت کافی ہے۔ تیری جان
سے خدا کے بغیر سانس نہ آئے۔“

اذکار نقشبندیہ:۔

دونوں لبوں اور آنکھوں کو بند کر کے دم کو پیٹ میں جذب کرے اور دل سے ”لا“ کا لفظ ناف سے داہنی طرف نکالتے ہوئے داہنے کندھے تک پہنچے۔ کندھے کو سر کی طرف جھکاتے اور ہلاتے ہوئے ”الٰہ“ کہے اور دل پر ”الا اللہ“ کی سختی سے ضرب لگائے۔ مگر مقام نفی و اثبات کا تصور دل میں ضرور رکھے۔ ذکر اسم ذات ایک سانس میں ایک بار سے لے کر طاق عدد کی صورت میں بڑھائے۔ اکیس تک مشق کرے۔ متواتر مشق سے کئی بار ذکر کیا جاسکتا ہے۔ لیکن تصور مرشد اس میں لازم ہے۔ اسی سے فیض حاصل ہو گا اور اسے بلاناغہ جاری رکھنے سے روحانی سربلندی حاصل ہو گی۔

ہر کہ حرفے لا الہ از بر کند
عالمے راگم بخویش اندر کند

ترجمہ: ”جو کوئی حرف لا الہ یاد کر لیتا ہے (اور کلمہ طیب دل میں بسا لیتا ہے)
تو وہ سارے عالم اپنے اندر سمو دیتا ہے۔“

شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ کے نزدیک اذکار نقشبندیہ کا طریقہ:۔

قلب کا تعلق بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پر ہے اور روح کا تعلق دائیں چھاتی کے نیچے کے مقابل ہے۔ سِر کا تعلق دائیں چھاتی کے اوپر وسط سینے کی طرف ہے۔

ذکر خفی بائیں چھاتی کے اوپر وسط سینے کی طرف ہے۔ اخفی کا مقام خفی کے اوپر ہے اور سر وسط میں ہے۔ نفس کا مقام دماغ کے بطن اول میں ہے اور ہر ایک عضو میں اعضائے مذکورہ سے نفس کی مانند حرکت کرتا ہے۔ شیخ ممدوح اس حرکت کو اسم ذات خیال کرتے

ہیں۔ پھر نفی اثبات کا امر کرتے ہیں۔ ”لا“ کا لفظ پھیلاتے ہوئے جمیع لطائف مذکورہ پر اور ”الا اللہ“ کے لفظ کو دل پر ضرب لگاتے ہیں اور ذکر قوی ہونے کے بعد زبان کی نوک اور زبان ناف سے کلمہ ”لا“ دماغ تک پہنچادے اور کلمہ ”الٰہ“ کو داہنے کندھے سے پستانِ راست پر پہنچادے اور کلمہ ”الا اللہ“ کو لطائف خمسہ پر پھیرتا ہوا دل پر ضرب کرے۔

شیخ احمد کے تابعین کے نزدیک قلب کا نور زرد ہے، روح کا نور سرخ اور سر کا نور سفید ہے، خفی کا رنگ سیاہ ہے، اخفی کا رنگ سیاہ اور اخفی کا نور سبز ہے۔ سر کا مقام قلب اور خفی کے درمیان ہے۔ اخفی سب لطائف میں الطف اور احسن ہے۔ روح الطف ہے جو قلب مشائخ مجددیہ میں معمول ہے۔

اذکار قادریہ کے مشہور اقسام اور طریقہ ادائیگی:۔

اللہ کا ذکر کرنے سے دل اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ خواہش نفس سے نفرت اور محبت الٰہی کا جذبہ دِل میں موجزن ہوتا ہے۔ اسی سرودِ عشق میں وہ الدنیا مزرع الآخرۃ کے خزینہ سے سرفراز ہوتا ہے۔

۱: ذکر یک ضربی:۔

”لا الٰہ“ کو دل اور حلق کی طاقت سے کھینچ کر ”الا اللہ“ کہتے ہوئے سینہ پر ڈالے۔ یہاں تک ٹھہرے کہ سانس اپنی اصلی حالات پر آجائے پھر اسی طرح بار بار ذکر کرے۔

۲: ذکر دو ضربی:۔

دوزانوں سے نماز کلمہ شریف کو بصورت ایک بار داہنی ران میں اور دوسری بار دل میں سختی سے ضرب لگادے تاکہ دل پر اس کا اثر ہو جائے۔

۳۔ ذکر سہ ضربی:۔

چارزانوں بیٹھ کر ایک بار داہنی ران میں دوسری بار بائیں ران میں اور تیسری بار سختی سے دل میں ضرب لگادے۔

۴: ذکر چہار ضربی:۔

چار زانوں بیٹھ کر ایک بار داہنی ران میں دوسری بار بائیں ران میں تیسری بار دل اور چوتھی بار سختی سے اپنے سامنے ضرب لگادے۔

ذکر جہری و نفی واثبات کا طریقہ:۔

ذکر جہری بلند آواز سے ذکر کرنے کا نام ہے۔ بصورت نماز رو قبلہ بیٹھ آنکھیں بند کر کے لفظ لا کو ناف سے کھینچتا ہوا دائیں کندھے تک پہنچے۔ پھر الٰہ کو دماغ کی جھلی سے نکالے اور ''الا اللہ'' کی دل پر سختی سے ضرب لگائے۔ مگر لا نفی پر غیر حق کا تصور باندھے اور ''الا اللہ'' پر اثباتِ حق کا خیال رکھ کر ذکر کرے۔ چونکہ دل میں دنیاوی خیالات عموماً پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ انہیں دور کرنے اور یکسوئی سے ''الا اللہ'' قائم رکھنے کی کوشش کرے۔ اس طرح خطرات بیرونی کے علاوہ آہستہ آہستہ اپنی ذات کا خیال ٹوٹ کر رجوع الی اللہ ہو جاتا ہے۔ زیں سبب ذکر جہری نفی اثبات سالکین کے نزدیک بہتر عبادت ہے۔

ذکر خفی اور پاس انفاس کا طریقہ:۔

ذکر خفی دل میں بدوں آواز ذکر کرنے کا نام ہے۔ جو ذاکر بیداری و ہوشیاری میں بدوں مقصد و ارادت کے سانس کے باہر ہوتے ہی دل کی زبان سے لا الٰہ کہے اور پھر سانس کے اندر آتے وقت الا اللہ کہے بزرگان طریقت اسے پاس انفاس کہتے ہیں۔ یہ ذکر فقط غلبہ محبت الٰہی کی صورت میں دل سے جاری ہو سکتا ہے۔ ذکر نفی اثبات کی اہمیت کے متعلق حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کے ارشاد گرامی پر غور کریں۔

نفی اثبات دا پانی ملیا ہر رگے ہر جائی ہو
اندر بوٹی مشک مچایا جاں چلن تے آئی ہو
جیوے مرشد کامل باہو جیں اہ بوٹی لائی ہو

ذکر الٰہی منصبِ توحید دل کی صفائی اور تقرب خداوند تعالیٰ کے لیے اکسیر لاجواب

ہے اور اسم اعظم کا درجہ رکھتا ہے۔ صوفیائے کرام نے اس کی بدولت ویرانوں کو راحت آفرین آبادی میں منتقل کر دیا۔ جہاں بیقرار و مضطرب انسان راحت و تسکین پاتے ہیں۔ لیکن رسمی کلمہ گو مسلمان کے قلب و نظر لا الہ کی حقیقت اور عملی فضیلت سے محروم ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آج اہل اسلام کی تذلیل و پریشانی ہے اگر لا الہ کو دل و نگاہ کی گہرائیوں سے وظیفہ عمل بنایا جائے تو ہمیشہ کی راحت و شادمانی حاصل ہو سکتی ہے۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اسم ''ھُوَ'' اسرار الٰہی ہے جو اسم اعظم کے طور پر ہر جاندار کی سانس میں موجود ہے

اللہ اسم ذات ہے جو اپنی ذات سے تفاوت وعلیحدگی نہیں رکھتا۔ اللہ چار حروف ایک الف دولام اور ایک ھ سے بنا ہے۔ اگر اللہ کا الف الگ کر دیا جائے تو للہ رہ جائے گا۔ اور للہ کا ایک ''ل'' جدا کرنے سے ''لہ'' رہ جاتا ہے۔ اگر دوسرا ''لام'' بھی علیحدہ کر دیا جائے تو ''ھ'' رہ جائیگی جسے ''ھو'' پڑھا جاتا ہے۔ یہ ضمیر اسم ذات باری تعالیٰ ہے۔ جو اللہ کے کمالات و معارف یاد دلاتی ہے۔ اسی توجہ روحانی سے اللہ کی حقیقت جلوہ گر اور عشق و محبت کا جذبہ موجزن ہوتا ہے۔

علم تصوّف کے نزدیک اللہ کے مندرجہ ذیل چاروں جزیاتی حصے اسم اعظم کا درجہ رکھتے ہیں۔

''اللہ، للہ، لہ، ھو'' یہ اسم ذات آیت الکرسی ''اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ'' میں مذکور ہیں۔ جو عمل کے لیے لاثانی فیوضات رکھتے ہیں۔ اسم ھو ہر جاندار کی سانس سے نکلتا ہے۔ ہر ایک جاندار خواہ انس ہے خواہ جن ہے یا مرغ و مور۔ ہر ایک سانس اسم ھو سے نکلتی ہے۔ کسی کی سانس معلوم اور کسی کی معدوم ہے۔ جن کی سانس معلوم ہے وہ خدا کا ذکر کرتے ہیں اور جن کی معدوم ہے وہ مردہ ہیں۔ جن کی حقیقت عرفان سلطان العارفین حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کے ارشاد عالیہ سے ظاہر ہے۔

ابتداء ہو انتہا ہو ہر کہ باہو میرسد
عارف عرفاں میشود آنکہ باہو ہو شود

ابتداء اور انتہا کو پاتا ہے جو شخص کہ ہو تک پہنچتا ہے اور صاحب عرفان ہوتا ہے جو شخص کہ ھو کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

"هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ"

ترجمہ: "وہ خدا اول و آخر اور ظاہر و باطن میں ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے۔" (سورۃ الحدید، آیت:۳)

باہو حجاب ہزار راست زاں ہزار ہزار
خود نماند خدا ببیں کہ یار بیار

ترجمہ: "تیرے ساتھ ہزاروں حجاب ہیں۔ جب ان میں سے ایک بھی نہ رہے گا اس وقت تیری آنکھیں خدا بیں ہوں گی اور تو اس کے ساتھ ہو گا جو شخص اس راہ میں قدم رکھے۔

جو ریاضت و مشقت کا پابند ہو اسے چاہیے کہ بارہ سال شریعت میں ہمیشہ قائم اللیل اور صائم الدہر رہے اور بارہ سال طریقت میں اس قدر ریاضت کرے کہ ماسویٰ اللہ کو طلاق دیدے۔ بارہ سال حقیقت میں ریاضت کرے کہ بجز حق تعالیٰ کے اور کسی کو طلب نہ کرے۔ بارہ برس معرفت میں اس قدر محو ہو جائے کہ عشق و محبت میں آنکھیں کھولے۔

مرشد کامل تو اسم اللہ اور اسم محمد کو جانتا ہے اور انہیں سے اپنا تعلق رکھتا ہے۔ طالب صادق وہی ہے جو خود اللہ کی طرف متوجہ ہو اور دوسروں کو اس کی طرف توجہ دلائے۔ کیونکہ بجز ذات الٰہی سب کچھ فانی ہے۔

دادہ خود سپہر بستاند

اسم اللہ جاوداں ماند

"بجز حق تعالیٰ کے کچھ نہیں چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ باقی رہے گا۔"

جب اللہ تعالیٰ نے اسم الہ کو ذات سے جدا کیا تو نور محمدی کا اس سے ظہور ہوا جسے اپنی قدرت کے آئینہ میں دیکھا تو نور محمد کا مشتاق اور اس کا محب و شیدا ہوا اور نور محمدی ﷺ سے کل مخلوقات عالم کو پیدا کیا۔ جیسا کہ حدیث نبوی سے ظاہر ہے۔

"لولاك لما اظهرت الربوبية۔"

ترجمہ: "اے حبیب اگر تیرا ظہور نہ ہوتا تو میں اپنے رب ہونے کا ہرگز ظہور نہ کرتا۔" (مطالع المسرات، الحزب الثانی، مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، ص:۲۶۴)

خدا اگر محمد کو پیدا نہ کرتا قسم ہے خدا کی خدائی نہ ہوتی۔

گویا نبی ﷺ ظہور خداوند تعالیٰ کے لیے ہے جس سے ابتدا اور انتہا خدا شناسی اور ذکر الٰہی کا درس عرفان جاری ہے۔ اس لیے شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت کی ریاضت و مشقت سے ذکر الہ اور خداوند تعالیٰ کا تعلق پیدا ہوتا ہے جس کی پابندی کی ترغیب علمائے دین سے ہوتی رہتی ہے۔ خدا کرے غافل اور لھو ولعب کے دلدادگان میں ذکر الٰہی کی جذب و تڑپ پیدا ہو۔ جو کہ مومن کا نشان اور اہل بہشت لسان ہے۔

لا الہ الا اللہ بر دل مومن نوشت

محمد رسول اللہ شد لسان اہل بہشت

ترجمہ: "لا الہ الا اللہ" کا کلمہ مومن کے دل پر لکھ لیا۔"

"اور محمد رسول اللہ اہل جنت کی زبان ہوگئی ہے۔"

اذکار الٰہی کے فائدے:۔

ذکر الٰہی کے لیے کوئی قوم جہاں اور جب بیٹھتی ہے تو ملائکہ ان کو گھیر اڈال لیتے ہیں۔ان پر رحمت کا سایہ ہو جاتا ہے۔اور خدائے عزوجل اپنی مجلس میں انکا تذکرہ کرتے ہیں۔حدیث مبارکہ:۔

”حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ، أَنَّهُ شَهِدَ عَلَى أَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: ”مَا مِنْ قَوْمٍ يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا حَفَّتْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ“

ترجمہ:”انہوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:”جو قوم اللہ کو یاد کرتی ہے(ذکر الٰہی میں رہتی ہے)اسے فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی اسے ڈھانپ لیتی ہے، اس پر سکینت(طمانیت) نازل ہوتی ہے اور اللہ اس کا ذکر اپنے ہاں فرشتوں میں کرتا ہے۔“(سنن ترمذی،حدیث:۳۳۷۸)

ذکر الٰہی شیطان کو ذلیل اور رسوا کرتا ہے۔

ذکر الٰہی حق تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کا باعث ہے۔

ذکر الٰہی سے دل کا غم وفکر اور پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔

ذکر الٰہی سے دل کو فرحت وراحت حاصل ہوتی ہے۔

ذکر الٰہی سے دل اور روح کو قوت حاصل ہوتی ہے۔

ذکر الٰہی سے دل روشن اور چہرہ نورانی ہوتا ہے۔
ذکر الٰہی سے محاسبہ نفس کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
ذکر الٰہی سے رجوع الی اللہ کا شوق بڑھتا ہے۔
ذکر الٰہی سے تقرب حق حاصل ہوتا ہے۔
ذکر الٰہی سے معرفت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔
ذکر الٰہی کی کثرت سے معرفت کا عارف بن جاتا ہے۔
ذکر الٰہی سے خدا کی ہیبت و عظمت پیدا ہوتی ہے۔
ذکر الٰہی سے خداوند تعالیٰ کی یاد اور تصور رہتا ہے۔
ذکر الٰہی دل اور روح کی غذا ہے۔
ذکر الٰہی سے دل کا زنگ دور ہوتا ہے۔
ذکر الٰہی سے دل شیشہ کی طرح چمک جاتا ہے۔
ذکر الٰہی جہاد بالنفس اور یاد خدا کا ذریعہ ہے۔
ذکر الٰہی کیمیائے عبادت اور خزینہ سعادت ہے۔
ذکر الٰہی سے اعمال کا پلڑہ بھاری رہتا ہے۔
ذکر الٰہی توحید کی شہادت اور جنت کی چابی ہے۔
ذکر الٰہی فراخی رزق اور خوشحالی کی ضمانت ہے۔
ذکر الٰہی سے برائیاں اور گناہ محو ہو جاتے ہیں۔
ذکر الٰہی سے اللہ تعالیٰ کے الطاف و انعام حاصل ہونگے۔
ذکر الٰہی تمام نیکیوں سے بڑھ کر اعلیٰ نیکی ہے۔
ذکر الٰہی سے قیامت میں عرش کا سایہ ہوگا۔
ذکر الٰہی سے چہرہ چاند سے بڑھ کر روشن ہوگا۔
ذکر الٰہی سے دیدار حق تعالیٰ حاصل ہوگا۔

لا الٰہ سے نفس شیطان قتل کر
زندہ الا اللہ سے ہو والا گوہر
اللہ اس میں جاری ساری کر کے دیکھ
مرنا ہے تو اس طرح تو مر کے دیکھ
ھُو سے انوار تجلی ذات پاک
"لا" کے اپنے اندر رکھ اے مشت خاک
خنجر تسلیم کا مقتول بن
زندہ جاوید ہو شیریں دہن

نظم ذکر جلی

کر حق کی منادی اللہ ھو   بن ھو کا عادی اللہ ھو
ہر مشکل کی چابی اللہ ھو   ہے نور کی وادی اللہ ھو
بن ذکر کا عـادی اللہ ہو

ہے پیر طریقت کا یہ سبق   روشن ہیں اسی سے چودہ طبق
کھول اپنی کتاب دل کا ورق   ہے انت الہادی انت الحق
لیس الھـادی الا ھو۔

نادان نہ بن خاموش نہ ہو   بیکار ندامت کوش نہ ہو
بے وجہ الم بردوش نہ ہو   اب ہوش میں آ بے ہوش نہ ہو
ہے روح کی شـادی اللہ ھو۔

بن زینت اہل خرد کی محفل میں   منزل عقبیٰ ہے اس منزل میں
ہر آتشی آبی ساحل میں   ہر مومن مسلم کے دل میں
ہے ذکر تمـام مدامی اللہ ھو۔

ارشادات

حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم

۱: کسی بھائی کی حاجت بر آری کرنے والا یوں ہے گویا اس نے تمام عمر خدا کی عبادت میں گزاری۔

۲: تم اپنے بھائی کی مدد کرو اگرچہ وہ ظالم ہے یا مظلوم۔ مظلوم کی مدد ظالم سے چھڑانا اور ظالم کی مدد ظلم سے باز رکھنا ہے۔

۳: اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی عبادت نہیں کہ تو کسی مسلمان بھائی کا دل خوش کر دے۔

۴: جب دو بھائی مصافحہ کرتے ہیں تو ان میں ستر رحمتیں تقسیم کی جاتی ہیں۔ انہتر رحمتیں خندہ پیشانی ولے کو ایک دوسرے کو ملتی ہے۔

۵: حق ہمسائیگی درجہ وار چالیس گھروں تک ہے۔ یعنی چاروں طرف چالیس چالیس گھر۔

۶: ہمسائیگی کا حق صرف یہی نہیں کہ انکو ستائے نہیں بلکہ ان کے ساتھ احسان کرنا بھی ضروری ہے۔

۷: قیامت کے دن غریب ہمسایہ امیر ہمسائے کا دامن گیر ہو گا۔

۸: جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے اسے کہہ دو کہ پڑوسی کی تکریم کرے۔

۹: جس کے شر سے پڑوسی بے خوف نہ ہو وہ مسلمان نہیں خواہ وہ پڑوسی مومن ہو یا کافر۔

۱۰: پڑوسی کو ستانے والا دوزخی ہے۔ اگرچہ تمام رات عبادت کرے اور تمام دن

روزہ دار ہے۔

۱۱: جب جنازہ کے ساتھ جائے تو مردہ کے غم سے زیادہ اپنا غم کر اور خیال کر کہ وہ ملک الموت کا منہ دیکھ چکا ہے اور میں نے ابھی دیکھنا ہے وہ موت کی تلخی کا مزہ چکھ چکا ہے میں نے ابھی چکھنا ہے۔

۱۲: جو شخص بوڑھوں کی تعظیم اور بچوں پر شفقت نہ کرے گا وہ میری امت میں نہیں۔

۱۳: سخی اللہ کے قریب ہے اور جنت کے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے اور آگ سے دور ہے۔

۱۴: بخیل اللہ سے دور ہے۔ جنت سے دور ہے۔ لوگوں سے دور ہے اور دوزخ کے قریب ہے۔

۱۵: تین باتوں سے توقف مت کرو نماز میں جب اس کا وقت ہو جائے۔ جنازہ میں جب تیار ہوا اور اس بیوہ کی نکاح میں جب اس کا جوڑا مل جائے۔

۱۶: قیامت کے دن مومنوں کے اعمال کے ترازو میں کوئی چیز خوش خلقی سے زیادہ وزنی نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ بدگو بدزبان کو بہت برا سمجھتا ہے۔

۱۷: مومن کو ایذا پہنچانا خدا کے نزدیک کعبہ اور بیت المعمور گرانے سے پندرہ گنا برا ہے۔

۱۸: دنیا کی کوئی چیز تیرے پاس نہ ہو لیکن چار چیزیں ہوں تو تجھے ضرر نہیں۔ راست گفتاری۔ حفظ امانت۔ خوش خلقی۔ غذائے حلال۔

۱۹: آدمی کے دوست تین ہیں۔ ایک تو قبض روح تک ساتھ دیتا ہے۔ دوسرا قبر تک۔ تیسرا قیامت تک۔ قبض روح کا ساتھی مال ہے۔ قبر تک کے ساتھی اس کے گھر والے۔ قیامت تک کے ساتھی اس کے اعمال ہیں۔

۲۰: گوشہ نشینی کو لازم پکڑو۔ یہ عمدہ عبادت ہے جو نیکوکاروں کا طریقہ ہے۔

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

۱: عبادت ایک پیشہ ہے۔ دکان اس کی خلوت ہے۔ راس المال اس کا تقویٰ ہے اور نفع اس کا جنت ہے۔

۲: نماز کو سجدہ سہو پورا کرتا ہے۔ روزہ کو صدقہ فطر پورا کرتا ہے۔ حج کو فدیہ پورا کرتا ہے اور ایمان کو جہاد پورا کرتا ہے۔

۳: جہاد کفار جہاد اصغر ہے اور جہاد نفس جہاد اکبر ہے۔

۴: خوف الٰہی بقدر علم ہوتا ہے اور خدا سے بے خوفی بقدر جہالت ہوتی ہے۔

۵: تو دنیا میں رہنے کے سامانوں میں لگا ہے اور دنیا تجھ کو اپنے سے نکالنے میں سر گرم ہے۔

۶: علم پیغمبروں کی میراث ہے اور مال کفار فرعون و کفار وغیرہ کا خزانہ ہے۔

۷: صبح خیزی میں مرغان سحر کا سبقت لے جانا تیرے لیے باعث ندامت ہے۔

۸: وہ لوگ بہتر نہیں جو دنیا کو آخرت کے لیے ترک کر دیتے ہیں بلکہ بہتر وہ ہیں جو دنیا و آخرت دونوں کو ترک کر لیتے ہیں۔

۹: جو اللہ کے کاموں میں لگ جاتا ہے اللہ اس کے کاموں میں لگ جاتا ہے۔

۱۰: بروں کی ہم نشینی سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے صحبت صلحاء بدرجہا بہتر ہے۔

۱۱: جس پر نصیحت اثر نہ کرے وہ جانے کہ میرا دل ایمان سے خالی ہے۔

۱۲: آنکھ کاسہ دل کا دروازہ ہے کہ قلب کی تمام آفتیں اسی راستہ سے آتی ہیں اور شہوت ولذت پیدا ہوتی ہے۔ آنکھ بند کر لے تو تمام آفتوں سے محفوظ ہو جائے

گا۔

۱۳: انسان ضعیف ہے تعجب ہے کہ وہ کیونکر خدائے قوی کی نافرمانی کرتا ہے۔

۱۴: علم کی قوت جب حد سے بڑھ جائے تو مکاری وبسیار دانی پیدا کرتی ہے اور جب ناقص ہو تو حماقت وابلیسی پیدا کرتی ہے۔

۱۵: اخلاص یہ ہے کہ اعمال کا عوض نہ چاہے۔ دنیا کو آخرت کے لیے اور آخرت کو اللہ کے چھوڑ دے۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

۱: جو شخص اپنا راز پوشیدہ رکھتا ہے وہ گویا اپنی سلامتی کو اپنے قبضے میں رکھتا ہے۔

۲: توبۃ النصوح اس کا نام ہے کہ برے فعل سے اس طرح توبہ کی جائے کہ پھر اس کو نہ کرے۔

۳: تین چیزیں محبت کو بڑھاتی ہے۔ سلام کرنا۔ دوسروں کے لیے جگہ خالی کرنا۔ مخاطب کو بہترین نام سے پکارنا۔

۴: ایمان اس کا نام ہے کہ خدائے واحد کو دل سے پہنچانے اور زبان سے اس اقرار کرے اور حکم شرعی پر عمل کرے۔

۵: کم بولنا حکمت ہے۔ کم کھانا صحت۔ کم سونا عبادت اور عوام سے کم ملنا عافیت ہے۔

۶: قوت فی العمل یہ ہے کہ آج کے کام کل پر نہ اٹھار کھے جائیں۔

۷: سخی خدا کا دوست ہے۔ اگرچہ فاسق ہو۔ بخیل خدا کا دشمن ہے اگرچہ زاہد ہو۔

۸: کسی مسلمان کو یہ زیبا نہیں کہ تلاش رزق میں بیٹھ جائے اور دعا کرے کہ اے خدا مجھ کو رزق دے۔ کیونکہ تم کو معلوم ہے کہ آسمان سے سونا اور چاندی نہیں برستا۔

۹: جب تم کسی صاحب علم کو دنیا کی طرف مائل دیکھو تو سمجھ لو کہ دین کے بارے میں وہ قابل الزام ہے۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جو شخص جس چیز کا خواہاں ہوتا ہے وہ اسی کی دھن میں لگا رہتا ہے۔

۱۰: خشوع و خضوع کا تعلق دل سے ہے۔ نہ کہ ظاہری حرکات سے۔

۱۱: بدخو کی دوستی سے احتراز لازم ہے۔ کیونکہ اگر وہ بھلائی بھی کرنا چاہتا ہے تو بھی اس سے برائی سرزد ہوتی ہے۔

۱۲: لوگوں کے ساتھ نیک خلق آدھی عقل ہے حسن سوال نصف علم ہے اور حسن تدبیر نصف معیشت ہے۔

۱۳: طالب دنیا کو علم پڑھانا، راہزن کے ہاتھ تلوار فروخت کرنا ہے۔

۱۴: کسی کے خلق پر اعتماد نہ کر، تاوقتیکہ غصہ کے وقت اسے نہ دیکھ لیوے۔

۱۵: کسی کی دینداری پر اعتماد نہ کر، تاوقتیکہ معاملہ کے وقت اسے نہ آزمالیوے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

۱: تعجب ہے اس پر جو دنیا کو فانی جانتا ہے اور پھر اس کی رغبت رکھتا ہے۔
۲: تعجب ہے اس پر جو تقدیر کو پہچانتا ہے اور پھر جانے والی چیز کا غم کرتا ہے۔
۳: تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو برحق جانتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔
۴: تعجب ہے اس پر جو جنت پر ایمان رکھتا ہے اور پھر دنیا کے ساتھ آرام پکڑتا ہے۔
۵: تعجب ہے اس پر جو شیطان کو دشمن جانتا ہے اور پھر اس کی اطاعت کرتا ہے۔
۶: اے انسان خدا نے تجھے اپنے لیے پیدا کیا ہے اور تو دوستوں کا ہونا چاہتا ہے۔
۷: لوگوں کو جس طرح چاہے آزما کر دیکھ سانپ بچھوؤں سے کم نہ پائے گا۔
۸: علم بغیر عمل کے نفع دیتا ہے اور عمل بغیر علم کے نفع نہیں دیتا۔
۹: ایک پرہیز گار فقیہہ شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے۔
۱۰: دنیا خدا کی سرائے ہے جو آخرت کے مسافروں کے لیے وقف ہے۔ اپنا توشہ لے اور جو کچھ سرائے میں ہے اس کا لالچ نہ کر۔
۱۱: اے انسان اگر تو معبود حقیقی کی پرستش نہیں کرنا چاہتا تو اس کی بنائی ہوئی چیزوں کو بھی استعمال نہ کر۔
۱۲: اللہ کو ہر وقت اپنے ساتھ سمجھنا افضل ترین ایمان ہے۔
۱۳: جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے۔ لیکن تو اپنے خدا کو نہیں پہچانتا۔
۱۴: تلوار کا زخم جسم پر ہوتا ہے اور بری گفتار کا روح پر۔
۱۵: عمدہ لباس کے حریص کفن کو یاد رکھ۔ عمدہ مکان کے شیدائی قبر کا گڑھا مت بھول۔ عمدہ غذاؤں کے شیدائی کیڑوں مکوڑوں کی غذا بننا یاد رکھ۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

۱: ادب بہترین کمالات اور خیرات افضل ترین عبادات میں سے ہے۔

۲: عقلمند اپنے آپ کو پست کر کے بلندی حاصل کرتا ہے اور نادان اپنے آپ کو بڑھا کر ذلت اٹھاتا ہے۔

۳: عقلمند وہ ہے جو غیروں سے عبرت حاصل کرے نہ کہ خود دوسروں کے لیے باعث عبرت ہو۔

۴: علماء اس لیے غریب و بے کس ہیں کہ جاہل زیادہ ہیں۔ جو ان کی قدر نہیں سمجھتے۔

۵: حرص سے کچھ روزی نہیں بڑھ جاتی مگر آدمی کی قدر گھٹ جاتی ہے۔

۶: برا آدمی کسی کے ساتھ نیک گمان نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ ہر ایک کو اپنے جیسا خیال کرتا ہے۔

۷: علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تم مال کی حفاظت کرتے ہو۔

۸: جس شخص کے دل میں جتنی حرص ہوتی ہے اس کو خدا تعالیٰ پر اتنا ہی کم یقین ہوتا ہے۔

۹: دنیا ایک مردار ہے جو لوگ اس کی بدولت آپس میں بھائی بند بنتے ہیں اس کی بھائی بندی اس کے لالچ میں ایک دوسرے پر حملہ کرنے سے مانع نہیں ہوتی۔

۱۰: اول عمر میں جو وقت ضائع کیا ہے آخر میں اس کا تدارک کر، تا کہ انجام بخیر ہو۔

۱۱: اگر تو کسی کے ساتھ احسان کرے تو اس کو مخفی رکھ اور جب تیرے ساتھ کوئی احسان کرے تو اس کو ظاہر کر۔

۱۲: جو شخص بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے وہ آخر خداوند تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرے گا۔

۱۳: غیبت کا سننے والا غیب کرنے والوں میں داخل اور برائی پر راضی ہونے والا گویا اس کا فاعل ہے۔

۱۴: صاحب علم اگرچہ حقیر حالت میں ہو اسے ذلیل نہ سمجھ۔ بیوقوف اگرچہ بڑے مرتبہ پر ہو اسے بڑا مت خیال کر۔

۱۵: دشمن کے حسن سلوک پر بھروسہ مت کر کیونکہ پانی کو آگ سے کتنا ہی گرم کیا جائے پھر بھی وہی اسے بجھانے کے لیے کافی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

۱: جو کوئی اللہ تعالیٰ سے انس رکھتا ہے اس کو خلق سے وحشت ہو جاتی ہے۔

۲: فضیلت اگرچہ جماعت میں ہے لیکن سلامتی گوشہ نشینی میں ہے۔

۳: زیادہ شکم سیری اور فاقہ کشی دونوں مانع عبادت ہیں۔

۴: فاجر سے صحبت مت رکھ تجھ پر فجور غالب آ جائے گا۔ مشاورت ایسے لوگوں سے کر جو اطاعت خدا کرتے ہیں۔

۵: عبادت بلا توجہ درست نہیں ہوتی۔ کیونکہ اللہ نے توبہ کو عبادت پر مقدم کیا ہے۔

۶: بد اعتقادی بربادی ہے اور نکتہ چینی بد نصیبی، توبہ کرنا آسان لیکن گناہ چھوڑنا مشکل ہے۔

۷: ہمارا دین سراپا ادب ہے۔ جو اس کو ملحوظ نہ رکھے گا وہ حرماں نصیب ہے۔

۸: بڑا زہد دنیا میں یہ ہے کہ لوگوں کی ملاقات سے کنارہ کش ہو جائے۔

۹: قدرت انتقام رکھتے ہوئے غصے کو پی جانا افضل ترین جہاد ہے۔

۱۰: دروغ گوئی مروت اور حاسد کو راحت نہیں، بد خلق کو رواداری اور ملوک کو اخوت نہیں۔

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ

۱: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مقبول وہ شخص جو بار خلق کھینچے اور خوئے خوش رکھے۔

۲: اللہ تعالیٰ کی محبت یہ ہے کہ دنیا و آخرت ہر دو کو دوست نہ رکھے۔

۳: اللہ تعالیٰ کے پہچاننے کی یہ نشانی ہے کہ خلق سے بھاگے اور ملک و مال سے پرہیز کرے۔

۴: اچھا اخلاق اور خاموشی پیٹھ پر ہلکے ہیں اور میزان (اعمال) میں بھاری ہیں۔

۵: اپنے آپ کو اتنا ہی ظاہر کر جتنا کہ تو ہے۔ یا ویسا ہی ہو جا جیسا اپنے آپ کو ظاہر کرے۔

۶: کسی نے دریافت کیا کہ آپ بھوک کی اس قدر تعریف کرتے ہیں، فرمایا اگر فرعون بھوکا ہوتا تو انا ربکم الاعلیٰ ہرگز نہ کہتا۔

۷: برے اعمال اللہ تعالیٰ کے ساتھ صریح دشمنی کے مترادف ہے۔

۸: جو نیکی فی الفور کسی نور یا علم کا پھل نہ دے۔ اس کو نیکی نہ گن اور جس گناہ کے بعد فوراً اللہ کا خوف اور توبہ میسر آجائے اس کو گناہ نہ گن۔

۹: جو شخص کثرت خواہشات سے اپنے دل کو مردہ بنائے اس کو لعنت کے کفن میں لپیٹو اور ندامت کی زمین میں دفن کرو اور جو نفس کو خواہشات سے باز رکھتا ہے۔ اس کو رحمت کے کفن میں لپیٹو اور سلامتی کی زمین میں دفن کرو۔

۱۰: ایک بزرگ کی شہرت سن کر آپ اسے دیکھنے گئے۔ جب قریب گئے تو اس نے قبلہ کی طرف تھوک دیا۔ آپ اس وقت واپس آ گئے اور فرمایا اگر اسے طریقت میں کچھ دخل ہوتا تو شریعت کے خلاف عمل نہ کرتا۔

حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ

۱: جو کچھ تو اللہ کے واسطے کرے۔ وہ اخلاص ہے اور جو خلق کے واسطے کرے وہ ریا ہے۔

۲: رسول اللہ ﷺ کا وارث وہ شخص ہے کہ رسول کریم ﷺ کے فعل کی اقتدا کرے نہ کہ وہ کاغذ سیاہ کرے۔

۳: نماز، روزہ اچھی چیز ہے۔ لیکن غرور و حسد دور کرنا انکو زیادہ اچھا بنا دیتا ہے۔

۴: اعلانیہ گناہ پوشیدہ کی نسبت زیادہ سخت اور اظہار گناہ دوسرا گناہ ہے۔

۵: اللہ تعالیٰ کی دوستی اس شخص کے دل میں نہیں ہوتی جس کو خلق پر شفقت نہیں۔

۶: جس شخص کے رات اور دن بلا کسی مومن کے آزار دینے کے بسر ہوئے۔ گویا اس نے وہ رات حضور ﷺ کے حضوری میں بسر کی۔

۷: مردوں کو برائی سے یاد نہ کرو۔ کہ وہ اپنے کیفر کردار تک پہنچ چکے ہیں۔

۸: مخلوق کی اذیت پر صبر کرنا علامات ولایت میں سے ہے۔

۹: فقیر کا نفس کی خواہش کے لیے جس پر اس کو قدرت نہیں ہے۔ غنی کے ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

۱: جمعیت خاطر سے حق تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہ اور متعلقین کا غم حق تعالیٰ کے حوالے کر اس دشمن کا دفاع سخت مشکل ہے جو اطاعت کی راہ سے آئے۔

۲: دل آنکھ کے تابع ہے آنکھ کے بگڑنے کے بعد دل کی حفاظت مشکل ہے اور دل بگڑ جانے کے بعد شرمگاہ کی حفاظت مشکل ہے۔

۳: علمائے بے عمل پارس پتھر کی مثل ہیں جو اوروں کو تو سونا بناتے ہیں لیکن خود پتھر ہی رہتے ہیں۔

۴: کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دل آزاری ہے، خواہ مومن کا ہو یا کافر کا۔

۵: اسلام غریبوں میں ہی ظاہر ہوا اور عنقریب غریبوں میں ہی رہ جائے گا۔

۶: دولت مند ہر پیغمبر کو جھٹلاتے رہے اور مسکین غریب ہی ان کی اطاعت کرتے رہے ہیں۔

۷: اہل و عیال کے ساتھ حد سے زیادہ محبت مت کر کہ ضروری کام میں فتور آجائے۔

۸: خلق کے ساتھ ضرورت سے زیادہ مت اختلاط رکھ، کیونکہ زیادہ اختلاط زیادہ مضرتوں کا سبب ہوتا ہے۔

۹: سرود نغمہ ایک زہر ہے جو شہد میں ملا ہوا ہے اور گانا بجانا تار کا منتر ہے۔

۱۰: اہل اللہ سے کرامت مت ڈھونڈو۔ ان کے وجود ہی کو کرامت جانو۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ

۱: برے کام سے بچنے کے لیے صفائی دل ضروری ہے اور صفائی کے لیے باطنی تقویٰ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر دل پاک ہے تو تمام جسم پاک ہے اگر دل صاف نہیں ہے تو تمام جسم میں فساد ہو گا

۲: اقرار باللسان پوست ہے ایمان کا اور تصدیق بالقلب مغز ہے اس کا۔

۳: زبان نرم عضو بے استخوان ہے اگر گفتار بھی نرم ہو تو زبان ہے ورنہ زیان ہے۔

۴: خواہش پر غالب آنا فرشتوں کی صفت ہے اور خواہش سے مغلوب ہونا چوپایوں کی عادت ہے۔

۵: امیروں اور بادشاہوں سے میل جول نہ رکھو۔ جو کہ دین سے نفور اور شریعت سے دور ہیں۔

۶: اگر تو اس قدر نماز پڑھے کہ پشت خم ہو جائے اور اس قدر روزے رکھے کہ بدن ہلال بن جائے ہر گز فائدہ پائیگا تاوقتیکہ مال حرام سے پرہیز نہ کرے گا۔

۷: عابد کو کھانا کھلانا عبادت میں مدد کرنا ہے اور فاسق کو کھانا کھلانا فسق کی مدد کرنا ہے۔

۸: تاوقتیکہ نفس و خواہش مجاہدات قویہ سے تابع شریعت بن جائیں دل انوارِ معرفت سے زندہ نہیں ہو سکتا۔

۹: تو اس دنیا میں دار آخرت کی طرف چلنے والا ایک مسافر ہے۔ تیرے سفر کی ابتدا مہد اور انتہا لحد ہے۔ تیری عمر کا ہر برس منزل ہے۔ ہر مہینہ فرسنگ ہر دن میل اور ہر سانس قدم ہے۔

۱۰: اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھنا جہالت ہے۔ بلکہ ہر شخص کو اپنے سے بہتر سمجھنا سعادت ہے۔

حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ

ا: بغیر عمل کئے ہوئے بہشت کی آرزو کرنا گناہ ہے اور بغیر ادائے سنت کے امید شفاعت محض غرور اور دھوکا ہے بغیر فرمانبرداری امیدوار رحمت ہونا محض جہالت اور حماقت ہے۔

۲: حق تعالیٰ جب کسی بندے کی بھلائی چاہتے ہیں تو حسن عمل کا دروازہ اس پر کھول دیتے ہیں۔

۳: حب دنیا کو ترک کردو کیونکہ دنیا کی ایک ذرا سی چیز بھی تمہارے دل میں ہوگی تو سجدہ کرنے میں بھی اس کو فراموش نہ کر سکو گے۔

۴: دولت کے بھوکے کو کبھی راحت نصیب نہیں ہوتی۔

۵: ایسی بات میں گفتگو کرنا جس میں کسی کا فائدہ نہ ہو علامت ذلالت و گمراہی ہے۔

۶: تو جس طرح برائی سننے کو ناپسند کرتا ہے۔ اسی طرح اپنے آپ کو مدح سرائی سے بھی بچا۔

۷: محبت ایک ایسی چیز ہے جو سیکھنے اور کسی کے بتانے کی نہیں ہے۔

۸: تواضع یہ ہے کہ جس کسی سے بھی تو ملے اپنے سے بہتر جانے۔ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، عالم ہو یا جاہل، مومن ہو یا کافر۔

۹: درویشی یہ ہے کہ کسی چیز پر طمع نہ کرے۔ جب بے طلب کوئی لائے تو منع نہ کرے اور جب لے لے تو جمع نہ کرے۔

۱۰: نعمت کی حالت میں خدا کو محبوب سمجھتا ہے۔ جب بلا آتی ہے تو بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ بلا اور فقر میں ثابت قدم رہنا رسول اللہ ﷺ کی سچی محبت کی علامت ہے۔

حضرت شفیق بلخی علیہ الرحمۃ

۱: جس کا باطن ظاہر سے افضل ہے وہ ولی اللہ ہے جس کا باطن و ظاہر برابر ہے وہ عالم ہے اور جس کا ظاہر باطن سے افضل ہے وہ جاہل و مکار ہے۔

۲: بدترین شخص وہ ہے جو توبہ کی امید پر گناہ کرے اور زندگانی کی امید پر توبہ۔

۳: عقلمند وہ ہے جو دنیا سے دست بردار ہو جائے۔ اس سے پہلے کہ دنیا اس سے دستبردار ہو جائے۔

۴: عقلمند وہ ہے کہ خدا کی خوشنودی حاصل کرے اس سے پہلے کہ وہ خدا کے روبرو بلایا جائے۔

۵: عبادت جو مخلوق کے لیے کی جاتی ہے۔ زمین میں دھنسائی جاتی ہے اور جو خالق کے لیے جاتی ہے وہ آسمان پر چڑھائی جاتی ہے۔

۶: اگر تم کسی مردِ خدا کو پہچاننا چاہتے ہو تو دیکھو کہ وہ حق تعالیٰ کے وعدوں پر زیادہ بے خوف ہے یا مخلوق کے وعدوں پر زیادہ بھروسہ رکھتا ہے۔

۷: دل کی صفائی چاہتا ہے تو آنکھ جہاں سے بند کر لے یہی وہ رخنہ ہے جہاں سے غبار آتا ہے۔

۸: زبردست گناہوں کا کفارہ زبردستوں کی امداد اور درماندگان کی دستگیری ہے۔

۹: نفس مباح چیزوں کی خواہش سے روک ورنہ دنیا اس کی بہشت بن جائیگی اور موت اس پر دشوار ہو گی۔

۱۰: کسی سے بدلہ لینے میں جلدی نہ کرو اور کسی کے ساتھ نیکی کرنے میں تاخیر نہ کرو۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ

۱: راستے میں لوٹنے والا چور اس فاسق سے بہتر ہے جو پرہیز گاری کا لباس پہنتا ہو۔

۲: اگرچہ دریا میں بہت فائدے ہیں لیکن سلامتی چاہتے ہو تو کنارے پر ملے گی۔

۳: اگر کوئی شخص مردے کی قبر کھولے تو بادشاہ اور گدا میں فرق نہ کر سکے گا۔

۴: کیمیا بنانے والا غم اور غصے میں ہی مر گیا اور بے وقوف نے ویرانے میں خزانہ پالیا۔

۶: نصیحت خواہ دیوار پر لکھی ہو اسے کان میں ڈال لو۔

۷: شیر غار میں سختی اٹھا کر مر جاتا ہے مگر کتے کا جوٹھا نہیں کھاتا۔

۸: کوشش سے دریائے دجلہ کے آگے بند لگا سکتے ہو مگر بد اندیش کی زبان نہیں بند رکھ سکتے۔

۹: عذر اور توبہ کر کے تو خدا سے چھوٹ سکتا ہے مگر لوگوں کی زبان سے نہیں چھوٹ سکتا۔

۱۰: غوطہ مارا، اگر گھڑیال کے خوف سے ڈر گیا تو موتی نہ پا سکے گا۔

حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ

آپ نے فرمایا کتے میں دس ایسی عمدہ خصلتیں ہیں جو ہر مومن کو اختیار کرنی چاہئیں۔

ا: وہ بھوکا رہتا ہے یہ آداب صالحین میں سے ہے اور تھوڑی چیز پر قناعت کرتا ہے یہ علامت صابرین کی ہے۔

۲: اس کا کوئی مکان نہیں ہوتا ہے یہ علامت متوکلین سے ہے۔

۳: وہ رات کو بہت کم سوتا ہے یہ صفات شب بیداران وعلامت محبین سے ہے۔

۴: جب مرتا ہے تو کوئی میراث نہیں چھوڑتا یہ صفات زاہدین سے ہے۔

۵: اپنے مالک کو نہیں چھوڑتا گو وہ اس پر جفا کرے اور اس کو مارے یہ علامت مریدانِ صادق سے ہے۔

۶: ادنیٰ جگہ پر ہی راضی ہو جاتا ہے۔ یہ علامت متواضعین سے ہے۔

۷۔ اس کی جائے رہائش پر کوئی غالب ہو جائے تو اس کو چھوڑ دیتا ہے اور دوسری جگہ چلا جاتا ہے یہ نشان راضیین سے ہے۔

۷: اس کو ماریں اور پھر ٹکڑا ڈالیں تو فوراً واپس آجاتا ہے۔ مار کا کینہ نہیں رکھتا یہ علامت خاشعین سے ہے۔

۹: کھانا سامنے رکھا ہوا دیکھتا ہے تو دور بیٹھا ہوا تکتا ہے۔ یہ علامت مساکین سے ہے۔

۱۰: کسی مکان سے کوچ کر جاتا ہے پھر اس کی طرف التفات نہیں کرتا۔ یہ علامت محزونین سے ہے۔

اے عزیز قناعت کا سبق کتے سے حاصل کر تو نے اکثر دیکھا ہو گا کہ شکاری کتوں کو جب گلی کوچوں کے کتے دیکھتے ہیں تو بھونکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے مکینو جب تم نے عمدہ عمدہ اور لذیذ کھانوں کی طرف رغبت کی تو تم زنجیروں کے ساتھ قید کئے گئے اگر تم بھی ہماری طرح روکھی سوکھی پر قناعت کرتے تو ہماری طرح آزاد زندگی بسر کرتے۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمۃ

۱: نماز ایسی عبادت ہے کہ طالبان حق اللہ تعالیٰ کی راہ میں ابتداء سے لے کر انتہاء تک اسی کے ذریعے راستے پاتے ہیں اور اسی میں ان کے مقامات کھلتے ہیں۔

۲: علم سے غفلت اور بے پرواہی اختیار کرنا بد بختی ہے۔

۳: ہماری خوشی اور غم دونوں رضائے حق کے لیے ہونے چاہئیں۔

۴: فقیر کو چاہیئے کہ بادشاہ کی ملاقات کو سانپ اور اژدھا کی ملاقات کے برابر سمجھے۔

۵: خواہ کافروں کی سی ٹوپی پہن رکھ مگر باطن میں سچا مومن اور فقیر بنا رہ۔

۶: پروانہ ہمیشہ شمع پر ہی جلتا ہے پس اگر مومن بھی پروانے کی طرح شمع حق کا پرستار رہے تو مرتبہ صدق وصفا کو پا سکتا ہے۔

۷: خوف حق میں آنکھوں سے آنسو بہا کر یہ شے روح کی کدورت کو دھو دیتی ہے۔

۸: ریاکار فقراء سے دور ہو جو فقط اغراض نفسانی کے لیے لوگوں سے جاہ وعزت کی طمع رکھتے ہیں اور بے بنیاد باتوں کی تعلیم دیتے ہیں۔

۹: جاہل صوفیوں سے دور ہو۔ جس نے نہ تو کسی مرشد کی صحبت سے تربیت پائی اور نہ کسی اُستاد سے سبق سیکھا یونہی نیلگوں کا لباس پہن کر اپنے آپ کو صوفی مشہور کر دیا۔

۱۰: خلقت کی طرف سے جو بطور تحفہ نذر و نیاز ملے فقراء میں تقسیم کر دے اس میں کوئی چیز بھی اپنے پاس نہ رکھے

حضرت خواجہ فریدالدّین شکر گنج پاکپتنی علیہ الرحمۃ

۱: پردہ پوشی درویشی کی ایک صفت ہے جس سے مراد بندگان خدا ہیں۔

۲: محبت میں وہی صادق ہے جو ہر لمحہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔

۳: عبادت الٰہی سے عشق کی تکمیل ہوتی ہے۔

۴: کلام پاک کی تلاوت سے بہتر اور افضل تر کوئی عبادت نہیں۔

۵: تصوّف کا کمال یہ ہے کہ اصحاب تصوّف ہر روز پانچوں نمازوں کے اوقات میں اپنے آپ کو اللہ کے سامنے دیکھیں۔

۶: صوفی کو زندگی بھر ذکر حق میں مشغول رہنا چاہئے۔اس کا ذکر حق میں مستغرق و بے ہوش رہنا زندگی اور غافل ہو جانا موت ہے۔

۷: راہ سلوک میں سالک پر جس قدر رنج تکلیف اور مصیبت نازل ہو گی۔ وہ اللہ تعالیٰ سے قریب تر ہو جائے گا۔

۸: جو شخص جس قدر زیادہ موت سے غافل رہتا ہے اسی قدر دنیا کا ذکر اس کے دل میں جڑ پکڑ تا ہے۔

۹: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونا چاہتا ہے وہ کلام اللہ پڑھے۔ نیک بخت وہی شمار ہوتا ہے۔ جو اپنے مولا سے کلام کرے۔

۱۰: دل ایک شیشہ ہے جسے مال و دولت، اولاد، بیوی، عزت و اقبال، دنیا و آخرت کے خیالات سے اگر صاف رکھیں تو خداوند اپنا جلوہ دکھاتا ہے۔

حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ

۱: ایمان اصل اور اعمال فرع ہے۔ لہٰذا ایمان میں شرکت سے اور اعمال میں معصیت سے بچو۔

۲: تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں مصروف ہے اور وہ تجھ کو برباد کرنے میں لگا ہوا ہے۔

۳: مومن کو نیند کرنا زیبا نہیں جب تک اپنا وصیت نامہ اپنے سرہانے نہ رکھ لے۔

۴: مکانوں کے بنانے میں عمر ختم کر رہا ہے۔ بسیں گے دوسرے اور حساب تو دے گا۔

۵: تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل ہے اور تیرا ظاہر تیرے باطن کی علامت ہے۔

۶: اے عمل کرنے والے اخلاص پیدا کر ورنہ فضول مشقت ہے۔

۷: مومن جس قدر بوڑھا ہوتا ہے اس کا ایمان جوان ہوتا ہے۔

۸: جو حکم کی تعمیل نہ کرے۔ لازمی ہے کہ وہ خوشنودی آقا سے محروم رہے۔

۹: نعمت تجھے اپنا پابند نہ بنالے کہ منعم سے غافل کر دے۔

۱۰: موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔

پیر پٹھان حضرت خواجہ محمد شاہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ

۱: سالک کو چاہئے کہ علم حاصل کرے کیونکہ جہالت سے یہ راہ طے نہیں کی جا سکتی۔

۲: سالک کو چاہئے کہ ہمیشہ مخلوق خدا کے واسطے دعا کرتا رہے اور لوگوں پر شفیق بن کر رہے۔

۳: سالک کو چاہئے کہ قناعت پر اپنا طریقہ بنائے۔ کیونکہ "القناعة کنز لا ینفد"۔ قناعت ایسا خزانہ ہے جو خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا۔

۴: سالک کو چاہئے کو ہر کسی سے لطف و احسان اور خلق و مروت سے پیش آئے۔ کیونکہ حسد کینہ اور جھگڑا فساد خداوند تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں۔

۵: سالک کو چاہئے کہ رات دن محاسبہ اور مراقبہ، زہد و ریاضت اور حق تعالیٰ کی رضا مندی میں کوشش کرے۔

۶: سالک کو چاہئے کہ پہلے علم ظاہری میں کوشش کرے کیونکہ علم باطنی کا حصول ظاہری کے بغیر ناممکن ہے۔

۷: سالک کو چاہئے کہ ہر وقت حق تعالیٰ کے حساب میں عجز و نیاز کرتا رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی پیروی میں ذرہ بھر کوتاہی نہ کرے۔

۸: سالک کو چاہئے کہ حق تعالیٰ کی بے نیازی اور اس کے عذاب سے ہمیشہ ڈرتا ہے

اور اوامر کو بجالانے اور نہیات کو چھوڑنے میں پوری کوشش کرے۔

:۹ سالک کو چاہئے کہ اپنے باطن کو تمام برے اخلاق سے پاک کرے۔اس کے بعد جو کچھ اس کی زبان پر آئیگا وہ مؤثر ہو گا۔

:۱۰ سالک کو چاہئے کہ اپنے دل کو دنیا کی آلائشوں سے پاک کرے۔کیونکہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے اس سے بچنا تمام عبادتوں سے بہتر ہے۔

حضرت شمس تبریز علیہ الرحمۃ

۱: جس کے دل میں محبت، اخلاص اور رحم موجود ہے اللہ تعالیٰ اس بندے کو اپنی قربت کا شرف دینے کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔

۲: دوست وہ ہے جو اپنے کسی دوست کی خطا اور ایذا دہی سے رنجیدہ نہ ہو گناہ اور عیب پر پردہ ڈالے۔

۳: اگر مردے کو زبان گویائی مل جاتی تو موت کے متعلق عجیب راز بیان کرتا۔

۴: اپنا بوجھ دوسروں کی گردن سے اٹھالو اور انکا بوجھ خود لے لو۔

۵: دوزخ سے نجات چاہتے ہو تو خلق خدا کی خدمت کرو بہشت کی توقع ہے تو عبادت الٰہی میں مصروف رہ۔

۶: جسم خدا کے نور اور بندہ کے درمیان ایک پردہ ہے۔ جسم کیا ہے۔مال وجاہ و دیگر تکلفات کا نام ہے۔انکو فنا کر خدا کی حضوری میں رہ۔

۷: زبان وہی جو ذاکر ہو دل وہی جو شاکر ہو اور جسم وہی جو صابر ہو۔

۸: جو جسم علم سے خالی ہو وہ ایک ایسا شہر ہے جہاں ایک بوند پانی کی نہیں ملتی۔ ایسا علاقہ جو بغیر آقا کے ہے۔

۹: علم اور حلم کا درجہ سب سے افضل ہے۔

۱۰: چار چیزیں نایاب ہیں۔ دولت مند بردبار اور فیاض۔ درویش، صابر اور شاکر۔ گنہگار جو اپنی حالت پر پچھتائے اور خدا سے ڈرنے والا ہو، عالم، باعمل۔

حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ

۱: میرے نزدیک بہترین مسلک اور پسند ترین مشرب اسوۂ حسنہ حضور ﷺ ہے۔

۲: مومن کی خوشی صرف اس عمل میں ہے جس سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوش رہے۔

۳: فقیری وہ ہے کہ معرفت کے سات خزانے دل میں ہوں اور ہمسائے کو خبر نہ ہو۔

۴: اہل غرض محبت سے خالی ہوتے ہیں۔

۵: ہر شخص کو اپنے سے بہتر جانو اور حسن ظن جانو۔ دوسروں کی بجائے اپنے عیبوں پر نظر رکھو۔

۶: اگلے زمان کے لوگ علوم ظاہری کے بعد طریقت کی طرف آتے تھے۔ ان کی طبیعت وسوسوں سے پاک ہوتی تھی۔ آج کل کوتاہ ہمتی کے باعث پہلے ہی صوفی بن جاتے ہیں اس راستے میں خطا کا امکان ہے۔

۷: اگلے زمانے کے لوگ قرآن وحدیث کے تابع تھے۔ آج کل کے لوگ قرآن و حدیث کو اپنے آپ کے تابع رکھتے ہیں۔

۸: صاحبِ عرفان اتباع نبوی ترک نہیں کرتا۔

۹: ایمان بے عشق موجب خطر ہے۔

۱۰: نمے گویم کہ درعالم جدا باش بہر جائے کہ باشی باخدا باش۔

ترجمہ: ”میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا میں الگ تھلگ رہو بلکہ جس جگہ بھی ہو رہو اللہ کے ساتھ رہو۔“

ہدیہ تشکر و دعائے خیر

خداوند تعالیٰ کے احسان عظیم کا ہزار ہا شکر ہے کہ ان کے فضل عمیم کی رحمت لاثانی، توسل حضور نبی رؤف رحیم کی فراوانی سے میرے قلب سلیم کو علمی درخشانی کا شرف بخش کر خزینۃ المشائخ کی انجام پذیری کی ہمت عطا فرمائی۔

نیز اکابر علمائے دین کی حوصلہ افزائی کا ممنون ہوں جنہوں نے مجھ جیسے ہیچمداں کو خدمت اسلامی کی تحریص دلا کر میدان عمل میں گامزن ہونے کا ذوق دلایا۔

خزینۃ المشائخ کے اشاعتی سلسلہ کے لیے محترم جناب شمس صاحب شمس آبادی کی اعانت کا بے حد مشکور اور دعا گو ہوں۔ اللہ تعالیٰ انہیں دین و ایمان کی سرفرازی کے ساتھ جانشینی کی نعمت سے مسرور فرمائے۔

نیز خزینۃ المشائخ کے جملہ قارئین و معاونین کو درجات اخروی کے مراتب عظیمہ سے سربلند فرماتے ہوئے ناچیز کی اس خدمت کو مقبول فرما کر جزیل آخرت کا توشہ عطا فرمائے۔

الٰہی شادمان و کامراں ہوں مہرباں میرے
محافظ اہلسنت بن کے چمکیں قدرداں میرے

آپ کا مخلص:
قاضی عبدالحق ہاشمی حنفی الچشتی قطبالوی عفی عنہ